Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس (اہلِ سنت) پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

سوالیہ پرچہ کے ساتھ

برائے طلباء

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالمیہ

1

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

پہلا پرچہ: علم کلام

سوال نمبر ا:- (الف) علم کلام کی چار وجوہ تسمیہ لکھیں نیز اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کیسے وجود میں آئے؟ مکمل پس منظر تحریر کریں؟

(ب) قَالَ اَهْلُ الْحَقِّ حَقَائِقُ الْاَشْيَاءِ ثَابِتَةٌ وَالْعِلْمُ بِهَا مُتَحَقِّقٌ خِلَافًا لِلسوفَسطَائِيَّةِ.

اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں نیز شارح نے جو شرح کی ہے اس کا خلاصہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم کی چار وجوہ تسمیہ:

علم کلام کی چار وجوہ تسمیہ درج ذیل ہیں:

ا- اس علم میں علماء کی مباحث کا عنوان ان کا قول کذا وکذا ہوتا تھا' اس لیے اس کو علم الکلام کہتے ہیں۔

۲- اس وجہ سے کہ علم العقائد کی مشہور مباحث میں سب سے زیادہ مشہور کلام تھا' اور اس میں جھگڑا بہت ہے' یہاں تک کہ بعض متغلبہ نے کثیر اہل حق کو شہید کر دیا کیونکہ انہوں نے قرآن کو مخلوق نہیں کہا تھا۔

۳- علم الکلام شرعیات کی تحقیق اور مد مقابل پر اپنا مدعیٰ ثابت کرنے کے لیے کلام پر قدرت پیدا کرتا ہے مثلاً منطق اور فلسفہ۔

۴- یہ علم' علوم ضروریہ و واجبہ میں سے سب سے پہلا ہے' جسے کلام کے ذریعے سکھایا جاتا ہے' اور سکھایا جاتا ہے۔

اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کے وجود میں آنے کا پس منظر:

شیخ ابوالحسن اشعری نے اپنے استاد ابو علی جبائی سے تین بھائیوں کے حوالے سے سوال کیا' جن میں سے ایک مطیع' دوسرا عاصی اور تیسرا بچپن میں فوت ہوا؟ تو ابو علی جبائی نے جواب میں کہا: پہلے کو جنت میں ثواب دیا جائے گا' دوسرے کو عذاب دیا جائے گا' اور تیسرے کو نہ ثواب دیا جائے گا' نہ عذاب دیا جائے گا' تو ابوالحسن اشعری نے کہا: اگر تیسرا یوں کہے: اے اللہ! تو نے مجھے بڑا ہونے کی حالت میں کیوں نہ مارا' تاکہ میں تجھ پر ایمان لاتا اور تو مجھے جنت عطا کرتا؟ تو اللہ تعالیٰ کیا فرمائے گا؟ تو ابو علی جبائی نے کہا: رب تعالیٰ فرمائے گا: میں جانتا تھا' اگر تو بڑا ہوتا' تو ضرور میری نافرمانی کرتا اور دوزخ میں داخل ہوتا' تو تیرے لیے یہی بہتر تھا کہ تو بچپن میں مر جائے' تو ابوالحسن اشعری نے فرمایا: اگر دوسرا کہے: اے اللہ! تو نے مجھے چھوٹی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

عمر میں کیوں نہ مارا' تاکہ میں تیری نافرمانی نہ کرتا اور دوزخ میں داخل نہ ہوتا؟ تو اللہ تعالیٰ کیا فرمائے گا؟ اس بات پر ابوعلی جبائی کے ہوش اڑ گئے اور وہ لاجواب ہو گیا' تو ابوالحسن اشعری نے ان کے مذہب کو ترک کر دیا اور ان کے رد میں مشغول ہو گئے' تو ان کے گروہ کو "اہل سنت و جماعت" کا نام دیا گیا۔

معتزلہ سب سے پہلا فرقہ ہے' جس نے اس اختلاف پر قواعد کی بنیاد رکھی جن پر ظاہر سنت اور صحابہ کی جماعت قائم تھی۔ انہیں معتزلہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان کا بانی واصل بن عطاء حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں سے تھا' تو اس شخص نے حضرت حسن بصری کی مجلس میں کبیرہ گناہ کے مرتکب کے بارے میں یہ مؤقف اختیار کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ مومن ہے' اور نہ ہی کافر بلکہ اس نے ایک اور درجہ ثابت کیا' تو امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِعْتَزَلَ عَنَّا یعنی وہ ہماری جماعت سے نکل گیا' تو تب سے ان کا نام معتزلہ پڑ گیا' مگر یہ اپنے آپ کو اصحاب عدل و توحید کہتے ہیں۔

(ب) عبارت پر اعراب' ترجمہ عبارت اور شرح کا خلاصہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

اہلِ حق نے کہا: حقائق اشیاء ثابت ہیں' حقائق اشیاء کا علم ثابت ہے' یہ خلاف ثابت ہے سوفسطائیہ کے لیے۔

شرح کا خلاصہ:

علم یعنی تصورات اور تصدیقات کے احوال امکان و حدوث وغیرہ کا علم ثابت ہے۔ یہ مؤقف اہل حق کا ہے' کہ اشیاء کے حقائق ثابت ہیں' کیونکہ یہ ایک بدیہی واضح بات ہے' مگر فرقہ سوفسطائیہ' ان میں سے بعض حقائق کے منکر ہیں اور بعض اس کے قائل ہیں۔

سوال نمبر۲:-"واسباب العلم للخلق ثلاثة الحواس السليمة والخبر الصادق والعقل"

شرح عقائد کی روشنی میں حواس سلیمہ' خبر صادق اور عقل کی تفصیلی وضاحت لکھیں؟

جواب: حواس سلیمہ' خبر صادق اور عقل کی وضاحت:

۱- حواس سلیمہ: وہ اسباب جن کی وجہ سے انسان علم حاصل کر سکتا ہے' شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ پانچ ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(۱) قوت سامعہ' (۲) قوت باصرہ' (۳) قوت شامہ' (۴) قوت ذائقہ' (۵) قوت لامسہ۔

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے حواس خمسہ کا ذکر کر کے دو قسم کے لوگوں کا رد کیا ہے: (۱) وہ لوگ جو حواس اربعہ کے قائل اور حواس خمسہ کے منکر ہیں' وہ قوت ذائقہ اور قوت لامسہ دونوں کو ایک قرار دیتے ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(۲) معتزلہ حواس خمسہ کے منکر اور حواس ستہ کے قائل ہیں' ان کے نزدیک پانچ حواس تو وہی ہیں اور چھٹا وہ حاسہ ہے' جس سے لذت جماع حاصل کی جاتی ہے۔

۲- خبر صادق: نسبت تامہ کی ایسی خبر دینا جو نفس الامر کے مطابق ہو۔

اگر خبر صادق کی توضیح مقصود ہو' تو وہ یوں کی جاسکتی ہے: انسان کے منہ سے جو کلام نکلتا ہے' تو اس میں جو نسبت ہوتی ہے خواہ ایجابی ہو یا سلبی ہو' اس کو نسبت کلامی بھی کہا جاتا ہے جیسے آپ نے کہا: زید قائم' تو آپ نے قائم کی نسبت جو زید کی طرف کی ہے' اس کو نسبت کلامی کہا جاتا ہے۔

۳- عقل: لغوی اعتبار سے لفظ ''عقل'' کے متعدد معانی ہیں:

(ا) قید' (۲) عقول عشرہ' (۳) ناطق' (۴) قوت عملیہ اور قوت نظری۔

عقل کا اصطلاحی معنیٰ یا تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے:

عقل' نفس کی ایسی قوت کو کہتے ہیں' جس کی وجہ سے تصدیقات اور تصورات کے ادراکات کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

سوال نمبر ۱:- والمحدث للعالم هو الله تعالى الواحد القديم الحى القادر العليم السميع البصير الشائى المريد

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں نیز حدوث' عالم' اللہ' واحد اور قدیم کی تعریفات لکھیں؟

(ب) برہان تطبیق اور برہان تمانع کی تفصیل لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت' حدث' عالم' اللہ' واحد اور قدیم کی وضاحت:

۱- ترجمہ عبارت: اور دنیا کو پیدا کرنے والا وہ اللہ تعالیٰ ہے' جو یکتا' شروع سے' دائمی زندہ' قدرت والا' علیم و خبیر (باخبر)' سننے والا' دیکھنے والا اور اپنی مرضی کے مطابق ارادہ کرنے والا ہے۔

۲- حدوث: کسی چیز کا ختم ہو جانا' مٹ جانا۔

۳- عالم: اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ تمام اشیاء کو عالم کہا جاتا ہے۔

۴- اللہ: وہ ذات جو خود بخود قائم ہو' کسی کی محتاج نہ ہو اور ہر ایک سے بے نیاز ہو۔

۵- واحد: یکتا' جس کا کوئی ہمسر نہ ہو' جس کا کوئی برابر نہ ہو۔

۶- قدیم: وہ ذات جو شروع سے ہو اور آخر تک باقی رہے' ازلی و ابدی ذات۔

(ب) ''برہان تطبیق'' اور ''برہان تمانع'' کی وضاحت:

۱- برہان تطبیق: بطلان تسلسل کے مشہور دلائل میں سے ایک برہان تطبیق ہے' اور وہ یہ ہے کہ آپ معلول اخیر سے الی غیر نہایہ ایک مجموعہ فرض کرو اور اس سے پہلے بقدر واحد الی غیر نہایہ ایک دوسرا مجموعہ فرض

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کریں، پھر دونوں مجموعوں کو اس طرح تطبیق دو کہ پہلے مجموعہ کے جزء اوّل کو دوسرے مجموعہ کے جزء اوّل کے مقابلہ میں بناؤ اور پہلے مقدمہ کے جزء ثانی کو دوسرے مجموعہ کے جزء ثانی کے مقابلہ میں بناؤ اور اس طرح کرتے جاؤ۔ پس اگر پہلے مجموعہ کے ہر جزء کے مقابلہ میں دوسرے مجموعہ کا کوئی جزء موجود ہے، تو ناقص زائد کی مثل ہو جائے گا، اور یہ محال ہے، اور اگر پہلے مجموعہ کے ہر جزء کے مقابلہ میں دوسرے مجموعہ کا جزء نہیں تو پہلے مجموعہ میں ایک ایسا جزء پایا گیا کہ جس کے مقابلہ میں دوسرے مجموعہ کا کوئی جزء نہیں۔ پس دوسرا مجموعہ ختم ہوا اور متناہی ہو گیا اور اس سے پہلے مجموعہ کا بھی متناہی ہونا لازم آئے گا۔ اس لیے کہ مجموعہ اولیٰ مجموعہ ثانیہ پر متناہی کی مقدار کے ساتھ بڑھا ہوا ہے، اور جو متناہی کے ساتھ بقدر متناہی بڑھا ہوا ہو، تو وہ بھی متناہی ہوتا ہے۔

وھذا تطبیق انما یمکن

برہان تطبیق صرف موجودات خارجیہ میں جاری ہو سکتی ہے امور وہمیہ میں نہیں کیونکہ جو چیزیں محض وہمی ہوں گی وہ وہم کے منقطع ہونے سے منقطع ہو جائیں گی۔

اسی طرح مراتب اعداد و معلومات الٰہیہ اور مقدورات الٰہیہ میں بھی برہان تطبیق جاری نہیں ہو گی۔ اس لیے کہ معلومات الٰہیہ مقدورات الٰہیہ سے زائد ہیں، باوجود اس کے کہ دونوں غیر متناہی ہیں اور ان کے غیر متناہی ہونے کا معنی یہ ہے کہ کسی ایسی حد پر پہنچ کر ختم نہیں ہوتے کہ اس سے اوپر کا تصور نہ کیا جا سکے یہ معنی نہیں کہ اعداد و معلومات اور مقدورات الٰہیہ وجود خارجی کے لحاظ سے غیر متناہی ہیں، اس لیے کہ یہ محال ہے۔

۲- برہان تمانع: صانع عالم واحد ہے اس میں کوئی تعدد نہیں اور واجب الوجود کے مفہوم کا مصداق اس ذات کے علاوہ کسی اور کو بنانا ممکن نہیں۔

اگر دو الٰہ ممکن ہوں، تو ضرور ان کے درمیان تمانع ہو گا۔ تمانع یعنی ایک دوسرے کا خلاف کرنا کہ ایک زید کی حرکت کا ارادہ کرے اور دوسرا زید کے ساکن ہونے کا، تو اب یا تو دونوں ہی امر حاصل ہوں گے (حرکت وسکون) تو اجتماع ضدین لازم آئے گا۔ یا دونوں لازم نہیں آئیں گے تو ایک لازم آئے گا، تو دونوں میں سے ایک الٰہ کا عاجز ہونا لازم آئے گا جو کہ حوادث و امکان کی نشانی ہے، کیونکہ اس میں احتیاج کا شائبہ ہے، تو پس تعدد مستلزم ہے امکان تمانع کو اور امکان تمانع کو محال مستلزم ہے، تو لہٰذا تعدد الٰہ کا ہونا محال ہے۔

اجمالاً: اگر دونوں الٰہ میں سے ہر ایک دوسرے کی مخالفت پر قادر ہو گا، تو اس دوسرے کا عجز لازم آئے گا، اور اگر دوسرے کی مخالفت پر قادر نہیں ہو گا، تو اپنا عجز لازم آئے گا۔ اور خدا کے لیے عجز محال ہے۔

وبما ذکرنا یندفع ما یقال اس عبارت کی غرض یہ ہے کہ ہماری برہان تمانع کی تقریر سے تین اعتراضات رفع ہو گئے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر۴:- ولا يتمكن في مكان ولا يجرى عليه زمان .
(الف) واجب الوجود کا تمکن فی المکان سے منزہ ہونا مدلل بیان کریں؟
(ب) واجب الوجود پر زمانہ جاری نہ ہونے کی مدلل وضاحت کریں؟

جواب: (الف) واجب الوجود کا تمکن فی المکان سے منزہ ہونا:

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ' ذات باری تعالیٰ کی تیرہویں صفت سلبیہ بیان کررہے ہیں کہ ذات باری متمکن فی المکان نہیں ہوسکتی' کیونکہ تمنک اس کو کہا جاتا ہے کہ ایک بعد دوسرے بعد میں سرایت کرے خواہ یہ بعد موہومی ہو جیسا کہ متکلمین کا مذہب ہے' یا متحقق ہو جیسا کہ فلاسفہ کا مذہب ہے' تو تمکن کی اس تعریف کی بناء پر متمکن وہ ہوگا جس کے بعد' امتداد اور مقدار ہوں جبکہ ذات باری تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہیں' کیونکہ امتداد اور مقدار قابل تجزی ہوتے ہیں اور ذات باری تعالیٰ قابل تجزی نہیں ہے' پس اس لیے ذات باری تعالیٰ متمکن فی المکان نہیں ہے۔

(ب) واجب الوجود پر زمانہ جاری نہ ہونا:

ذات باری تعالیٰ سے زمانہ کی نفی کرنا ضروری ہے۔ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صانع عالم پر زمانہ جاری نہیں ہوسکتا' اس پر دلیل یہ ہے کہ ہمارے ہاں زمانہ اس امر متجدد کو کہا جاتا ہے' جس سے دوسرے امر متجدد کا اندازہ کیا جائے جیسے سیکنڈ سے گھنٹوں کا اندازہ کیا جاتا ہے' گھنٹوں سے دنوں کا اندازہ کیا جاتا ہے' دنوں سے مہینوں کا اندازہ کیا جاتا ہے' مہینوں سے سال کا اندازہ کیا جاتا ہے' اور سالوں سے عمر کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ فلاسفہ کے ہاں زمانہ مقدار حرکت کا نام ہے جبکہ ذات باری تعالیٰ تجدد اور مقدار دونوں سے منزہ ہے' اور پاک بھی ہے' کیونکہ ذات باری تعالیٰ زمانی نہیں ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه و الاسلامیه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولیٰ للطلاب السنة 2021ء/۱۴۴۲ھ

الورقة الثانية: علم الفرائض

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: پانچواں سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

سوال نمبر۱: (الف) موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کریں؟ (۲۰)

(ب) فروض مقدرہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز "تضعیف وتنصیف" کی وضاحت کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر۲: (الف) باپ کے کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟ ہر ایک صورت کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

(ب) اخیافی بھائی بہنوں کے کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟ ہر ایک صورت کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر۳: (الف) دوعددوں کے درمیان کتنی اور کون کون سی نسبت ہے؟ پوری وضاحت سے بیان کریں؟ (۱۵)

(ب) عصبہ کی تعریف لکھیں نیز اس کی اقسام کتنی اور کون کون سی ہیں؟ خوب وضاحت سے لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر۴: (الف) ترکہ سے متعلق حقوق کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیل سے لکھیں؟ (۱۵)

(ب) علم فرائض کی تعریف کرتے ہوئے اس کے "نصف العلم" ہونے کی چار وجوہ لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر۵: درج ذیل میں سے کوئی سے چار مسائل حل کریں؟ (۴۰)

(الف)	باپ	ماں	بیوی		
(ب)	بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی
(ج)	شوہر	بھائی	بھائی	بہن	
(د)	ماں	نانی	چچا	پھوپھی	
(ہ)	بیٹا	اخیافی بھائی	اخیافی بہن	علاتی بہن	
(و)	بیٹا	بیٹی	بیٹی	پوتی	سگا بھائی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

دوسرا پرچہ: علم الفرائض

سوال نمبر۱: (الف) موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کریں؟

(ب) فروض مقدرہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز ''تضعیف وتنصیف'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) موانع ارث کی تعداد اور نام:

موانع ارث پانچ امور ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-قتل: اگر کوئی بالغ وارث اپنے مورث کو ظلماً قتل کر دے، تو قاتل وراثت سے محروم رہے گا، خواہ یہ قتل عمداً ہو یا سہواً۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے: لا یرث القاتل شیئاً یعنی قاتل وراثت سے محروم رہے گا۔

۲-اختلاف دین: اگر وارث کافر ہوں اور مورث مسلمان، یا اس کا عکس ہو، تو ان کے درمیان وراثت تقسیم نہیں ہوگی خواہ کتنا ہی قریبی رشتہ ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یرث الکافر المسلم ولا المسلم الکافر یعنی کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا اور نہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا۔

۳-اندھی موت: کسی حادثہ کی صورت میں دو شخص رشتہ دار اکٹھے ہلاکت کا شکار ہو گئے، مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون فوت ہوا، تو اس صورت میں دونوں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

۴-مرتد ہونا: جو شخص اسلام سے منحرف ہو کر کافر ہو گیا (معاذ اللہ) یعنی مرتد ہو گیا، پھر وہ دنیا سے رخصت ہو گیا، جو کچھ اس نے مسلمان ہونے کی حالت میں کمایا ہوگا اس سے اس کے زمانۂ اسلام کے قرضے ادا کیے جائیں گے اور باقی مال مسلمان ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اس نے جو مال حالت ارتداد میں کمایا ہوگا، اس سے زمانۂ ارتداد کے قرضے ادا کیے جائیں گے اور باقیماندہ مال غرباء میں تقسیم کیا جائے گا۔ یاد رہے مرتدہ عورت کا کل مال اس کے مسلمان ورثاء میں تقسیم ہوگا۔ خواہ اس نے وہ مال حالت اسلام میں کمایا ہو، یا حالت ارتداد میں کمایا ہو۔

۵-اختلاف دارین: وارث اور مورث دونوں ایسے مختلف ملکوں کے رہائشی ہوں، جن کی افواج الگ الگ ہوں اور ایک دوسرے کے خون کو حلال قرار دیتے ہیں۔

یاد رہے فقہ حنفی کے مطابق اختلاف دارین مانع نہیں ہے بشرطیکہ دونوں مسلمان ہوں، دونوں باہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

(ب) فروض مقدرہ کی تعداد اور نام:

فروض مقدرہ سے مراد وہ حصص ہیں، جو قرآن کریم میں مقرر کیے گئے ہیں اور وہ کل چھ ہیں، جو درج

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ذیل ہیں:

(۱) نصف (½)، (۲) ربع (¼)، (۳) ثمن (1/8) ان تین معین حصوں کو نوع اوّل کہتے ہیں۔

(۴) ثلثان (1/3)، (۵) ثلث (1/3)، (۶) سدس (1/6)

تضعیف وتنصیف کی وضاحت:

یہ دو نسبتیں ایسی ہیں، جو مقررہ حصوں کی نسبت کو ظاہر کرتی ہیں مثلاً اگر ہم نصف کی طرف سے شمار کریں تو یہ ضعف ہے ربع کا اور ربع ضعف ہے ثمن کا۔ اگر ہم دوسری طرف سے شمار کریں، تو پھر ثمن نصف ہے ربع کا اور ربع نصف ہے ثمن کا۔

سوال نمبر۲: (الف) باپ کے کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟ ہر ایک صورت کی وضاحت کریں؟

(ب) اخیافی بھائی بہنوں کے کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟ ہر ایک صورت کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) باپ کے احوال کی تعداد اور ہر صورت کی وضاحت:

باپ کی کل تین حالتیں ہیں اور ان کی وضاحت درج ذیل ہے:

(۱) چھٹا حصہ ملتا ہے بشرطیکہ میت نے بیٹا، پوتا یا پڑپوتا چھوڑا ہو مثلاً

مسئلہ 6: میت

باپ	بیٹا/پوتا
چھٹا حصہ (1/6)	بقیہ
1	5

۲- چھٹا حصہ ملتا ہے، اور ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ بھی ملتا ہے، بشرطیکہ میت نے بیٹی، پوتی، یا پڑپوتی چھوڑی ہو مثلاً

مسئلہ نمبر 6: میت

باپ	بیٹی/پوتی
چھٹا حصہ (1/6) + بقیہ	نصف حصہ (½)
2+1=3	3

۳- ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ سب ملتا ہے، بشرطیکہ میت نے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا اور پڑپوتی میں سے کوئی نہ چھوڑا ہو مثلاً

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مسئلہ نمبر 6: میـــــــــــت

باپ	شوہر
بقیہ	نصف حصہ (½)
1	1

(ب) اخیافی بہن بھائیوں کے احوال اور ان کی وضاحت:

ماں شریک بہن/بھائی کی کل تین حالتیں ہیں، جن کی وضاحت درج ذیل ہے:

۱- چھٹا حصہ ملتا ہے بشرطیکہ اکیلا/اکیلی ہو یعنی اس کے ساتھ حقیقی بہن بھائی میں سے کوئی موجود نہ ہو مثلاً

مسئلہ نمبر 6: میـــــــــــت

ماں شریک بھائی/بہن	باپ
چھٹا حصہ (1/6)	بقیہ
1	5

۲- ایک تہائی حصہ ملتا ہے بشرطیکہ ایک سے زیادہ ہوں، خواہ صرف بھائی، صرف بہنیں یا دونوں ہوں مثلاً

مسئلہ نمبر 12: میـــــــــــت

بیوی	ماں شریک بھائی/ماں شریک بہن	چچا
چوتھا حصہ (¼)	ایک تہائی حصہ (1/3)	بقیہ
3	2-4-2	5

۳- میت کے ترکہ سے کچھ نہیں ملتا، بشرطیکہ اس کے ساتھ میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، باپ اور دادا میں سے کوئی ایک موجود ہو مثلاً

مسئلہ نمبر 1: میـــــــــــت

باپ	ماں شریک بہن/بھائی
کل ترکہ	محروم
1	

سوال نمبر ۳: (الف) دو عددوں کے درمیان کتنی اور کون کون سی نسبت ہے؟ پوری وضاحت سے بیان کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) عصبہ کی تعریف لکھیں نیز اس کی اقسام کتنی اور کون کون سی ہیں؟ خوب وضاحت سے لکھیں؟

جواب: (الف) دو عددوں کے درمیان نسبتوں کی تعداد اور ان کی وضاحت:

دو عددوں کے درمیان پائی جانے والی کل چار نسبتیں ہیں' ان کی وضاحت درج ذیل ہے:

۱- تماثل: ایسے دو عدد جو باہم برابر ہوں' تو ان کے درمیان تماثل کی نسبت ہوگی اور ان میں سے ایک عدد دوسرے کا متماثل کہلاتا ہے۔

مثالیں: 5 اور 5' 9 اور 9' 10 اور 10

۲- تداخل: جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں' ان میں سے بڑا عدد چھوٹے پر برابر برابر تقسیم ہو جائے' تو دونوں عددوں کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر عدد کو متداخل کہتے ہیں۔

مثالیں: 4 اور 8'...... 9 اور 27'...... 16 اور 48

۳- توافق: ایسے دو عدد جو چھوٹے بڑے ہوں' ان میں بڑا عدد چھوٹے پر تقسیم نہ ہو' بلکہ ان دو عددوں کے علاوہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دے' تو ان دو عددوں میں توافق کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر عدد کو متوافق کہیں گے۔

مثالیں: 6 اور 9' 12 اور 16' 32 اور 36

۴- تباین: جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں' ان میں سے بڑا عدد چھوٹے پر پورا پورا تقسیم نہ ہو رہا ہو' پھر کوئی ایسا تیسرا عدد بھی موجود نہ ہو' جو ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر سکے' تو ان دو عددوں کے درمیان تباین کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر عدد کو متباین کہیں گے۔

مثالیں: 3 اور 5' 21 اور 47' 40 اور 71

(ب) عصبہ کی تعریف' اس کی کل اقسام اور ان کی وضاحت:

عصبہ کی تعریف: عربی زبان میں لفظ "عصبہ" کے معنیٰ "پٹھے" کے ہیں اور اصطلاح شرع میں عصبہ وہ شخص کہلاتا ہے' جس کا کوئی حصہ مقرر نہ ہو' بلکہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ اسی شخص کو ملے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں' تو وہ تمام وراثت کا مالک قرار پائے۔

عصبہ کی دو اقسام ہیں:

(۱) عصبہ نسبی (۲) عصبہ سببی

۱- عصبہ نسبی: وہ شخص ہے' جسے نسبی قرابت کی وجہ سے عصوبیت حاصل ہو' مثلاً پوتا' بیٹا وغیرہ۔

۲- عصبہ سببی: وہ شخص ہے' جسے کسی غلام کو آزاد کرنے کی وجہ سے عصوبت حاصل ہو' اسے معتق اور مولی العتاقہ کہتے ہیں۔ عصبہ نسبی بنسبت عصبہ سببی کے قوی ہے' یعنی عصبہ نسبی کی موجودگی میں عصبہ سببی کو

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

میراث نہ ملے گی۔

عصبہ نسبی کی تین اقسام ہیں' جو درج ذیل ہیں:

۱- عصبہ بنفسہ: اس مرد کو کہتے ہیں' جسے جب میت کی طرف منسوب کیا جائے' تو درمیان میں مؤنث کا واسطہ نہ ہو مثلاً بیٹا' باپ وغیرہ۔

۲- عصبہ بغیرہ: اس عورت کو کہتے ہیں' جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اسے کسی مذکر نے عصبہ بنا دیا ہو۔ واضح رہے کہ عصبہ بغیرہ فقط وہ عورت بن سکتی ہے' جس کا حصہ نصف (½) یا ثلثان (2/3) مقرر ہو اور وہ فقط چار صورتیں: (۱) بیٹی' (۲) پوتی' (۳) سگی بہن' (۴) علاتی بہن۔

۳- عصبہ مع غیرہ: اس عورت کو کہتے ہیں' جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اسے کسی عورت نے عصبہ بنایا ہو جیسے بیٹی کی موجودگی میں سگی بہن' یا علاتی بہن عصبہ بن جاتی ہے۔

سوال نمبر ۴: (الف) ترکہ سے متعلق حقوق کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیل سے لکھیں؟

(ب) علم فرائض کی تعریف کرتے ہوئے اس کے "نصف العلم" ہونے کی چار وجوہ لکھیں؟

جواب: (الف) ترکہ سے متعلق حقوق کی تعداد اور ان کی وضاحت:

میت کے اموال متروکہ سے چار حقوق متعلق ہوتے ہیں' جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- تجہیز و تکفین: ترکہ میت سے پہلا حق تجہیز و تکفین متعلق ہے' یعنی مال وراثت سے میت کے غسل' تابوت' کفن اور دفن پر خرچ کرنا ہے۔

۲- قضاء دین: دوسرا حق قضاء دین سے متعلق ہے' یعنی اس (میت) نے جتنا قرضہ دینا ہو وہ ادا کیا جائے۔

قضاء دین کی دو صورتیں ہیں: (i) حقوق اللہ سے متعلق ہو مثلاً اگر اس (میت) پر حج فرض تھا تو اس نے ادا نہ کیا' یا زکوۃ فرض تھی اسے ادا نہ کیا۔ (ii) حقوق العباد سے متعلق ہو مثلاً کسی سے کوئی چیز ادھار لی تھی' یا کوئی چیز خریدی تھی وغیرہ۔

۳- وصیت: ترکہ میت سے تیسرا حق وصیت ہے۔ آدمی کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے ثلث (تہائی) مال کی وصیت کر سکے' اگر میت نے اپنی زندگی میں وصیت کی تھی' تو اس کو پورا کیا جائے گا' اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس نے اپنے کل مال سے تہائی حصہ یا اس سے کم کی وصیت کی ہو' اگر اس سے زائد یا کل مال کی وصیت کی ہو تو وہ باطل ہوگی' اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔

۴- تقسیم وراثت: ترکہ میت سے چوتھا حق ورثاء میں وراثت کی تقسیم کاری ہے' یعنی قرآن کریم' احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے ورثاء کے جو حصص مقرر کیے گئے ہیں' ان کے مطابق

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔

(ب) ''علم فرائض'' کی تعریف اور اس کے ''نصف العلم'' ہونے کی وجوہات:

علم فرائض کی تعریف: فرائض فریضہ کی جمع ہے اس کا معنیٰ ہے: مقررہ حصہ۔ شرعی اصطلاح میں علم الفرائض اس علم کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے میت کے ترکہ میں میت کے ورثاء کا پورا پورا حق معلوم ہو۔

''علم الفرائض'' کو ''نصف العلم'' کہنے کی چار وجوہات:

۱- انسان کی دو حالتیں ہیں: (i) زندگی (ii) موت۔ زندگی میں باقی علوم کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ علم الفرائض کا موت کے ساتھ خاص تعلق ہے اس اعتبار سے اسے ''نصف علم'' قرار دیا گیا ہے۔

۲- مِلک کی دو صورتیں: (i) مِلک اختیاری (ii) مِلک غیر اختیاری۔

وراثت کے علاوہ باقی تمام اشیاء کا ''مِلک اختیاری'' کے ساتھ ہے اس لحاظ سے بھی علم فرائض کو ''نصف علم'' کہا جاتا ہے۔

۳- احکام شرعیہ کے ماخذ دو قسم کے ہیں: (i) وہ احکام جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ (ii) وہ احکام شرعیہ جو قیاس و اجتہاد سے ثابت ہیں۔ چونکہ علم فرائض کے تمام مسائل قرآن و سنت سے مستنبط ہوتے ہیں اس اعتبار سے اس علم کو ''نصف العلم'' قرار دیا گیا ہے۔

۴- دوسرے علوم کی بنسبت علم فرائض کے حصول کے لیے زیادہ محنت و مشقت کرنا پڑتی ہے اس طرح اس علم کی اہمیت کے پیش نظر اسے ''نصف العلم'' کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۵: درج ذیل میں سے مسائل حل کریں؟

(الف)	باپ	ماں	بیوی		
(ب)	بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا
(ج)	شوہر	بھائی	بھائی	بہن	
(د)	ماں	نانی	چچا	پھوپھی	
(ہ)	بیٹا	اخیافی بھائی	اخیافی بہن	علاتی بہن	
(و)	بیٹا	بیٹی	بیٹی	پوتی	سگا بھائی

جواب: مسائل کا حل:

(الف)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مسئلہ/12: میـــــــــــت

باپ	ماں	بیوی
عصبہ	1/3	¼
5	4	3

(ب)

مسئلہ/24: میـــــــــــت

بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی
1/8	عصبہ			
3	21			

(ج)

مسئلہ/6: میـــــــــــت

شوہر	بھائی	بھائی	بہن
½	1/3		1/6
3	2		1

(ھ)

مسئلہ/1: میـــــــــــت

بیٹا	اخیافی بھائی	اخیافی بہن	علاتی بہن
1	محجوب	محجوب	محجوب

(و)

مسئلہ/3: میـــــــــــت

بیٹا	بیٹی	بیٹی	پوتی	نواسا
عصبہ			محجوب	محجوب
2	1		0	0

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه والاسلامیه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولیٰ للطلاب السنة 2021ء/۱۴۴۲ھ

الورقة الثالثة: الفقه واصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 7 لازمی ہے، باقی ہر حصے سے دو دو سوالات کا حل مطلوب ہے۔

الحصة الاولیٰ: الهداية

السوال الاول: (الشفعة واجبة للخليط في نفس المبيع ثم للخليط في حق المبيع كالشرب والطريق ثم للجار) أفاد هذا اللفظ ثبوت حق الشفعة لكل واحد من هؤلاء وأفاد الترتيب.

(الف) عبارت کا مکمل اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) شفعه کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟

(ج) هؤلاء سے کون مراد ہیں؟ ہر ایک کی تعریف کریں؟

(د) ترتیب سے کیا مراد ہے؟ اس کی دلیل نقلی لکھیں۔ 5x4=20

السوال الثانی: درج ذیل عبارات میں سے کسی ایک کی مکمل (حرکات وسکنات) کرکے ترجمہ وتشریح کریں؟ 20

(الف) وليس للشريك في الطريق والشرب والجار شفعة مع الخليط في الرقبة.

(ب) واذا اجتمع الشفعاء فالشفعة بينهم على عدد رؤسهم ولا يعتبر اختلاف الاملاك.

السوال الثالث: (الذكاة شرط حل الذبيحة) لقوله تعالى (إلا ما ذكيتم) ولأن بها يتميز الدم النجس من اللحم الطاهر، وكما يثبت به الحل يثبت به الطهارة في المأكول وغيره، فإنها تنبیء عنها.

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل کریں؟

(ب) عبارت کی تشریح کریں؟

(ج) زکوۃ اور ذکاۃ میں قدر مشترک اور فرق کیا ہے؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(د) ذبح شرعی (اختیاری واضطراری) کی وضاحت کریں؟ 5x4=20

الحصة الثانية: التوضيح والتلويح

السوال الرابع: وتعريفه بالمحتاج إليه لايطرد...... وشرط لكلا التعريفين الطرد والعكس.

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) کس کی کون سی تعریف کا تذکرہ ہو رہا ہے؟

(ج) طرد وعکس کیا ہے؟ ہر ایک کی تعریف کریں؟

(د) عدم اطراد کی وضاحت مثال سے کریں؟ 5x4=20

السوال الخامس: معرفة النفس مالها وما عليها ويزاد عملا ليخرج الاعتقاديات والوجدانيات فيخرج الكلام والتصوف ومن لم يزد أراد الشمول.

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) کس کی تعریف ہے؟ قیود کے فوائد کیا ہیں؟

(ج) عبارت کی تشکیل کریں؟

(د) خط کشیدہ کی وضاحت وتشریح کریں؟ 5x4=20

السوال السادس: ثم اعلم أنه يراد بالأحكام الكل...... ولا يراد كل واحد لوجود لا أدرى...... ولا بعض له نسبة معينة بالكل...... ولا التهيؤ للكل.

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبارت میں کون سے مسئلے کا تذکرہ کیا؟ 10x2=20

السوال السابع: صاحب ہدایہ اور مصنفین توضیح وتلویح کا تعارف، علمی اور مقام ومرتبہ بتائیں؟ 20

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

پہلا حصہ: ہدایہ

السوال الاول: (الشفعة واجبة للخليط في نفس المبيع ثم للخليط في حق المبيع كالشرب والطريق ثم للجار) أفاد هذا اللفظ ثبوت حق الشفعة لكل واحد من هؤلاء وأفاد الترتيب.

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) شفعہ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

(ج) هؤلاء سے کون مراد ہیں؟ ہر ایک کی تعریف کریں؟

(د) ترتیب سے کیا مراد ہے؟ اس کی دلیل نقلی لکھیں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

(امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) شفعہ نفس مبیع میں شریک شخص کے لیے ثابت ہوتا ہے، پھر حق مبیع میں شریک شخص کے لیے مثلاً پانی اور راستہ اور پھر پڑوسی کے لیے۔ امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس لفظ نے مذکورین میں سے ہر ایک کے لیے حق شفعہ کے ثبوت اور ترتیب دونوں کا فائدہ دیا۔

(ب) شفعہ کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

لفظ ”شفعہ“ ”شفع“ سے مشتق ہے، یہ باب فَتَحَ يَفْتَحُ کا مصدر ہے۔ اس کا معنیٰ ہے: شفع الشيء بالشيء یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا اور لفظ ”شفعہ“ کا لغوی معنیٰ بھی ملانا ہے۔

لفظ ”شفعہ“ کا اصطلاحی معنیٰ یا اس کی شرعی تعریف ہے: شرکت یا پڑوسی کی بنیاد پر مشتری کی ادا کردہ قیمت کے بقدر قیمت دے کر کسی منفعت کو اپنی ملکیت میں لینا۔

(ج) ”هؤلاء“ کی وضاحت:

لفظ ”هؤلاء“ اسم اشارہ برائے جمع مذکر ہے۔ اس کو جمع لانے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے تین قسم کے لوگ مراد ہیں: (۱) وہ آدمی جو نفس مبیع میں شریک ہو۔ (۲) وہ آدمی جو حق مبیع میں شریک ہو یعنی راستہ اور پانی کے علاوہ دیگر مبیع میں جس کا بٹوارہ اور تقسیم ہوگئی ہو۔ (۳) پڑوسی لوگ یعنی زمین یا مکان کے ہمسائے۔ یہ تین قسم کے لوگ مراد ہونے کی وجہ سے لفظ ”هؤلاء“ جمع لایا گیا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(د) شفعہ کے حقداروں میں ترتیب اور اس حوالے سے عقلی دلیل:

شفعہ کا سبب مبیع کے ساتھ شفیع کی ملکیت کا متصل ہونا ہے اور اتصال کی دو صورتیں ہیں: (۱) شرکت (۲) پڑوس، پھر شرکت کے دو درجے ہیں: (i) عین مبیع میں شرکت یعنی مبیع کسی طرح کا کوئی بٹوارہ نہ ہو۔ (ii) حق مبیع میں شرکت یعنی راستہ اور پانی وغیرہ میں شرکت ہے، اس کا اتصال شریك فی حق المبیع اور پڑوسی دونوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے نمبر پر اس کا تذکرہ کر کے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اس کا حق سب سے مقدم ہوگا۔ پڑوسی کو صرف جوار کی بنیاد پر شفعہ ملتا ہے، مبیع میں اس کی کوئی شرکت نہیں ہوتی، جبکہ شریك فی حق المبیع کسی نہ کسی درجے میں مبیع سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس لیے امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شریك فی نفس المبیع کے بعد اس کا تذکرہ کر کے پڑوسی پر اس کے حق شفعہ کے تقدم کو ثابت کر دیا اور یہ بتایا کہ شفعہ کا پہلا حقدار شریك فی المبیع ہے، دوسرے نمبر پر شریك فی حق المبیع ہے، اور تیسرے نمبر پر پڑوسی ہے۔

شفعہ کے حقداروں کی ترتیب میں عقلی دلیل:

عین مبیع میں شرکت کا اتصال ہر ہر چیز میں ہوتا ہے اور یہ دیگر اتصال سے بڑھ کر ہے، لہٰذا وہ شخص جو اس اتصال کا حامل ہوگا، اس کا درجہ بھی بڑھا ہوا ہوگا، اور سب سے پہلے شفعہ کا حقدار وہی ہوگا، پھر اگر یہ نہ ہو تو شریك فی حق المبیع کا نمبر ہوگا اس لیے کہ یہ شخص منافع میں شریک ہے اور منافع کا اتصال جار کے اتصال سے زیادہ قوی ہے، کیونکہ یہ بہر حال کسی نہ کسی درجے میں مبیع سے جڑا ہوا ہے، لہٰذا اس کو پڑوسی پر مقدم کیا جائے گا۔

السؤال الثانی: درج ذیل عبارات کی تشکیل (حرکات وسکنات) کر کے ترجمہ وتشریح کریں؟

(الف) ولیس للشریك فی الطریق والشرب والجار شفعة مع الخلیط فی الرقبة.

(ب) واذا اجتمع الشفعاء فالشفعة بینهم علی عدد رؤسهم ولا یعتبر اختلاف الاملاك.

جواب: عبارات کا ترجمہ اور تشریح:

(الف) ترجمہ: (امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) شریک فی الرقبہ کی موجودگی میں راستہ اور شرب کے شریک اور ہمسایہ کو شفعہ نہیں ملے گا۔

تشریح عبارت: امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ اس عبارت میں اس مسئلہ کو واضح کر رہے ہیں کہ شریك فی نفس المبیع اور شریك فی حق المبیع کی موجودگی میں ہمسایہ کو شفعہ لینے کا حق حاصل نہیں ہوگا،

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

بطہارت کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

(ج) "زکوۃ" اور "ذکاۃ" میں قدر مشترک اور فرق:

لفظ "زکوۃ" کا لغوی معنی پاک ہونا ہے کیونکہ مال سے زکوۃ ادا کرنے سے باقی مال پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ لفظ "ذکاۃ" کا معنی بھی پاک ہونا ہے کیونکہ جانور کو ذبح کرنے سے اس کا خون خارج ہو جاتا ہے اور اس کا (یعنی ماکول اللحم جانور) کا گوشت پاک ہو جاتا ہے۔ "پاک ہونا" دونوں الفاظ میں قدر مشترک ہے۔ دونوں الفاظ میں فرق صرف اتنا ہے کہ حق اللہ (زکوۃ) ادا کرنے سے مال پاک ہوتا ہے اور ذبح کے وقت خون خارج ہو جانے کی وجہ سے ماکول اللحم جانور کا گوشت پاک ہو جاتا ہے۔

(د) اقسام ذبح:

صاحب ہدایہ کا بیان ہے کہ ذبح کی دو اقسام ہیں: (۱) اختیاری یعنی جانور کے سینے اور جبڑے کے درمیان چھری وغیرہ چلانے اور گلا کاٹنے کا نام ذبح اختیاری ہے۔ (۲) اضطراری: جانور کے بدن کے کسی بھی حصے میں زخم لگانے کا نام ذبح اضطراری ہے۔ چونکہ اصل ذبح اختیاری ہے اس لیے کہ اصل پر قادر نہ ہو سکنے کی صورت میں اضطراری کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اسی لیے دوسرے کو پہلے کا بدل کہا جاتا ہے۔ اس بدلیت کی ایک وجہ اور بھی سمجھ میں آتی ہے کہ پہلے یعنی اختیاری میں کما حقہ خون نکالا جا سکتا ہے اور دوسرے میں یہ کیفیت بطریق اتم نہیں ہو پاتی ہے اسی لیے ذبح اختیاری سے عاجز ہونے کی صورت میں ذبح اضطراری کا سہارا لیا جاتا ہے کیونکہ جانور بدک کر بھاگ گئے ہیں تو ظاہر ہے کہ انسان کو وہاں اختیاری پر قدرت نہیں رہتی اور [illegible] احکام کا مکلف بنایا گیا ہے۔ لہٰذا عدم قدرت علی الاختیاری کی صورت میں ذبح اضطراری کی طرف رجوع کرنا یہ بھی اس کے بدل ہونے کی علامت ہے۔

الحصة الثانية: التوضيح والتلويح

السوال الرابع: وتعريفه بالمحتاج إليه لا يطرد ...... وشرط لكلا التعريفين الطرد والعكس.

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) کس کی کون سی تعریف کا تذکرہ ہو رہا ہے؟

(ج) طرد و عکس کیا ہے؟ ہر ایک کی تعریف کریں؟

(د) عدم اطراد کی وضاحت مثال سے کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کیونکہ شفعہ کے حقداروں میں ترتیب ضروری ہے۔

(ب) ترجمہ عبارت: امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) اور جب چند شفیع جمع ہو جائیں، تو شفعہ ان کے عدد رؤس کے مطابق تقسیم ہوگا، اور اختلاف ملکیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

عبارت کی وضاحت: چند شفیع کے اجتماع کی صورت میں تقسیم کی شکل کو بیان کر رہے ہیں۔ اس بارے میں احناف کا موقف یہ ہے کہ جتنے بھی شفیع ہوں گے، سب کو برابر برابر ملے، ملکیت کے تناسب اور فرق سے ان کے حق شفعہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ اجتماعی شفعاء کی صورت میں ہر شفیع کو اس کے حصے کے بقدر ہی شفعہ ملے گا، ان کی دلیل یہ ہے کہ شفعہ ملک کے منافع میں سے ہے، یعنی ملکیت ہی کی وجہ سے شفیع کو یہ حق ملتا ہے، تو جب شفعہ ملک کے منافع میں سے ہے، اور منافع ملک بقدر حصص تقسیم ہوتے ہیں، تو شفعہ بھی شفعاء کے حصوں کے بقدر تقسیم ہوگا۔

السوال الثالث: (اَلذَّكَاةُ شَرْطُ حِلِّ الذَّبِيْحَةِ) لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى (إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ) وِلِأَنَّ بِهَا يَتَمَيَّزُ الدَّمُ النَّجِسُ مِنَ اللَّحْمِ الطَّاهِرِ، وَكَمَا يُثْبَتُ بِهِ الْحِلُّ يُثْبَتُ بِهِ الطَّهَارَةُ فِي الْمَأْكُوْلِ وَغَيْرِهٖ، فَإِنَّهَا تُنْبِيءُ عَنْهَا.

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل کریں؟

(ب) عبارت کی تشریح کریں؟

(ج) زکوۃ اور ذکاۃ میں قدر مشترک اور فرق کیا ہے؟

(د) ذبح شرعی (اختیاری و اضطراری) کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب:

عبارت پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں؟

(ب) عبارت کی وضاحت:

امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جانور کے حلال ہونے کے لیے ذبح شرط ہے، اس لیے خود قرآن کا اعلان ہے: "اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ" میں ذبح کے بعد جانور کا گوشت کھانے کو حلال قرار دیا گیا ہے، پھر ذبح کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے ناپاک خون الگ ہو جاتا ہے، اور پاک گوشت الگ ہو جاتا ہے، اسی طرح ذبح سے ماکول اللحم اور غیر ماکول وغیرہ میں طہارت اور پاکیزگی بھی آ جاتی ہے۔ لہٰذا ان فوائد ضروریہ کے پیش نظر اسلام نے ذبح کو لازم اور ضروری قرار دیا ہے۔ صاحب ہدایہ نے لفظ "ذکاۃ" کو طہارت کے معنیٰ میں استعمال کیا ہے، اور اس کی صحت پر ایک حدیث سے استدلال کیا ہے: "ذکاۃ الارض یبسھا" میں بھی ذکوۃ کو طہارت ہی کے معنیٰ میں استعمال کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم نے بھی اسے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تطہارت کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

(ج) ''زکوٰۃ'' اور ''ذکاۃ'' میں قدر مشترک اور فرق:

لفظ ''زکوٰۃ'' کا لغوی معنی پاک ہونا ہے' کیونکہ مال سے زکوٰۃ ادا کرنے سے باقی مال پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ لفظ ''ذکاۃ'' کا معنی بھی پاک ہونا ہے' کیونکہ جانور کو ذبح کرنے سے اس کا خون خارج ہو جاتا ہے' اور اس کا (یعنی ماکول اللحم جانور) کا گوشت پاک ہو جاتا ہے۔ ''پاک ہونا'' دونوں الفاظ میں قدر مشترک ہے۔ دونوں الفاظ میں فرق صرف اتنا ہے کہ حق اللہ (زکوٰۃ) ادا کرنے سے مال پاک ہوتا ہے' اور ذبح کے وقت خون خارج ہو جانے کی وجہ سے ماکول اللحم جانور کا گوشت پاک ہو جاتا ہے۔

(د) اقسام ذبح:

صاحب ہدایہ کا بیان ہے کہ ذبح کی دو اقسام ہیں: (۱) اختیاری یعنی جانور کے سینے اور جبڑوں کے درمیان چھری وغیرہ چلانے اور گلا کاٹنے کا نام ذبح اختیاری ہے۔ (۲) اضطراری: جانور کے بدن کے کسی بھی حصے میں زخم لگانے کا نام ذبح اضطراری ہے۔ چونکہ اصل ذبح اختیاری ہے' اس لیے کہ اصل پر قادر نہ ہو سکنے کی صورت میں اضطراری کی طرف رجوع کیا جاتا ہے' اسی لیے دوسرے کو پہلے کا بدل کہا جاتا ہے۔ اس بدلیت کی ایک وجہ اور بھی سمجھ میں آتی ہے کہ پہلے یعنی اختیاری میں کما حقہ خون نکالا جا سکتا ہے' اور دوسرے میں یہ کیفیت بوجہ اتمام نہیں ہو پاتی ہے' اسی لیے ذبح اختیاری سے عاجز ہونے کی صورت میں ذبح اضطراری کا سہارا لیا جاتا ہے' کیونکہ جانور بدک کر بھاگنے لگتے ہیں' تو ظاہر ہے کہ انسان کو وہاں اختیاری پر قدرت نہیں رہتی اور حسب القدرت ہی احکام کا مکلف بنایا گیا ہے۔ لہٰذا عدم قدرت علی الاختیاری کی صورت میں ذبح اضطراری کی طرف رجوع کرنا یہ بھی اس کے بدل ہونے کی علامت ہے۔

الحصة الثانية: التوضيح و التلويح

السوال الرابع: وتعريفه بالمحتاج إليه لايطرد ...... وشرط لكلا التعريفين الطرد والعكس.

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) کس کی' کون سی تعریف کا تذکرہ ہو رہا ہے؟

(ج) طرد و عکس کیا ہے؟ ہر ایک کی تعریف کریں؟

(د) عدم اطراد کی وضاحت مثال سے کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ:

(اصل) اسے کہا جاتا ہے، جس کی طرف کوئی چیز محتاج ہو اس میں اطراد نہیں پایا گیا۔ دونوں تعریفوں کے لیے طرد اور عکس شرط ہے۔

(ب) دونوں عبارتوں میں کس کس کی تعریف کا تذکرہ ہوا:

پہلی عبارت میں ''اصل'' کی حقیقی تعریف یعنی ماہیت حقیقیہ کا تذکرہ ہوا ہے۔ دوسری عبارت میں تعریف اسمی یعنی ماہیات اعتباریہ کی تعریف ہوئی ہے۔

(ج) ''طرد'' اور ''عکس'' کی تعریفات:

(i) طرد: جب حد سچی ہو تو اس پر محدود بھی سچا آئے یعنی محدود کے غیر کے مدخول سے مانع ہے۔

(ii) عکس: یہ ہے کہ جب حد منتفی ہو جائے تو محدود بھی منتفی ہو جائے یعنی تعریف محدود کے افراد کو جامع ہو۔ انسان کی تعریف کریں ''انہ ماش'' تو اس میں اطراد نہیں یعنی دخول غیر سے مانع نہیں ہے، کیونکہ باقی حیوان بھی چلتے ہیں۔ ''لھذا انہ حیوان کاتب بالفعل'' تو اس میں عکس نہیں ہے۔

(د) عدم اطراد کی وضاحت:

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''اصل'' کی محصول میں یوں تعریف کی ''ھو المحتاج الیہ'' یعنی اصل اسے کہتے ہیں، جس کی طرف کوئی چیز محتاج ہو مصنف کے نزدیک یہ تعریف ناپسند تھی، اس لیے اس میں ''اطراد'' نہیں پایا گیا یعنی یہ تعریف از دخول غیر سے مانع نہیں۔

السوال الخامس: مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَا لَهَا وَمَا عَلَيْهَا وَيُزَادُ عَمَلًا لِيُخْرِجَ الْاِعْتِقَادِيَاتِ وَالْوُجْدَانِيَاتِ فَيَخْرُجُ الْكَلَامُ وَالتَّصَوُّفُ وَمَنْ لَمْ يَزِدْ أَرَادَ الشُّمُوْلَ .

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) کس کی تعریف ہے؟ قیود کے فوائد کیا ہیں؟

(ج) عبارت کی تشکیل کریں؟

(د) خط کشیدہ کی وضاحت و تشریح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

نفس کا (آخرت میں) اپنے لیے مفید اور غیر مفید چیز کو پہچاننا ہے، (تعریف میں) لفظ ''عملاً'' (فعل) کا اضافہ کیا گیا ہے، تاکہ اس کے ساتھ اعتقادیات (علم کلام) اور وجدانیات (علم تصوف) کو

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

خارج کیا جائے اور بعض نے اس (عملاً) کا اضافہ نہیں کیا' تو ان کے نزدیک ان (دونوں) کو شامل کرنا مقصود ہے۔

(ب) عبارت میں کس کی تعریف ہے' اور قیود کے فوائد:

اس عبارت میں ''فقہ'' کی تعریف کی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے علم فقہ کی تعریف میں لفظ ''عملاً'' کا اضافہ کیا ہے' تو انہوں نے اس قید سے علم کلام اور علم تصوف دونوں کو تعریف سے خارج کر دیا۔ بعض اہل علم نے لفظ ''عملاً'' کا اضافہ نہیں کیا' تو ان کے نزدیک یہ دونوں علوم بھی ''فقہ'' کی تعریف میں داخل ہیں۔ یاد رہے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''فقہ'' کی تعریف میں لفظ ''عملاً'' کا اضافہ نہیں کیا۔

(ج) عبارت پر اعراب: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

(د) خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت:

۱-الاعتقادیات: اس سے مراد علم کلام ہے' جو عملاً کی قید سے ''علم فقہ'' کی تعریف سے خارج ہو گیا۔

۲-الوجدانیات: اس سے مراد علم تصوف ہے' یہ بھی لفظ ''عملاً'' کی قید سے علم فقہ کی تعریف سے خارج ہو گیا۔

۳-الکلام: اس سے مراد عقائد وایمان ہیں' جو اعمال صالحہ کی بنیاد ہے' کیونکہ جس کے عقائد درست ہوں گے' اس کے اعمال قابل قبول ہوں گے اور اگر کسی کے عقائد درست نہیں ہوں گے' تو اس کے اعمال قابل قبول نہیں ہوں گے۔

السوال السادس: ثم اعلم أنه لا يراد بالأحكام الكل ...... ولا يراد كل واحد لوجود لا أدرى ...... ولا بعض له نسبة معينة بالكل ...... ولا التهيؤ للكل .

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبارت میں کون سے مسئلے کا تذکرہ کیا؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

پھر جان لو کہ احکام سے تمام یعنی کلِ مجموعی مراد نہیں ہو سکتے ......اور ہر ایک یعنی کل افرادی بھی مراد نہیں ہو سکتا' کیونکہ لا ادری ثابت ہے ......اور نہ کل کی طرف نسبت کرتے ہوئے بعض متعین احکام مراد لیے جا سکتے ہیں ......اور نہ تہیؤ و استعداد مراد ہو سکتا ہے۔

(ب) عبارت میں مذکور مسئلہ:

اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''فقہ'' کی تعریف میں لفظ ''احکام'' کا تذکرہ کیا' پھر اس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

حوالے سے پانچ احتمالات بیان کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) احکام سے احکام مجموعی مراد ہوں۔

(۲) احکام سے کل افراد مراد ہوں۔

(۳) بعض متعین افراد مراد ہوں۔

(۴) احکام سے تھیؤ للکل مراد ہو۔

(۵) بذریعہ اجتہاد انسان کا ہر مسئلہ کو معلوم کرنا مراد ہو۔

پھر مصنف نے پانچوں احتمالات کا رد بلیغ کیا ہے۔

السوال السابع: صاحب ہدایہ اور مصنفین توضیح وتلویح کا تعارف لکھیں اور مقام ومرتبہ بتائیں؟

جواب: صاحب ہدایہ، مصنفین توضیح وتلویح کا تعارف اور مقام ومرتبہ:

۱۔ صاحب ہدایہ کا تعارف اور علمی مقام:

صاحب ہدایہ کا پورا نام ''علامہ برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل بن خلیل بن ابی بکر رحمہ اللہ تعالیٰ'' ہے۔ آپ ۵۱۱ھ کو ''مرغینان'' شہر میں پیدا ہوئے، خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔

انہوں نے سن شعور کو پہنچتے ہی قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر علوم وفنون کی تحصیل کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ نے زمانہ کے ممتاز فضلاء علامہ نجم الدین ابوحفص عمر نسفی، صدر الشہید حسام الدین، صدر الشہید تاج الدین، علامہ ضیاء الدین محمد بن حسین بندنیجی اور شیخ بہاء الدین سے علوم وفنون حاصل کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد آپ تاحیات درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔ ایک طرف علماء وفضلاء پیدا کرتے رہے، اور دوسری طرف تصانیف کے انبار لگا دیے۔

علامہ مرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی چند مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) بدایۃ المبتدی، (۲) کفایۃ المنتہی، (۳) کتاب المنتقی، (۴) کتاب التجنیس والمزید

(۵) کتاب مناسک حج، (۶) نشر المذہب، (۷) مختارات النواز، (۸) فرائض عثمانی،

(۹) ہدایہ۔

ہدایہ فقہ حنفی کی ایک ممتاز وکامل واکمل کتاب ہے، جو قدوری کی شرح ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب ہر دور میں نصاب درس نظامی و مدارس کی زینت بنی۔ نیز اس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کے مختلف زبانوں میں تراجم، حواشی اور شروحات لکھی گئیں۔

علامہ مرغینانی نے ۵۹۳ھ کو سمرقند میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

صاحب توضیح کا تعارف:

صاحب توضیح کا پورا نام "علامہ صدر الشریعہ الاصغر عبید اللہ بن مسعود ابن تاج الشریعہ محمود محبوبی حنفی ابن صدر الشریعہ الاکبر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ" ہے۔

آپ کا شمار اپنے وقت کے ممتاز فقہاء، فضلاء اور مصنفین میں ہوتا تھا۔

علمی مقام: آپ کے ہم عصر علماء میں سے ایک علامہ قطب الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ گزرے ہیں، جو "رسالہ شمسیہ" کے شارح اور متبحر عالم دین تھے، اپنے علم وفن میں ثانی نہیں رکھتے تھے، ایک دفعہ انہوں نے چاہا کہ صدر الشریعہ اصغر سے بعض مسائل پر بحث ومباحثہ اور مناظرہ ہو جائے، مگر مناظرہ سے پہلے انہوں نے اپنے پروردہ غلام اور تلمیذ خاص "مولوی مبارک شاہ" کو آپ کے حلقہ درس میں بھیجا۔ اس وقت آپ "ہرات" میں تشریف فرما تھے اور علامہ قطب الدین رازی "ری" نامی علاقہ میں موجود تھے۔ جب مبارک شاہ آپ کے حلقہ درس میں پہنچا، تو آپ ابن سینا کی کتاب "الارشادات" پڑھا رہے تھے اور پڑھانے کا انداز یہ تھا کہ نہ تو مصنف (ابن سینا) کی پیروی کی، نہ شارح طوسی وغیرہ کی کسی بات کا اعتبار، بلکہ اپنے ہی انداز میں کتاب کو حل فرما رہے تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر مولوی مبارک شاہ نے علامہ قطب الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کو لکھا "صدر الشریعہ الاصغر" تو آگ کا شعلہ ہیں، ان سے مناظرہ کرنے سے باز رہیں، ورنہ پچھتاؤ گے۔ چنانچہ علامہ قطب رازی نے مبارک شاہ کی بات مان لی اور مناظرہ کا خیال ترک کر دیا۔

وفات:

صدر الشریعہ الاصغر ۷۴۷ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے اور "شارع آباد" بخارا میں اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

یادگار تصانیف:

صدر الشریعہ الاصغر رحمہ اللہ تعالیٰ تا حیات تدریس وتصنیف میں مصروف رہے۔ آپ کی چند مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) شرح وقایہ، (۲) نقایہ، (۳) تنقیح، (۴) توضیح، (۵) المقدمات الاربعہ، (۶) تعدیل العلوم، (۷) وشاح، (۸) فصول الخمسین۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

صاحب تلویح کا تعارف وعلمی مقام:

صاحب تلویح کا پورا نام ''علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ'' ہے۔ آپ ۷۲۲ھ کو تفتازان میں پیدا ہوئے۔ سن شعور کو پہنچتے ہی آپ علوم وفنون کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے' ابتداء میں آپ نہایت درجہ کے غبی تھے' تو اس سلسلہ میں آپ پریشان ہو جاتے تھے' مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت سے یہ پریشانی ختم ہوگئی اور آپ کی غباوت' ذہانت وذکاوت میں تبدیل ہوگئی۔ اس حوالے سے پورا واقعہ درج ذیل ہے:

استاد عضد الدین کے حلقۂ درس میں ان سے بڑھ کر کوئی غبی نہ تھا۔ خود فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سویا تو خواب میں ایک غیر مانوس شخص نے مجھے کہا کہ چلو سیر کرنے چلتے ہیں' میں نے ان سے کہا: بھائی! مجھے سیر کے لیے پیدا نہیں کیا گیا' میں تو مطالعہ کرنے کے باوجود کتاب کو نہیں سمجھتا' کس طرح میں سیر کو جا سکتا ہوں؟ وہ آدمی چلا گیا' کچھ دیر بعد واپس آیا پھر اس سے یہی سوال وجواب ہوا' پھر تیسری مرتبہ آیا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلا رہے ہیں' یہ سن کر میں ننگے پاؤں کود پڑا' شہر سے باہر نکلا تو ذرا دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ درختوں کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان موجود تھے۔ مجھے دیکھ کر تبسم آمیز لہجہ میں ارشاد فرمایا: ''ہم نے آپ کو بار بار بلایا آپ آئے نہیں؟!'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے معلوم نہیں تھا کہ مجھے آپ بلا رہے ہیں' اس کے بعد میں نے اپنی غباوت کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''افتح فمك'' (اپنا منہ کھولو) اور میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اس کے بعد جب میں نیند سے اٹھا تو اب میرے ذہن کی دنیا بدل چکی تھی' استاد عضد الدین کے حلقۂ درس میں بیٹھا تو کچھ ایسے اشکالات پیش کر دیے کہ اپنے ساتھی تو اسے فضول سمجھ رہے تھے لیکن استاد تاڑ گیا کہ آج تو اس کے ذہن کی دنیا بدلی ہوئی ہے! چنانچہ فرمایا: ''یا سعد! إنك الیوم غیرك فی ما مضی!'' اے سعد! آج تم وہ نہیں ہو جو اس سے پہلے تھے۔

آپ نے مختلف اصحابِ فضل وکمال اساتذہ وشیوخ' مثلاً عضد الدین' قطب الدین وغیرہ سے علوم وفنون کا استفادہ کیا' اور تحصیل علم کے بعد عنفوانِ شباب ہی میں آپ کا شمار علماء کبار میں ہونے لگا' چنانچہ علامہ کفوی کا بیان ہے کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا عالم' آنکھوں نے کسی اور کو نہیں دیکھا۔

درس وتدریس

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ تحصیل علم سے فارغ ہو کر فوراً درس وتدریس میں مشغول ہوئے اور سینکڑوں تشنگانِ علم کو اپنے چشمۂ فیض سے سیراب فرمایا' چنانچہ عبد الواسع بن خضر' شیخ شمس الدین محمد بن احمد حضرمی' ابو الحسن برہان الدین حیدر بن احمد بن الہروری العجمی' جلال الدین یوسف استاذ ملا اور متبحر حکیم سلطان فیروز

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الدین بھمنی وغیرہ حضرات آپ رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کے شاگرد ہیں۔

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفات

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ تصنیف و تالیف سے بڑا شغف رکھتے تھے' درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیفات کا سلسلہ بھی جاری تھا اور اس شغف کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ علم صَرف کی مشہور کتاب ''زنجانی'' کی شرح مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت تالیف فرمائی' جب کہ آپ کی عمر محض ۱۶ سال تھی۔ چنانچہ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر' حدیث' عقائد' فقہ' اصولِ فقہ' معانی' بدیع' بیان اور صرف ونحو' الغرض ہر فن پر قلم اٹھایا اور قابل ذکر کتابیں تصنیف فرمائیں۔

علامہ تفتازانی افضل یا میر سید سند شریف جرجانی:

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں حضرات علم کے پہاڑ' علم کے دریا' علم کے آفتاب و ماہتاب اور خاتم العلماء المحققین تھے۔ ہر علم منطق' علم کلام' علوم ادبیہ' علوم فقہیہ' تحقیقاتِ بدیعہ' تدقیقاتِ منیعہ اور مشکل سے مشکل بات کو چٹکیوں میں حل کرنے کے سلسلہ میں علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فوقیت حاصل تھی۔ ہاں! میر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فصاحتِ لسان میں' ذہانت و فطانت میں اور تیز طراز ہونے میں فوقیت رکھتے تھے اور دونوں ہی حضرات تعالیٰ دربارِ تیمور میں آمدورفت رہتی تھی۔

علامہ تفتازانی اور علامہ جرجانی کا مناظرہ:

علم کے یہ دونوں پہاڑ اور بحرِ بے کراں (ایسا دریا جس کا کنارہ نہ ہو) روزانہ دربارِ تیموریہ میں امڈ پڑتے تھے' تو کبھی ان میں ٹکراؤ اور مکالمہ ہوتا' تو کبھی تفصیل سے مناظرہ ہو جاتا۔

چنانچہ ایک مرتبہ ان دونوں حضرات میں بڑی تفصیل سے مناظرہ ہوا اور وہ مناظرہ یہ تھا کہ ''تمثیل' مستلزم للترکیب ہے یا نہیں؟'' علامہ تفتازانی اس بات پر مصر تھے کہ تمثیل' مستلزم للترکیب نہیں۔ یعنی تمثیل کبھی مفرد اور کبھی مرکب ہوتی ہے۔ جبکہ میر صاحب اس بات پر ڈٹے ہوئے تھے کہ تمثیل کے لیے ترکیب لازمی ہے۔

اس مناظرہ میں نعمان معتزلی کو حکم بنایا گیا تھا۔ طرفین سے دلائل کے انبار لگ گئے' پرانی بات تھی کہ علامہ تفتازانی کی زبان میں قدرے لکنت تھی' جب کہ میر صاحب زبان کے تیز طراز اور فصیح تھے اور دوسری بات یہ تھی کہ نعمان معتزلی کسی بات پر علامہ تفتازانی سے نالاں تھے' لہٰذا نعمان معتزلی نے فیصلہ' میر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حق میں دے دیا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

علامہ تفتازانی کی وفات:

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ پر یہ بے جا فیصلہ گراں گزرا اور وہ اس صدمے میں بیمار ہو گئے۔ صدمہ کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم و شہرت کا مقابلہ میر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نہیں کر سکتے تھے اور کیسے کرتے، جب کہ میر صاحب کا شمار علامہ تفتازانی کے شاگردوں میں ہوتا ہے؟ لیکن اس کے باوجود اس فیصلے کی وجہ سے دربارِ تیمور میں تفتازانی کے مقابلے میں میر صاحب کا رتبہ بڑھ گیا۔ دوسری بات یہ تھی کہ دربارِ تیمور میں میر صاحب کی رسائی علامہ تفتازانی کے طفیل تھی۔ لہٰذا علامہ تفتازانی اس صدمے میں بیمار ہوئے اور ایسے بیمار ہوئے کہ کوئی علاج مفید ثابت نہیں ہوا، یہاں تک کہ ۷۹۲ھ کو دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ إنا لله و إنا إليه راجعون۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه و الاسلامیه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولیٰ للطلاب السنة 2021ء/۱۴۴۲ھ

الورقة الرابعة: اصول الحدیث واصول التحقیق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں میں سے دو دو سوالات کا حل مطلوب ہے۔

قسم اوّل: اصول حدیث

سوال نمبر ۱: اَلْخَبَرُ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ طُرُقٌ بِلَا حَصْرِ عَدَدٍ مُّعَیَّنٍ اَوْ مَعَ حَصْرٍ بِمَا فَوْقَ الْاِثْنَیْنِ اَوْ بِهِمَا اَوْ بِوَاحِدٍ ۔

(الف) عبارت پہ اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز مصنف شرح نخبہ کا دس سطری تعارف تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) شرح نخبہ کی روشنی میں مذکورہ عبارت میں بیان کردہ وجہ حصر بالتفصیل لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر ۲: وخبر الاحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غیر معلل ولا شاذ هو الصحیح لذاته ۔

(الف) صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اقسام اربعہ کی وجہ حصر بیان کریں؟ (۱۰)

(ب) عدل، ضبط، اتصال سند، معلل اور شاذ کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر ۳: (الف) شرح نخبہ کی روشنی میں تدلیس پر جامع نوٹ لکھیں؟ (۱۰)

(ب) اسناد، متن، مشہور، عزیز اور متواتر کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

قسم ثانی: اصول تحقیق

سوال نمبر ۴: (الف) علمی تحقیق کی اہمیت بیان کریں؟ (۱۱)

(ب) علمی تحقیق کے دس میں سے سات بنیادی عناصر کی وضاحت کریں؟ (۱۴)

سوال نمبر ۵: (الف) محقق کی دس میں سے سات بنیادی خصوصیات کی تفصیل لکھیں؟ (۱۴)

(ب) نگران تحقیق کیسا ہونا چاہیے؟ واضح کریں؟ (۱۱)

سوال نمبر ۶: (الف) انتخاب موضوع کیسے کیا جاتا ہے؟ وضاحت کریں؟ (۱۰)

(ب) خاکہ تحقیق کی تیاری کیسے کی جاتی ہے؟ تفصیل سے لکھیں؟ (۱۵)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

چوتھا پرچہ: اصول واصول تحقیق

قسم اوّل: اصول حدیث

سوال نمبر1: اَلْخَبَرُ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ طُرُقٌ بِلَا حَصْرِ عَدَدٍ مُّعَیَّنٍ اَوْ مَعَ حَصْرٍ بِمَا فَوْقَ الْاِثْنَیْنِ اَوْ بِهِمَا اَوْ بِوَاحِدٍ۔

(الف) عبارت پہ اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز مصنف شرح نخبہ کا دس سطری تعارف تحریر کریں؟

(ب) شرح نخبہ کی روشنی میں مذکورہ عبارت میں بیان کردہ وجہ حصر بالتفصیل لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب، ترجمہ عبارت اور مصنف شرح نخبۃ الفکر کا تعارف:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

خبر، یا تو اس کے طرق یعنی اسانید کثیرہ ہوں گی جن کی تعداد معین نہیں ہوگی یا کسی تعداد کی تعیین کے ساتھ متعدد ہوں گی، (بصورت ثانی) وہ سندیں دو سے زیادہ کی تعیین کے ساتھ ہوں گی، یا دو کے ساتھ ہوں گی، یا ایک کے ساتھ ہوگی۔

مصنف "شرح نخبۃ الفکر" کا تعارف:

آپ کا پورا نام "ابوالفضل، شہاب الدین احمد بن علی عسقلانی المعروف ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ" ہے۔

آپ کا عرف ابن حجر تھا، اس کی وجہ تسمیہ میں دو قول ہیں: (۱) حجر کا معنیٰ "پتھر" کے ہیں آپ کا حافظہ "پتھر" کی طرح قوی و مضبوط تھا۔ (۲) آپ کے اجداد میں سے ایک "حجر" نامی بزرگ گزرے ہیں جن کی نسبت سے "ابن حجر" کہلاتے تھے۔ آپ ۷۷۳ھ کو مصر میں پیدا ہوئے۔ جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی، تو والد گرامی کا انتقال ہو گیا۔

سن شعور کو پہنچتے ہی آپ نے قرآن کریم اور دیگر علوم وفنون کا آغاز کر دیا اور وقت کے ممتاز اساتذہ سے تکمیل کی۔ حصول علم کے لیے آپ نے شام، حجاز، یمن، مکہ اور دیگر شہروں کا سفر اختیار کیا۔ بلقینی، برماوی، ابن ملقن اور عز بن جماعہ لوگ آپ کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

علوم وفنون کی تکمیل کے بعد آپ تاحیات درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔

آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے، اور تصانیف کی تعداد ڈیڑھ سو سے زائد ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی چند مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری (۲) التقریب (۳) الافصاح (۴) تکمیل النکت علی ابن صلاح (۵) تہذیب التہذیب (۶) لسان المیزان (۷) اللباب فی شرح قول الترمذی فی اسباب (۸) تعلیق التعلیق (۹) اتحاف المہرۃ باسانید العشرۃ (۱۰) اطراف المعتلی باطراف المسند الحنبلی (۱۱) اتقال بیان احوال الرجال (۱۲) الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف (۱۳) الدرایۃ فی منتخب تخریج احادیث الہدایۃ (۱۴) الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ (۱۵) ہدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح والمشکوٰۃ (۱۶) الاحکام لبیان مافی القرآن من الابہام (۱۷) بلوغ المرام فی احادیث الاحکام (۱۸) نزہۃ السامعین فی روایۃ الصحابۃ عن التابعین (۱۹) دیوان الشعر وغیرہ۔

تاحیات آپ تدریس قرآن وحدیث اور تصنیف وتالیف میں مصروف رہے، بالآخر ۷۹ سال کی عمر میں ۸۵۲ھ کو انتقال کیا۔

(ب) خبر کی اقسام اربعہ کی وجہ حصر:

خبر کی اقسام اربعہ کے اعتبار سے وجہ حصر درج ذیل ہے:

ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے خبر دو حال سے خالی نہیں ہوگی یا تو اس کی سندیں بغیر کسی تعداد کی تعیین کے متعدد ہوں گی، بصورت اوّل خبر متواتر ہے۔ بصورت ثانی تین حال سے خالی نہیں کہ وہ سندیں دو سے زیادہ کی تعیین کے ساتھ ہوں گی یا دو کے ساتھ ہوں گی یا ایک کے ساتھ، بصورت اوّل مشہور، بصورت ثانی عزیز اور بصورت ثالث غریب۔

سوال نمبر ۲: وخبر الاحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غير معلل ولا شاذ هو الصحيح لذاته۔

(الف) صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اقسام اربعہ کی وجہ حصر بیان کریں؟

(ب) عدل، ضبط، اتصال سند، معلل اور شاذ کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) تعریفات اصطلاحات:

۱۔ صحیح لذاتہ: جس حدیث کے تمام راوی متصل، عادل، تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

۲۔ صحیح لغیرہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہوجائے۔

۳۔ حسن لذاتہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۴- حسن لغیرہ: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو لیکن یہ کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

اقسام کی وجہ حصر:

خبر مقبول دو حال سے خالی نہیں ہوگی' اس میں یا تو اعلیٰ درجے کی صفات قبولیت پائی جائیں گی یا نہیں' بصورت اوّل صحیح لذاتہ اور بصورت ثانی یعنی اگر اعلیٰ درجے کی صفات قبولیت اس میں نہ پائی جا رہی ہوں' مگر اس کمی کی تلافی کثرت طرق سے کر دی گئی ہو تو وہ صحیح لغیرہ ہے' اور اگر اس کمی کی تلافی نہیں کی گئی' تو وہ حسن لذاتہ ہے' اور جس حدیث پاک پر توقف کیا گیا ہے لیکن قبولیت کا قرینہ اس کے ساتھ موجود ہے' جو ترجیح دینے والا ہے' تو وہ حسن لغیرہ ہے۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفات:

۱- عدل: افراط و تفریط کی دونوں طرفوں کے درمیان جو متوسط معاملہ ہے' اس کا نام ہے۔

۲- ضبط: کلام کو ایسے سننا' جیسا اس کے سننے کا حق ہے' پھر اس کے معنی مرادی کو سمجھنا' پھر اس کو بھرپور کوشش سے حفظ کرنا اور اس کے یاد رکھنے پر ثابت رہنا' اس وقت تک کہ غیر کو یہ پہنچا دیا جائے۔

۳- اتصال سند: اس کا معنی یہ ہے کہ ہر راوی نے اپنے اوپر والے راوی سے خود اس کو لیا ہو' سند کے اوّل سے آخر تک اسی طرح ہو۔

۴- معلل: جس حدیث میں علت خفیہ قادحہ ہو مثلاً حدیث مرسل کو موصولاً روایت کیا جائے۔

۵- شاذ: جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔

سوال نمبر۳: (الف) شرح نخبہ کی روشنی میں تدلیس پر جامع نوٹ لکھیں؟

(ب) اسناد' متن' مشہور' عزیز اور متواتر کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) تدلیس پر جامع نوٹ:

لفظ ''مدلس'' باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے' یہ ''دلس'' سے مشتق ہے' جس کا معنی ہے: روشنی تاریکی کو ملا جلا بنانا' یا لفظ ''مدلس'' تدلیس کر کے روایت کی سند کے معاملے کو بالکل گول مول کر دیتا ہے' جس سے روایت کے قاری و سامع پر معاملہ واضح نہیں ہو پاتا۔

خبر مدلس کی تعریف: وہ خبر ہے' جس میں سقط خفی ہو یعنی راوی اپنے استاذ کو' جس سے وہ خبر (حدیث) سنی ہے' حذف کر کے مافوق سے اس طرح روایت کرے کہ استاذ کا محذوف ہونا معلوم نہ ہو بلکہ یہ محسوس ہو کہ مافوق سے ہی سنا ہے مثلاً کہے: عن فلان' یا کہے: قال فلان۔

☆ اگر تدلیس کرنے والا راوی الفاظ محتملہ نہ بیان کرے بلکہ صراحت کے ساتھ اپنے شیخ کے مافوق

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سے ایسے الفاظ سے روایت بیان کرے جس سے سماع ثابت ہوتا ہو مثلاً سَمِعْتُ، أَخْبَرَنِيْ، حَدَّثَنِيْ وغیرہ حالانکہ اس کا اس سے سماع نہیں تو یہ تدلیس نہیں ہوگی بلکہ اس راوی کا صریح جھوٹ ہوگا، جس سے اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی۔

تدلیس کا حکم: جس محدث کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ وہ تدلیس کرتا تو اس کی کوئی روایت قبول نہیں کی جائے گی، ہاں! البتہ اگر ثقہ ہو تو اس کی وہ روایت قبول کی جائے گی جس میں سماع کی تصریح ہو۔

(ب) اصطلاحات حدیث کی وضاحت:

۱- اِسناد: اس کے دو معانی ہیں:

(i) حدیث کو سند کے ساتھ اس کے قائل کی طرف منسوب کرنا۔

(ii) راویوں کا وہ سلسلہ جو متن تک پہنچاتا ہے، اس اعتبار سے کہ یہ سند کے مترادف ہے۔

۲- متن: لغوی معنی ہے: زمین کا سخت اور بلند حصہ۔

اصطلاحاً: وہ کلام جس تک سند پہنچتی ہے۔

۳- مشہور: لغوی اعتبار سے یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے، یہ "شَهَرْتُ الْأَمْرَ" سے بنا ہے، یعنی جب کسی بات کا اعلان کر دیا جائے تو تم اسے ظاہر کر دو (تو یہ کہا جاتا ہے شَهَرْتُ الْأَمْرَ یعنی میں نے بات کو مشہور کر دیا)

اصطلاحاً: جس حدیث کو ہر طبقہ سند میں تین یا اس سے زیادہ راوی روایت کریں، جب تک وہ تواتر کی حد کو نہ پہنچے۔

۴- عزیز: وہ حدیث ہے، جس کے راوی تمام طبقات سند میں دو سے کم نہ ہوں۔

۵- متواتر: وہ حدیث جو ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان راویوں کا عادۃً جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

قسم ثانی: اصول تحقیق

سوال نمبر ۴: (الف) علمی تحقیق کی اہمیت بیان کریں؟

(ب) علمی تحقیق کے دس میں سے سات بنیادی عناصر کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) علمی تحقیق کی اہمیت:

بلاشبہ علمی تحقیق ایک حیات بخش اور فکری سرگرمی ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے اسلاف نے اپنی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تحقیقات کے ذریعے نظری و عملی دنیائے معرفت کو اس قدر زرخیز اور مالا مال کر دیا کہ انہیں کی تحقیقات کو اساس بنا کر مغربی مفکرین اور دانشوروں نے علمی جدوجہد میں قدم رکھا۔ تحقیق و جستجو سائنسی، صنعتی، زرعی، انتظامی اور تعلیمی ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ حسن عمل، نشوونما، پختگی، عمدگی، وسائل کے حصول، موازنہ و تقابل، تجربہ کاری، اسباب و علل کی دریافت، نتائج کے حصول، واقعات و حالات کی تہہ تک پہنچنے اور عوامل کے تجزیہ کے لیے بھی واحد وسیلہ و ذریعہ ہے۔ علمی تحقیق ایسی دلکش اور پرکیف چیز ہے جو بہت سے اہل علم کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ اس کے بغیر زندگی گزارنا ان کے لیے ممکن نہیں رہتا۔ یہ محقق کو سوچنے کا ڈھنگ، عمدہ شعور اور تکمیل کی طرف بڑھنے کا طریقہ سکھاتی ہے۔ یہ محقق کے لیے نئے نظریات، قوانین اور آراء کے دریچے کھولتی ہے۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے "البحث كاشف للحقيقة" "تحقیق حقیقت کو منکشف کرتی ہے۔" ایک تحقیق ذوق رکھنے والے طالب علم کے لیے حقائق کی دریافت سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے!

علمی تحقیق محقق کی علمی لحاظ سے اور پیشہ وارانہ تربیت کرتی ہے۔ اس سے محقق کو مشاہدہ کی قوت ملتی ہے۔ اس کے اندر واقعات کا کھوج لگانے، ان کو باہمی ترتیب دینے، ان کے علل و اسباب تک پہنچنے، ان کا تجزیہ کرنے اور ان سے استخراج و استنباط کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ ان سب پر مستزاد یہ کہ اس میں خود احتسابی اور علمی امانت داری کا احساس فروغ پاتا ہے۔

تحقیق کے میدان میں قدم رکھنے کے بعد انسان کو بہت سے مالی منافع بھی حاصل ہوتے ہیں۔ بہت سے عہدوں اور ملازمتوں کے لیے تحقیق میں مہارت کی شرط ہوتی ہے۔ کئی ادارے اور کمپنیاں صرف اس بات پر بھاری مالی معاوضے ادا کرتی ہیں کہ ان کی مصنوعات اور سامان کی بہتر تشہیر (Advertisement) اور خرید و فروخت (Marketing) ہو۔ ان کی پیداوار (Production) اور معیار میں اضافہ ہو، اور برآمدات (Export) اور درآمدات (Import) کا نظام بہتر سے بہتر ہو سکے۔ بہت سارے تعلیمی، انتظامی اور مالی ادارے مستقل طور پر تحقیق کا کام جاری رکھتے ہیں تاکہ وہ ترقی کا ہدف حاصل کر سکیں۔

اس طرح تحقیقی ذوق اور تحقیقی صلاحیت محقق کو اپنے پیشے میں علمی و مادی دونوں طرح کے فائدے سے نوازتی ہے۔ کسی ملک اور ریاست کے لیے ممکن نہیں کہ وہ زندگی کے کسی شعبے میں علمی تحقیقات کے بغیر ترقی کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام وزارتیں اور تمام بڑے ادارے شعبۂ تحقیق (Research Department) یا شعبۂ مطالعہ (Studies Department) یا شعبۂ ترقی (Development Department) کے نام سے ایسے شعبے قائم کرتے ہیں جن کا مقصد بہتر سے بہتر اور جدید سے جدید تر کا حصول ہوتا ہے۔ تمام جامعات (Universities) میں علمی تحقیق کے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مراکز قائم ہیں' بلکہ بڑی جامعات میں تو مختلف شعبہ ہائے علوم سے متعلق الگ الگ کلیات (Faculties) اور مراکز ابحاث (Research Centres) قائم کیے گئے ہیں۔

ملک وقوم اور افراد و معاشرہ کی ترقی کا واحد اور مثالی راستہ تحقیق و جستجو ہی ہے۔ ایجاد' اختراع اور دریافت تحقیقات کے بغیر ممکن نہیں۔ ان کے بغیر فرد جمود اور معاشرہ رسمی تقلید کا شکار ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ دوسروں کے اعمال اور کارناموں اور ان کے افکار و نتائج کا سہارا لیتا ہے۔ اختصار کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ علمی تحقیق نفس انسانی' ملک و ریاست اور علم و معرفت کی ترقی کا انتہائی فعال اور یکتا ذریعہ اور سبب ہے۔

(ب) علمی تحقیق کے بنیادی عناصر

علمی تحقیق کی اہمیت و افادیت بڑی حد تک چند بنیادی عناصر کے ساتھ مربوط ہوتی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱- مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت
۲- جدت و تخلیق
۳- حیاتیت و واقعیت
۴- تحقیق کی اصلیت
۵- امکانات (Possibility) تحقیق
۶- تحقیق کا مستقل بالذات ہونا
۷- مصادر تحقیق کی دستیابی
۸- وسیع مطالعہ
۹- دوسروں کی آراء کی تفہیم میں باریک بینی
۱۰- اسلوب کی عمدگی اور قوت

1- مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت:

مسئلہ تحقیق سے مراد تحقیق کے علمی افکار' موضوعات' مسائل اور میدانات ہیں' اور مسئلہ تحقیق کی تحدید سے مراد تحقیق کی اہمیت کی وضاحت اور تحقیق کے مفروضے (Hypothesis) نیز معلومات' مواد (Data)' وسائل (sourecs)' نمونوں (Samples)' مثالوں (Examples)' تجربات اور اسالیب کی نوعیت اور علمی مناہج کی اقسام جن کے ذریعے مقالے کی تیاری میں مدد لی جاتی ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

2- جدت اور تخلیق:

تحقیق کے بنیادی عناصر میں ایک عنصر یہ ہے کہ وہ تحقیق جدید اور تخلیقی ہو نئی معلومات کا اضافہ کرے اس میں نقل یا تقلید یا ترجمہ و تکرار نہ ہو۔ درحقیقت ہر محقق اپنی تحقیق کا آغاز وہاں سے کرتا ہے جہاں اس سے پہلے والے محققین رک گئے ہوتے ہیں' تاکہ علمی دنیا میں ایک اور قدم کا اضافہ ہو اور محقق علمی ترقی میں اپنا حصہ ڈالے۔ لیکن تحقیقی میدان میں مطلوبہ تخلیق سے مراد صرف نئی چیزوں کو دریافت و آشکارا کرنا نہیں ہوتا بلکہ لفظ تخلیق کا اطلاق انکشاف و دریافت کے علاوہ کئی اور چیزوں پر بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً: بکھرے ہوئے مواد کو نئی اور قابل استفادہ ترتیب دینا' قدیم حقائق کے لیے جدید اسباب تک رسائی حاصل کر لینا' یا قلیل اور منتشر معلومات کو ایک مضمون کی شکل میں یکجا اور منظم کر دینا بھی تخلیقی کاوش کہلاتا ہے۔

3- حیاتیت و واقعیت:

تحقیق کا کوئی موضوع اس وقت تک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ اس میں حیاتیت و واقعیت نہ ہو۔ اس موضوع کا محقق کے میلان طبعی کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہو' اور وہ موضوع معاشرے کی ضرورت بھی ہو۔ جس قدر اس کے مفید ہونے کا دائرہ وسیع ہو گا اسی قدر اس کی اہمیت بڑھتی چلی جائے گی۔ پس ایسی تحقیق اور ایسا موضوع جو لوگوں کے لیے اہم ہو' انہیں فائدہ پہنچائے' ان کی مشکلات کا حل پیش کرے' ان کے امراض کی تشخیص کرے' یا اس میں ان کے معاشرے کی ترقی' بہتری' راحت' امن و سکون اور خوشحالی کے متعلق تحقیق پیش کی گئی ہو تو یہ ایسے موضوع پر تحقیق کرنے سے کہیں زیادہ بہتر اور اہم ہے جو محض خیالی ہو' اور لوگوں کی زندگیوں کے واقعات سے دور ہو' کیونکہ وہ اس تحقیق کی طرف توجہ نہیں دیں گے۔

"اسلام میں کلوننگ کا حکم (Cloning)" "مسلمان اور انٹرنیٹ کا استعمال" "اسلام میں بنیادی انسانی حقوق" "اسلام میں بچوں کے حقوق" "انسانی اعضاء کی پیوندکاری" "اسلامی اور بین الاقوامی قوانین میں عورت کے حقوق" "عالم اسلام پر جدید صلیبی یلغار" "عالم اسلام پر فکری یلغار کے اہداف و اثرات" "عالمیت (Globalization) کے چیلنجز اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں" "جدید عالمی نظام (New World Order) اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں" "اسلام اور دہشت گردی (Terrorism)" "اسلام اور انتہاء پسندی (Extremism)" "اسلام اور بنیاد پرستی (Fundamentalism)" اور قرآن مجید کا جدید مطالعہ ایسے موضوعات ہیں جو حیاتیت و واقعیت سے متصف ہیں اور معاشرے میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہر شخص کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرا سکتے ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

4- تحقیق کی اصلیت:(Originality)

تحقیق کی اصلیت کا انحصار ان افکار کے مستقل بالذات' آزاد اور خودمختار ہونے پر ہوتا ہے جن سے تحقیق وجود میں آتی ہے۔ اصل تحقیق وہی ہے جو نئے افکار اور جدید آراء و نظریات پر مشتمل ہو۔ تحقیق محض دوسرے محققین کی آراء و افکار کو نقل کر دینے کا نام نہیں۔ اسی طرح تحقیق کی اصلیت بذات خود تحقیق کے موضوع پر بھی موقوف ہوتی ہے۔ موضوع جس قدر نیا ہوگا اس کی علمی قیمت (Value) زیادہ ہوگی۔ جس قدر معاشرتی ضروریات سے زیادہ وابستہ ہوگا' نظریات' مسائل اور ان کے حل سے مربوط ہوگا' اسی قدر وہ ذہنی' جسمانی اور مالی و مادی محنت کا مستحق ہوگا۔

5- امکانات تحقیق:(Possibility)

امکانات تحقیق سے مراد یہ ہے کہ طالب علم تحقیق کے لیے ایسے موضوعات کا انتخاب نہ کرے جو انتہائی پیچیدہ' مبہم' ناقابل حل اور محقق کی استعداد و قدرت سے ماوراء ہوں۔ چنانچہ بہت سے موضوعات بہت دلکش اور دلچسپ ہوتے ہیں' لیکن ان پر تحقیق کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ بلکہ ان کے متعلق معلومات اکٹھی کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ یا تو ان کے لیے مادی اور معنوی اسباب و ذرائع میسر نہیں ہوتے یا وہ اس قدر مبہم اور پیچیدہ یا الجھنوں پر مشتمل ہوتے ہیں جنہیں سلجھانا ناممکن ہو جاتا ہے۔

6- تحقیق کا مستقل بالذات ہونا:

اس سے مراد یہ ہے کہ محقق اپنی تحقیق میں سبقت لے جانے والا ہو اور تحقیق کی تیاری کے بعد خود مختار اور آزاد ہونے کا حق دار بن جائے۔ دراصل یہ ایک اخلاقی فریضہ ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر تحقیق اپنے موضوع کے لحاظ سے مستقل بالذات ہو اور کسی ایسے موضوع کا انتخاب نہ کیا جائے جس پر کوئی دوسرا محقق محنت کر چکا ہو ایسا کرنا کسی کے حق پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے۔

کسی محقق کا علمی درجہ خواہ کتنا ہی بلند ہو اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کسی ایسے موضوع پر تحقیق پیش کرے یا کسی ایسے تحقیقی مسئلے کا حل پیش کرے جسے اس کا کوئی محقق ساتھی پہلے ہی بیان کر چکا ہو۔ کسی کی محنت کو نقل کر کے اپنی طرف منسوب کرنا ایک علمی و ادبی خیانت ہے (البتہ اگر اس موضوع سے متعلق کوئی نئی بات پیش کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں)

7- مصادر تحقیق کی دستیابی:

تحقیق کے لیے مصادر و مراجع کا دستیاب ہونا انتہائی ضروری امر ہے ورنہ محقق اپنی تحقیق کو کما حقہ مکمل نہیں کر پائے گا۔ لہٰذا محقق کے لیے ضروری ہے کہ ان موضوعات کا انتخاب نہ کرے جن کے بارے میں

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مصادر و مراجع کی قلت ہو یا مواد و معلومات کی کمی ہو۔ مصادر سے مراد کسی موضوع کی قدیم اور بنیادی کتابیں، مخطوطات، مجلّات و رسائل، اخبارات و جرائد، کتب تراجم (سوانح عمریاں)، کتب اسماء الرجال، دوائر معارف (انسائیکلوپیڈیاز) اور ایسی دستاویزات لیے جاتے ہیں جو کسی موضوع کے متعلق قدیم اور بنیادی معلومات پر مشتمل ہوں۔ مقالہ نگاری میں ان اصلی مصادر (Original Sources) کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ جہاں تک مراجع (Secondary Sources) کا تعلق ہے، تو ان میں کئی مصادرِ اصلیہ سے معلومات نقل کر کے نئے لباس و اسلوب میں پیش کی جاتی ہیں۔ لہٰذا ایک محقق کے لیے ضروری ہے کہ اگر اُسے کچھ معلومات مراجع ثانویہ (Secondary Sources) میں ملیں تو مصادر اصلیہ (Original Sources) میں ان کے بارے میں ضرور تحقیق کر لے۔

سوال نمبر۵: (الف) محقق کی دس میں سے سات بنیادی خصوصیات کی تفصیل لکھیں؟

(ب) عنوان تحقیق کیسا ہونا چاہیے؟ واضح کریں؟

جواب: (الف) محقق کی سات بنیادی خصوصیات:

بلاشبہ تحقیق ایک ایسا عمل ہے، جس کے ذریعے نتائج، تخلیقات، ایجادات، انکشافات اور نئی چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے۔ اس لیے عمل تحقیق کے لیے ایک خداداد صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ کام ہر ایک کے بس میں نہیں ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ایک طالب علم اچھا تعلیمی ریکارڈ ہونے کے باوجود تحقیق کے میدان میں مایہ ناز مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اسی طرح ایک طالب علم کا تعلیمی ریکارڈ اتنا اچھا نہیں ہوتا لیکن تحقیق کی دنیا میں وہ گراں قدر خدمات سرانجام دیتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی طالب علم میں تحقیق و جستجو کی صلاحیت پائی جائے، تو اس کی نشو ونما کرنا چاہیے، اور اس صلاحیت سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور اسے مطلوبہ معیار تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ طلبہ میں اس صلاحیت کی موجودگی کی مندرجہ ذیل علامات ہوتی ہیں:

۱- وہ طالب علم تحقیق کے لیے نیا موضوع منتخب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۲- انتخاب کردہ موضوع کے لیے ابتدائی خاکہ تحقیق تیار کرنے کی استعداد رکھتا ہو۔

۳- مختلف افکار و آراء پر تنقید اور اپنی رائے اور فکر پر دلائل قائم کرنے کا ملکہ رکھتا ہو۔

۴- مذاکرات کے ذریعے نئے نئے افکار کی طرف توجہ مبذول کرانے اور مباحثہ و مناقشہ کے ذریعے کسی جدید رائے کو ثابت کرنے یا رد کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔

اب ہم اختصار کے ساتھ کچھ ایسی خصوصیات اور صفات کا ذکر کرتے ہیں جن سے ہر محقق کو آراستہ ہونا چاہیے:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

1-تحقیق میں میلان اور دلچسپی:

میلان ورغبت تحقیق کے عمل کی کنجی ہے۔اس کے بغیر اس میدان میں داخل ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔لہٰذا محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا بہت سا وقت اپنے موضوع کے مطالعہ اور اس سے متعلق معلومات اکٹھی کرنے پر صرف کرے'اور اس موضوع پر لکھی گئی ہر کتاب کو نظر سے گزارنے کی کوشش کرے' اور پھر مطالعہ سے حاصل شدہ معلومات کو اچھی طرح ہضم (Digest) کرے'اپنے موضوع کے متعلق تمام معلومات واخبار (informations) اور تصورات (Concepts) کو واضح کرے تا کہ اس کی تحقیق کے نتائج تعارض اور تناقض سے محفوظ ہوسکیں۔

اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کے بہت سے جلیل القدر علماء نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ صرف تعلیم وتعلم کے لیے وقف کر رکھا تھا۔انہوں نے اسلامی لائبریری کو زرخیز اور مالا مال کرنے کے لیے انتھک کوششیں صرف کیں۔قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بہت سی نصوص علم و معرفت' فکرونظر' تحقیق اور جستجو کی فضیلت پر روشنی ڈالتی ہیں۔اس طرح ایک محقق درحقیقت مطالعہ اور تحقیق کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرنے والا ہوتا ہے۔نیز اسے مادی اور روحانی دونوں طرح کے فوائد حاصل ہو رہے ہوتے ہیں'اور وہ ایک نیک مقصد پورے کر رہا ہوتا ہے۔

2-صبر وتحمل:

محقق کو بار بار مصادر ومراجع کی طرف رجوع کرنے اور انہیں پڑھنے سے اکتانا اور بیزار نہیں ہونا چاہیے بلکہ جب تک مقصود حاصل نہ ہوجائے' اور سارا معاملہ واضح نہ ہوجائے'اس وقت تک صبر وتحمل کے ساتھ محنت کرتا رہے۔اس کا مقصد کم سے کم وقت میں صرف ڈگری کا حصول نہ ہو بلکہ صبر وتحمل اور وقار و احتیاط کے ساتھ آراستہ ہو'بہتر سے بہتر مواد ومعلومات جمع کرنے اور انہیں ترتیب دینے کا اہتمام کرے۔ ہمیشہ اپنی تحقیق کے کمال (Perfection)' تخلیق (Innovation) اور علمی دنیا میں ایک قابل قدر اضافے (Contribution) کی طرف متوجہ رہے۔

3-علمی دیانت داری:

تحقیق کو ہر طرح کے سرقہ (Plagiarism) سے پاک ہونا چاہیے'اور علمی امانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ ہر نقل واقتباس (Quotation) کا حوالہ (Reference) ضرور دیا جائے۔ہر عبارت کو کہنے والے کی طرف منسوب کیا جائے' اور تمام معلومات کا ان کے مولفین کی طرف نسبت کرتے ہوئے حاشیہ میں حوالہ دیا جائے۔نیز عبارت واقتباس نقل کرتے ہوئے کسی قسم کا التباس' تحریف' زیادتی یا کمی نہ ہو' جو عبارت کے مقصود ومطلوب میں خلل و بگاڑ پیدا کرے۔اس علمی امانت داری سے محرومی ایک بری صفت

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہے جسے قرآنِ مجید کی بہت سی آیات میں یہودیوں کا شیوہ قرار دیا گیا ہے۔

4-تواضع اور عاجزی:

محقق کے لیے ضروری ہے کہ تکبر‘ غرور‘ اور خود پسندی سے اجتناب کرے۔ کسی کی آراء ونظریات کو گھٹیا نہ کہے۔ کسی کی ذات پر کیچڑ نہ اچھالے۔ اگر چہ جو وہ کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہی کیوں نہ ہو‘ اور اس کی تنقید یا تبصرہ درست ہی کیوں نہ ہو‘ کیونکہ یہ سب کچھ اس کی تحقیق کو داغدار بنا دے گا‘ اس کا علمی مرتبہ گر جائے گا‘ اور قاری اس کی تحقیق کے مطالعہ سے متنفر ہو جائے گا‘ اگر تحقیق کے آداب اور علمی معروضیت کا خیال رکھا جائے تو محقق ایسی بہت سی غلطیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے جو تحقیق کے حسن کو پامال کر دیتی ہیں۔

5-نظم ونسق اور تنظیم وترتیب کی صلاحیت:

محقق کو اپنے تحقیقی عمل میں منطقی ترتیب اور نظم ونسق کا دامن تھامے رہنا چاہیے۔ اسے چاہیے کہ اپنی فکر کو منظم ومرتب رکھے‘ اور فکری انتشار سے دور رہے۔ جب مطالعہ کرے تو اپنے مطالعہ کو کسی ایک مسئلے اور نکتے پر مرکوز رکھے۔ ایک سے زائد مسائل یا نکات پر بیک وقت غور وفکر نہ کرے‘ کیونکہ اس طرح سے تمام مسائل کے ضیاع کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے‘ اگر وہ اپنے مطالعہ کو کسی ایک مسئلہ یا موضوع پر مرکوز رکھے گا‘ تو مطلوبہ نتائج بہترین طریقے سے حاصل کر سکے گا۔ اسی طرح جب اپنی معلومات کو ترتیب دینا چاہے‘ اور ابواب وفصول کے مطابق ان معلومات کو تحریر کرنا چاہے تو اس مرحلے پر بھی بڑی احتیاط‘ تنظیم اور ترتیب کے ساتھ چلے۔ مختلف ابواب وفصول کو بیک وقت تحریر کرنا شروع نہ کرے‘ بلکہ ایک ایک فصل کی معلومات مرتب کرے‘ اور جب تک ایک فصل تحریر کرنے سے مکمل طور پر فارغ نہ ہو جائے دوسری فصل کو ہاتھ نہ لگائے۔ نیز مرحلہ وار اور ترتیب وار خاکہ تحقیق کے مطابق مقالے کو آخری شکل دے۔

6-ذہانت اور حاضر دماغی:

یقینی طور پر ایک ذہین اور روشن دماغ محقق ہی مختلف افکار کو باہم مربوط کر سکتا ہے‘ اور ان کے درمیان موازنہ کی اہلیت رکھتا ہے‘ اور اپنی اس صلاحیت کی بنا پر درست نتائج حاصل کر سکتا ہے۔

7-غیر جانبداری اور انصاف پسندی:

محقق کے لیے ضروری ہے کہ اپنی ذاتی آراء‘ ذاتی رجحانات ومیلانات اور شخصی نظریات وترجیحات کو بالائے طاق رکھ کر تحقیق کے میدان میں قدم رکھے‘ اور غیر جانبدار ہو کر اپنے موضوع کے بارے میں سوچے۔ ہاں اگر کوئی بات اس کے عقیدے کے مسلمات سے متصادم ہو‘ تو اسے دفاع کرنے کا حق حاصل ہے۔ لہٰذا محقق کو قوانین بناتے وقت اور نتائج نکالتے وقت عقیدے کی مسلمات سے دستبردار نہیں ہونا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

چاہیے، اور یہ کوئی جذباتی بات نہیں بلکہ عقلی و منطقی فیصلہ ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ علمی تحقیق کی بنیاد ذاتی خواہشات پر نہیں ہوتی بلکہ عقل اور دلیل پر ہوا کرتی ہے، اور اسلامی عقیدہ قطعیت اور ثبوت کے اس درجے پر ہے کہ اس کی آراء ونظریات علم منطق اور عقل سلیم سے متصادم نہیں ہو سکتے۔ البتہ دوسرے مذاہب کے عقائد محض احساسات، جذبات اور عقلی تسلیم کی بجائے نقلی تسلیم پر موقوف ہوتے ہیں۔

غیر جانبداری کا تقاضا یہ بھی ہے کہ محقق دوسروں کی آراء پر حکم لگانے میں بھی انصاف سے کام لے اور دوسروں کے ساتھ اسی طرح انصاف کرے کہ جس طرح وہ اپنی ذات کے ساتھ انصاف چاہتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ دوسروں کی آراء کو حقیر سمجھا جائے یا ان کے مخالف نظریات کی تشہیر کی جائے، اگر کبھی ایسا کرنا ضروری بھی ہو تو بڑے احترام، نرمی، عدل وانصاف اور احسن انداز کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(ب) نگران تحقیق کی کیفیت:

ایم اے کے مقالہ (Thesis) کے لیے نگرانِ تحقیق (Supervisor) عام طور پر اسی مضمون کے استاد کو منتخب کیا جاتا ہے جس میں طالب علم تحقیق کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ ایم۔فل اور پی ایچ ڈی کے مقالے کے لیے نگران کی تقرری کے بارے میں کوئی خاص قاعدہ وقانون متعین نہیں۔ بعض جامعات یہ اختیار طالب علم کو دے دیتی ہیں کہ وہ جسے چاہے اپنے مقالے کا نگران بنا لے۔ بعد ازاں اس کی آخری منظوری کے لیے بورڈ آف سٹڈیز میں معاملہ پیش کیا جاتا ہے۔ جبکہ کچھ جامعات نگران کی تقرری کا معاملہ صدر شعبہ کے سپرد کر دیتی ہیں۔ بہرحال جو بھی صورت ہو یہ ضروری ہے کہ نگران تحقیق اس فن کا ماہر ہو اور تحقیق کے میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دے چکا ہو اور محقق کے موضوع تحقیق پر اس کی دسترس ہو۔

طالب علم اور نگران تحقیق کے درمیان ادب اور پرخلوص رہنمائی کا رشتہ ہونا چاہیے۔ محقق طالب علم اپنے نگران کا دل و جان سے احترام کرے اور نگران استاد پورے خلوص سے اسے رہنمائی عطا کرے۔ نگران استاد کی ایک ذمہ داری یہ ہے کہ وہ طالب علم کو اس کی تحقیق کے مصادر ومراجع کے بارے میں رہنمائی کرے۔ نیز اسے چاہیے کہ ہمیشہ محقق طالب علم کی حوصلہ افزائی کرے۔ اس کا تحقیقی کام خواہ کتنا ہی ناقص کیوں نہ ہو کبھی اس کی حوصلہ شکنی نہ کرے۔ اپنی ذاتی آراء کو محقق پر مسلط کرنے سے اجتناب کرے کیونکہ محقق طالب علم ہی اول و آخر اپنے مقالہ کے بارے میں ذمہ دار ہوتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ نگران ہر قسم کی ذمہ داری سے آزاد اور بری الذمہ ہے، کیونکہ جب اس نے طالب علم کی تحقیق پر نگرانی کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے تو گویا ضمنی طور پر وہ اس کی صلاحیت کا اعتراف بھی کر رہا ہے، اور جب اس نے مقالہ کے موضوع کو قبول کیا اور اس کی منظوری دی تو گویا اس نے یہ بات تسلیم کر لی کہ یہ موضوع قابل

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تحقیق ہے۔

اور جب اس نے مقالہ کو کمپوز کرنے اور جانچ پرکھ اور زبانی امتحان (Evaluation & Vivavoce) کے لیے پیش کرنے کی منظوری دے دی تو گویا اس نے اس تحقیق کو ایک قابل قدر کارنامے کے طور پر قبول کرلیا ہے' اگر ایک کامیاب تحقیق نگران کا مقام بلند کرتی ہے' اور اس کے لیے اعزاز وافتخار کا باعث ہوتی ہے' تو یقیناً اس کے زیرنگرانی ہونے والی ایک ناکام تحقیق اس کی رسوائی و بے توقیری کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ البتہ نگران مقالہ محقق کی ذاتی آراء' استنباطات اور نتائج تحقیق کا ذمہ دار نہیں کیونکہ ہر محقق کو اپنی رائے اور نظریے کے اظہار کا حق حاصل ہوتا ہے۔

ایسا نگران استاد جو اپنے طالب علم کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ رکھتا ہو' اسے چاہیے کہ محقق طالب علم کی طرف خصوصی توجہ رکھے' اس کے ساتھ اعتدال کا برتاؤ کرے' نہ زیادہ سختی کرے نہ نرمی۔ اس کے ساتھ طے کیے جانے والے مقررہ اوقات کا خیال رکھے' اور مناسب رہنمائی کے لیے اسے کافی وقت دے۔ یقیناً ایسا استاد اپنے طالب علم کا اعتماد حاصل کرلیتا ہے' اور طالب علم بھی اپنے نگران سے مطمئن ہوتا ہے' اور اس کی نگرانی میں بہتر سے بہتر تحقیق پیش کرتا ہے۔

محقق طالب علم کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اپنے نگران استاد کا احترام کرے۔ اس کی نصیحتوں پر عمل کرے۔ اپنی مشکلات و مسائل سے آگاہ کرتا رہے۔ اگر چہ محقق طالب علم اپنے موضوع کے بارے میں اپنے نگران استاد سے زیادہ محنت کر رہا ہوتا ہے' لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ نگران استاد صحیح تحقیقی منہج' علمی اسلوب اور تحقیقی تجربے میں طالب علم سے کہیں زیادہ بہرہ مند ہوتا ہے' اس کا علم انتہائی پختہ ہوتا ہے' اور فنی معلومات میں اسے مہارت حاصل ہوتی ہے۔

لہٰذا محقق کو چاہیے کہ اس کی ہدایات کو غور سے سنے' اور اس کی تنقیدی آراء کو خندہ پیشانی سے قبول کرے' اگر کسی محقق کو اپنے نگران کی بعض آراء سے اختلاف ہو' تو الجھنے کی بجائے اپنے نکتہ نظر کو دلائل کے ساتھ بہترین انداز میں اور پورے احترام کے ساتھ اپنے نگران کے سامنے ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

محقق طالب علم اپنا خاکہ تحقیق (Synopsis) اپنے نگران کو پیش کرتا ہے۔ یہ خاکہ تحقیق انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ جب نگران اس خاکہ تحقیق کو منظور کر لے اور پھر شعبے کا بورڈ آف سٹڈیز اور یونیورسٹی کا ایڈوانسڈ ریسرچ بورڈ بھی اس کی منظوری دے دے تو طالب علم منظور شدہ خاکہ تحقیق کے مطابق بحث وتحقیق کا کام شروع کر دیتا ہے۔

اس تحقیقی کام کے دوران محقق پر لازم ہے کہ وہ اپنے نگران سے مستقل رابطہ رکھے' اور بہتر یہ ہے کہ ایک ایک فصل مکمل کرنے کے بعد نگران کو پیش کرے' اس سے ضروری ہدایات لے' اور جب تک وہ پہلی فصل کی تحقیق کے معیار پر پورا اترنے کی منظوری نہ دے دے' وہ دوسری فصل پر کام شروع نہ کرے' اور اس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

طرح ایک ایک کر کے تمام فصلوں کو مکمل کرتا چلا جائے۔ تحقیقی کام مکمل کرنے اور مقالے کا مسودہ تیار کرنے کے بعد ضروری ہے کہ کمپیوٹر کمپوزنگ اور جلد بندی کے لیے نگران کی اجازت حاصل کی جائے۔

سوال نمبر ۶: (الف) انتخاب موضوع کیسے کیا جاتا ہے؟ وضاحت کریں؟
(ب) خاکہ تحقیق کی تیاری کیسے کی جاتی ہے؟ تفصیل سے لکھیں؟

جواب: (الف) انتخاب موضوع کا طریقہ کار:

تحقیق کا سب سے پہلا اور سب سے اہم مرحلہ انتخاب موضوع ہے۔ یہ مرحلہ اپنی اہمیت کے پیش نظر انتہائی مشکل بھی ہے' اس لحاظ سے کہ طالب علم خیال کرتا ہے کہ شاید اس کے تخصص (Specialization) سے متعلق تمام اہم موضوعات پر تحقیق ہو چکی ہے' یا سادہ اور آسان موضوعات پر پہلے ہی کام ہو چکا ہے' اور اب صرف گنجلک' پیچیدہ' غیر واضح اور مشکل موضوعات باقی رہ گئے ہیں' جن پر تحقیق کرنا اسے ممکن نظر نہیں آتا' حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اساتذہ کو انتخاب موضوع کا بہترین ادراک ہوتا ہے۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ کون سے موضوعات ابھی تک تشنۂ تحقیق ہیں اور انہیں تحقیق کا موضوع بنایا جا سکتا ہے۔ دراصل اساتذہ کرام طالب علم کی تربیت کے پیش نظر انتخاب موضوع کا معاملہ طالب علم پر چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ باقاعدگی سے لیکچر سنے اور ماہرین فن سے اور اپنے مضمون کے علماء سے ملاقاتیں کرے' ان کی مجالس میں بیٹھے' ان سے مذاکرات کرے' اور اپنی کوشش اور بساط کے مطابق موضوع تلاش کرے۔ یقیناً وہ اس طریقے سے ایسے موضوعات تک پہنچ جائے گا جن کا ابھی مطالعہ کرنا اور ان پر تحقیق کرنا باقی ہوگا' اور وہ ان کئی موضوعات سے اپنی طبیعت اور حالات کے مطابق ایک موضوع کا انتخاب کرلے گا جو واقعتاً قابل تحقیق اور قابل بحث ہوگا۔

موضوع کے انتخاب کے لیے عام طور پر دو طریقے رائج ہیں:

1- محقق کی طرف سے موضوع کا انتخاب:

انتخاب موضوع کا یہ طریقہ زیادہ موزوں' زیادہ بہتر اور قابل قدر ہے۔ کیونکہ محقق ہی صاحب تحقیق ہوتا ہے' اور اپنی ساری تحقیق کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ اسی پر تحقیق کا دارومدار ہوتا ہے' اور وہی اپنے موضوع پر مہارت اور تخصص (Authority) حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا موضوع کا انتخاب محقق کی طرف سے اسی کی مرضی' میلان طبع اور اس کی صلاحیتوں اور امکانات کے مطابق ہونا چاہیے۔ محقق کے لیے مناسب یہ ہے کہ یونیورسٹی میں کلاس ورک کے دوران ہی اپنے موضوع کے بارے میں سوچ بچار کرے اور اساتذہ کے مشورے سے انتخاب کرے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

2۔نگران استاد کی طرف سے انتخاب موضوع:

عام طور پر نگران استاد کی طرف سے موضوع کے انتخاب کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب طالب علم کورس ورک کے دوران موضوع کا فیصلہ نہ کر سکے۔ بعض اوقات یہ طریقہ بہتر بھی ثابت ہوتا ہے' کیونکہ نگران استاد کے پاس کئی اہم موضوعات ہوتے ہیں جو تحقیق کے لیے زیادہ بہتر اور مناسب ہوتے ہیں۔ اس صورت میں محقق کا صرف اتنا ہی کام رہ جاتا ہے کہ وہ اپنے نگران استاد کے ساتھ تجویز کردہ موضوع کے بارے میں تبادلہ خیال اور گفت وشنید کرتا رہے۔ نیز اپنے استاد سے اپنے موضوع کے تمام پہلوؤں سے متعلق سوال وجواب کا سلسلہ جاری رکھے۔ یہاں تک کہ اس موضوع کے متعلق اس کے تمام تصورات (Concepts) واضح ہوجائیں۔

(ب) خاکہ تحقیق کی تیاری کا طریقہ کار:

خاکہ یا خطہ' تحقیقی مقالہ کے لیے ایک بنیادی تعمیری ڈھانچے کی حیثیت رکھتا ہے' جیسے ایک انجینئر عمارت تعمیر کرنے سے پہلے مختلف حالات اور عمارت کے مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا خاکہ یا نقشہ تیار کرتا ہے۔ مسجد' سکول' اور گھر میں سے ہر ایک کا نقشہ اور ڈیزائن الگ الگ ہوتا ہے۔ اسی طرح مختلف موضوعات پر کی جانے والی تحقیقات کے خاکے بھی مختلف ہوتے ہیں۔ اس اختلاف کا دارومدار موضوع تحقیق' مواد تحقیق' درجہ تحقیق اور مدت تحقیق پر ہوتا ہے۔ اس مرحلے پر محقق طالب علم کو نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے سے پہلے محققین کی کاوشوں سے فائدہ اٹھائے' کیونکہ یونیورسٹیوں کے کتب خانوں میں کامیابی سے ہمکنار ہونے والے مقالات موجود ہوتے ہیں' اور یہ تحقیقی مقالات طالب علم کے لیے بہت مددگار ثابت ہوتے ہیں' کیونکہ ان مقالات کے موضوعات میں کوئی نہ کوئی موضوع محقق طالب علم کے انتخاب کردہ موضوع سے مماثل ہوتا ہے' جو اس کے لیے تحقیق کا راستہ روشن کردیتا ہے۔ اسی طرح خاکہ تحقیق کی تیاری میں نگران استاد بھی بہت معاون ہوتا ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه و الاسلامیه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولیٰ للطلاب السنة 2021ء/۱۴۴۲ھ

الورقة الخامسة: الحدیث الشریف

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّنِيْ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّتَيْنِ عِنْدَ بَابِ الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ مَالَتِ الشَّمْسُ وَصَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَهٗ وَصَلّٰى بِيَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلّٰى بِيَ الْفَجْرَ حِيْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) نماز عصر کے ابتدائی وقت میں اختلاف ائمہ احناف مع دلائل ذکر کریں؟ (۱۴)

سوال نمبر 2:- (الف) اذان فجر کے قبل طلوع فجر یا بعد طلوع ہونے کے لحاظ سے نظر طحاوی لکھیں؟ (۱۵)

(ب) اذان فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے کہنے یا نہ کہنے پر اختلاف ائمہ بالدلائل لکھیں؟ (۱۵)

(ج) امام طحاوی کی سن پیدائش ووفات لکھیں؟ (۳)

سوال نمبر 3:- عن الزبرقان' قال إن رهطا من قريش اجتمعوا فمربهم زيد بن ثابت رضي الله عنه فأرسلوا إليه غلامين لهم يسئلانه عن الصلوة الوسطى فقال هي الظهر فقام إليه رجلان منهم فسألاه فقال هي الظهر ثم انصرف إلى أسامة بن زيد فسألاه فقال هي الظهر ۔

(الف) عبارت کی تشکیل کے بعد ترجمہ کریں؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے مختلف اقوال تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) کلمہ "الزبرقان" کا تلفظ حرکات وسکنات سے واضح کریں؟ (۳)

سوال نمبر 4:- (الف) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کہاں تک اٹھانے چاہئیں اختلاف مع دلائل لکھیں؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) تکبیر افتتاح کے بعد احادیث میں کیا کیا پڑھنے کا تذکرہ ہے؟ طحاوی کی روشنی میں تحریر

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کریں؟ (۸)

(ج) بسم اللہ شریف سورۃ فاتحہ سے نہیں' اس پر امام طحاوی نے جو نظر بیان کی لکھیں؟ (۵)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

پانچواں پرچہ: حدیث شریف

سوال نمبر 1:- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَمَّنِیْ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَرَّتَیْنِ عِنْدَ بَابِ الْبَیْتِ فَصَلّٰی بِیْ الظُّهْرَ حِیْنَ مَالَتِ الشَّمْسُ وَصَلّٰی بِیْ الْعَصْرَ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَیْءٍ مِّثْلَهٗ وَصَلّٰی بِیْ الْمَغْرِبَ حِیْنَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰی بِیْ الْعِشَاءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلّٰی بِیْ الْفَجْرَ حِیْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَی الصَّائِمِ

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) نماز عصر کے ابتدائی وقت میں اختلاف ائمہ احناف مع دلائل ذکر کریں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعبہ معظمہ کے دروازہ کے پاس جبرائیل نے دو بار مجھے نماز پڑھائی۔ پس انہوں نے مجھے ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی کہ آفتاب (بلندی سے) جھک گیا تھا' انہوں نے عصر کی نماز اس وقت مجھے پڑھائی کہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو گیا تھا' انہوں نے مغرب کی نماز اس وقت مجھے پڑھائی جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے' انہوں نے عشاء کی نماز اس وقت مجھے پڑھائی جب شفق غروب ہو گیا تھا اور انہوں نے فجر کی نماز مجھے اس وقت پڑھائی جب روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔

(ب) نماز عصر کے ابتدائی وقت میں آئمہ احناف کا اختلاف:

اس بات میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ زوال کے بعد نماز ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے' لیکن نماز ظہر کے آخری وقت اور نماز عصر کے ابتدائی وقت میں آئمہ احناف کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دلیل: انہوں نے زیر بحث سے استدلال کیا ہے کہ اس میں صراحت موجود ہے کہ ہر چیز کا سایا ایک مثل ہونے پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز عصر پڑھائی تھی۔

۲- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

دلائل: (i) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ، فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ . (متفق علیہ)

تم ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو اس لیے گرمی کی شدت جہنم کے سانس کی وجہ سے ہے۔

(ii) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے اوقات نماز کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ منقول ہیں:

فَلَمَّا كَانَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ اَمَرَهٗ فَاَذَّنَ لِلظُّهْرِ، فَاَبْرَدَبِهَا، فَاَنْعَمَ اَنْ يُّبْرِدَبِهَا .

پس جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے حکم دیا، تو مؤذن نے ظہر کہی، پس آپ نے اسے ٹھنڈا کیا، پس ظہر کو ٹھنڈا کرنا بہتر چیز ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صاحبین کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(i) یہ روایت منسوخ ہے۔

(ii) احادیث میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے دن نماز ظہر ایک مثل ہونے پر ادا کی، اگر آخری وقت ایک مثل ہوتا، تو اس وقت نماز ادا کرنا درست نہ ہوتا۔

سوال نمبر 2:- (الف) اذان فجر کے قبل طلوع فجر یا بعد طلوع ہونے کے لحاظ سے نظر طحاوی لکھیں؟

(ب) اذان فجر میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے کہنے یا نہ کہنے پر اختلاف ائمہ مع دلائل لکھیں؟

(ج) امام طحاوی کی سن پیدائش و وفات لکھیں؟

جواب: (الف) وقت فجر سے پہلے اذان فجر کے عدم جواز کے حوالے سے نظر طحاوی:

بالاتفاق ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی اذان وقت سے پہلے کہنا درست نہیں ہے لہٰذا مختلف فیہ کو متفق علیہ پر قیاس کرتے ہوئے نظر کا تقاضا ہے کہ فجر کی اذان بھی وقت سے پہلے کہنا درست نہ ہو۔

(ب) اذان فجر میں الفاظ "اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کے کہنے یا نہ کہنے میں مذاہب آئمہ:

فجر کی اذان میں الفاظ "اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہنے یا نہ کہنے کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۱۔ بعض آئمہ کرام کا مؤقف ہے کہ فجر کی اذان بھی دوسری اذانوں کی طرح، اس میں الفاظ "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کا اضافہ مکروہ ہے۔

ان کی دلیل وہ روایات ہیں، جن میں ان اضافی الفاظ کا ذکر موجود نہیں ہے۔

۲۔ احناف، موالک اور حنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ فجر کی اذان میں ان الفاظ کا اضافہ مستحب ہے۔ چنانچہ صدر الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

فجر کی اذان میں فلاح کے بعد "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہنا مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت، جلد اوّل ص:۴۷۴)

دلیل: حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَہٗ فِی الْاَذَانِ الْاَوَّلِ مِنَ الصُّبْحِ " اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ"

بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صبح کی پہلی اذان میں یہ الفاظ "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہنے کی تعلیم دی تھی۔

جمہور آئمہ کی طرف سے بعض آئمہ کی دلیل کا یوں جواب دیا جاتا ہے کہ یہ روایت منسوخ ہے۔

(ج) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سال پیدائش اور سال وفات:

۱۔ آپ کے سال پیدائش میں: دو قول ہیں: (i) ۲۳۹ھ (ii) ۲۳۷ھ

۲۔ آپ کا سال وفات: بیاسی سال کی عمر میں ۳۲۱ھ

سوال نمبر3:- عَنِ الزِّبْرِقَانِ، قَالَ اِنَّ رَھْطًا مِّنْ قُرَیْشٍ اِجْتَمَعُوْا فَمَرَّ بِھِمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَاَرْسَلُوْا اِلَیْہِ غُلَامَیْنِ لَھُمْ یَسْئَلَانِہٖ عَنِ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی فَقَالَ ھِیَ الظُّھْرُ فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلَانِ مِنْھُمْ فَسَاَلَاہُ فَقَالَ ھِیَ الظُّھْرُ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰی اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ فَسَاَلَاہُ فَقَالَ ھِیَ الظُّھْرُ۔

(الف) عبارت کی تشکیل کے بعد ترجمہ کریں؟

(ب) صلوٰۃ وسطی کے بارے مختلف اقوال تحریر کریں؟

(ج) کلمہ "الزبرقان" کا تلفظ حرکات وسکنات سے واضح کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر عبارت اور ترجمہ عبارت:

زبرقان سے منقول ہے، انہوں نے کہا: قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے، تو ان کے پاس سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، تو لوگوں نے اپنے دو لڑکے ان کے پاس روانہ کیے تاکہ وہ دونوں آپ سے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

نماز وسطیٰ کے بارے میں دریافت کریں' ان کے دریافت کرنے پر انہوں نے فرمایا: وہ نماز ظہر ہے' پھر ان لوگوں میں سے دو آدمی ان کی طرف بڑھے اور انہوں نے نماز وسطیٰ کے بارے میں دریافت کیا' تو انہیں بھی جواب میں کہا: یہ نماز ظہر ہے' پھر وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' تو دونوں شخصوں نے ان سے دریافت کیا' تو انہوں نے بھی کہا: یہ نماز ظہر ہے۔

(ب) ''صلوٰۃ وسطیٰ'' کی مراد کے حوالے سے مختلف اقوال:

دریافت طلب یہ بات ہے کہ ''صلوٰۃ وسطیٰ'' سے مراد کون سی نماز ہے؟ اس حوالے سے مختلف اقوال ہیں' جو درج ذیل ہیں:

پہلا قول: حضرت عروہ بن زبیر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما اور ایک قول کے مطابق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس سے نماز ظہر مراد ہے۔

دوسرا قول: امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ نماز وسطیٰ سے فجر کی نماز مراد ہے۔

تیسرا قول: ایک قول کے مطابق امام اعظم' امام ابو یوسف' امام محمد' امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ''صلوٰۃ وسطیٰ'' سے مراد عصر کی نماز ہے۔

تیسرا قول زیادہ قوی ہے کہ یہ درمیانی نماز بنتی ہے جبکہ دو اس سے پہلے اور دو نمازیں اس کے بعد ہیں۔ لہٰذا ''صلوٰۃ وسطیٰ'' سے نماز عصر مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔

(ج) کلمہ ''الزبرقان'' کا تلفظ مع حرکات وسکنات:

الزبرقان: اس سے مراد ہے: پوری رات کا چاند' سبک داڑھی والا آدمی۔

سوال نمبر 4:- (الف) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟ مذاہب مع دلائل لکھیں؟

(ب) تکبیر افتتاح کے بعد احادیث میں کیا کیا پڑھنے کا تذکرہ ہے؟ طحاوی کی روشنی میں تحریر کریں؟

(ج) بسم اللہ شریف سورۃ فاتحہ سے نہیں' اس پر امام طحاوی نے جو نظر بیان کی لکھیں؟

جواب: (الف) تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کی کیفیت میں مذاہب آئمہ مع دلائل:

آغاز نماز میں تکبیر تحریمہ سے قبل دونوں ہاتھوں کو کہاں تک اٹھانا مسنون ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ بعض فقہاء کا موقف ہے کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے رفع یدین کی کوئی خاص حد مقرر نہیں ہے' لہٰذا جس طرح اور جہاں تک اٹھائے جائیں درست ہے۔

دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا کرنے کا ارادہ کرتے‘ تو آپ اپنے دونوں دراز کر کے اٹھاتے تھے۔

۲- امام مالک‘ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا سنت ہے۔

دلیل: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہا:

كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ‘ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو آپ تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے۔

۳- فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت سر جھکائے بغیر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کی لو تک قبلہ رخ کر کے بلند کریں اور انگوٹھے کانوں کی لو سے چھوئیں۔

دلیل: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلصَّلٰوةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيَالَ اُذُنَيْهِ ۔

میں نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے تکبیر کہتے‘ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کی لو کے برابر اٹھاتے تھے۔ روایات سے اسی طرح ثابت ہے۔

(ب) تکبیر تحریمہ کے وقت پڑھے جانے والے الفاظ احادیث کی روشنی میں:

تکبیر تحریمہ کے وقت پڑھے جانے والے مسنون الفاظ کے حوالے سے اختلاف کے دو اقوال ہیں:

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امام اور منفرد دونوں کے لیے تکبیر تحریمہ کے بعد پست آواز سے ثناء پڑھی جائے‘ پھر بلا وقفہ تعوذ و تسمیہ پڑھنا مسنون ہے۔ مقتدی اگر موقع میسر آئے تو ثناء پڑھے‘ فرائض کی نماز کے وقت توجیہ (اِنِّیْ وَجَّهْتُ الخ) پڑھے۔

۲- امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء سے پہلے ”توجیہ“ پڑھنا مسنون ہے۔ صحابہ کرام سے اسی طرح مروی ہے‘ اور ان کے معمولات سے بھی ثابت ہے۔

(ج) تسمیہ کا سورہ فاتحہ سے نہ ہونے کے حوالے سے نظر امام طحاوی:

بالاتفاق بسم اللہ سورہ فاتحہ کے علاوہ سورتوں کا جز نہیں ہے‘ مختلف فیہ کو متفق علیہ پر قیاس کرتے ہوئے نظر کا تقاضا ہے کہ سورہ فاتحہ کا جز بھی نہ ہو۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالميه فی العلوم العربيه و الاسلاميه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولىٰ للطلاب السنة 2021ء/۱۴۴۲ھ

الورقة السادسة: للمؤطين

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　مجموع الارقام: ۱۰۰

المـلاحظة: أجب عن اثنين من كل قسم .

السـوال الأول: إنه إذا كان معلما يفقه كما تفقه الكلاب المعلمة فلا بأس بأكل ماقتلت مما صادت إذا ذكر اسم الله على إرسالها .

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية واذكر شرائط الكلب المعلم؟ (۱۵)

(ب) اذكر اختلاف الإمام مالك والحنفية فی أكل الميتة وثمر الغير؟ (۱۰)

السـوال الثـاني: عن محمد بن على بن حسين أنه قال وزنت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شعر حسن وحسين فصدقت بزنته فضة .

(الف) شكل النص وترجمه إلى الأردية ثم بين أن النبی صلى الله عليه وسلم لما ذاكره العقوق؟ (۱۵)

(ب) اشـرح الـنص: "فإنما هی بمنزلة النسك والضحايا" فی ضوء مؤطا مالك؟ (۱۰)

السـوال الـثـالث: قالت فقلت له يا رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما أرضعتنی امرأة ولم يرضعنی الرجل فقال إنه عمك فليلج عليك .

(الف) تـرجـم الـنـص بـعـد تـشـكـيـله وما هی الأحكام التی تصير حلالا بسبب الرضاع؟ (۱۵)

(ب) اذكـر موقف أم المؤمنين سيدتنا عائشة رضى الله عنها فی رضاع الكبير؟ (۱۰)

القسم الثانی: مؤطا الإمام محمد

السـوال الـرابـع: عن أنس بن مالك قال كنا نصلی العصر ثم يخرج الإنسان إلى بنی عمرو بن عوف فيجدهم يصلون العصر .

(الف) شكل النص وترجمه إلى الأردية واذكر الوقت المستحب لصلوة الفجر والعصر عند أبی حنيفة رحمه الله؟ (۱۵)

Madaris News Official

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

(ب) اذكر اختلاف الأئمة فى وقت صلوة العصر؟ (۱۰)

السوال الخامس: من أصحابه صلى الله عليه وسلم من أهل بحج ومن أهل بعمرة ومنهم من جمع بين الحج والعمرة فحل من كان أهل بالعمرة وأمامن كان أهل بالحج أو جمع بين الحج والعمرة فلم يحلوا .

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية واذكر أقسام الحج؟ (۱۵)

(ب) اذكر أفضل قسم من أقسام الحج عند كل إمام من الأئمة الفقهاء . (۱۰)

السوال السادس: فأما أبو حنيفة فقال إذا وضعت نفسها فى كفاءة ولم تقصر فى نفسها فى صداق فالنكاح جائز .

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية واذكر أدلة الإمام أبى حنيفة رحمه الله فى انعقاد النكاح بغير إذن وليها؟ (۱۵)

(ب) اكتب ثلاثة أوجه لفضل مؤطا الإمام محمد على مؤطا الإمام مالك؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

چھٹا پرچہ: مؤطین

قسم اوّل: مؤطا امام مالک

السوال الأول: إِنَّهُ إِذَا كَانَ مُعَلَّمًا يَفْقَهُ كَمَا تَفْقَهُ الْكِلَابُ الْمُعَلَّمَةُ فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِ مَا قَتَلَتْ مِمَّا صَادَتْ إِذَا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَى إِرْسَالِهَا .

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية واذكر شرائط الكلب المعلم؟

(ب) اذكر اختلاف الإمام مالك والحنفية فى أكل الميتة وثمر الغير؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب' اس کا اُردو میں ترجمہ اور سدھائے ہوئے کتے کی شرائط:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں' اور ترجمہ درج ذیل ہے:

بے شک جب اسے (باز وغیرہ کو) کتے کی مثل سدھا لیا جائے' تو اس کے قتل کیے ہوئے جانور کو کھانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اسی نے شکار کیا اور اسے چھوڑتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سدھائے ہوئے کتے کی شرائط:

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سدھائے کتے کے لیے یہ شرط ہے کہ جب اسے شکار کے لیے بھیجا جائے، وہ روانہ ہو جائے اور جب اسے روکا جائے، تو وہ رک جائے۔ تاہم امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سدھائے ہوئے کتے کی تین شرائط ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) روکنے سے وہ رک جائے، بھیجنے سے وہ روانہ ہو جائے۔ (۲) وہ شکار کا کوئی حصہ نہ کھائے۔

(۳) یہ تجربہ کم از کم تین بار کیا جائے۔

(ب) مردار اور غیر کے پھل کھانے میں امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا اختلاف:

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مردار کے حوالے سے مؤقف ہے کہ اگر کسی سدھائے کتے کو شکار پر بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے تو وہ اسے مار گرائے، پھر وہ اس سے چھوٹ کر مر جائے، تو اس کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے۔ تاہم سدھایا ہوا کتا وہ ہوگا، جب اسے روانہ کیا جائے، وہ روانہ ہو جائے اور جب اسے روکا جائے تو وہ رک جائے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جب کسی سدھائے ہوئے کتے کو بسم اللہ پڑھ کر شکار پر چھوڑا جائے، وہ شکار کو پکڑے یا اسے ہلاک کر دے، تو وہ حلال ہوگا، اس کا گوشت کھایا جائے گا، اگر بسم اللہ پڑھے بغیر کتے کو چھوڑا، کتے نے شکار کو ہلاک کر دیا یا اس کا گوشت کھا لیا، تو وہ حلال نہیں ہوگا، اور اس کا گوشت کھانا درست نہیں ہوگا۔ آپ کے نزدیک سدھائے کتے کی تین شرائط ہیں، جس طرح سطور بالا میں مذکور ہوا۔ حدیث میں موجود ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو مردار حلال ہیں اور دو خون حلال ہیں، دو مردار یہ ہیں: (i) مچھلی، (ii) ٹڈی دل یعنی ذبح کیے بغیر ان کا کھانا حلال ہے، دونوں خونوں سے مراد یہ ہیں: (i) کلیجی، (ii) تلی۔

اس بات میں دونوں اماموں کا اتفاق ہے کہ غیر کا پھل اس کی اجازت کے بغیر کھانا جائز نہیں ہے، تاہم اگر عرف عام اس کی اجازت سمجھی جاتی ہو، تو درست ہوگا۔

یاد رہے مطلق مردار دونوں کے ہاں حرام قطعی ہے، اس کا گوشت استعمال میں لانا درست نہیں ہے، کیونکہ اس کی حرمت پر نص صریح وارد ہے۔

السوال الثانی: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرَ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَتِهِ فِضَّةً .

(الف) شکل النص وترجمه إلى الأردية ثم بين أن النبى صلى الله عليه وسلم لما ذاكره العقوق؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) اشرح النص: "فَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النَّسُكِ وَالضَّحَايَا" في ضوء مؤطا مالك؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب، اردو میں ترجمہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عقوق کہنے کی وجہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے بالوں کے وزن کے مطابق چاندی صدقہ کی۔

عقوق کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناپسند کرنے کی وجہ:

سوال یہ ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ نے جواب میں فرمایا: میں عقوق کو پسند نہیں کرتا، تو پھر ہم عقیقہ کیوں کرتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کو ناپسند نہیں کیا بلکہ "عقوق" کو ناپسند کیا ہے۔ عقیقہ اور عقوق دو الگ الگ الفاظ ہیں، ان کے معانی بھی الگ ہیں اور ان کے مادے بھی الگ ہیں۔ عقیقہ سے مراد وہ جانور ہے جو بچے کی پیدائش کے ساتویں روز یا آگے پیچھے بطور شکرانہ ذبح کیا جاتا ہے، اور یہ سنت ہے، اور اس کا جواز احادیث سے ثابت ہے۔ لفظ "عقوق" عاق سے بنا ہے، جس کا مطلب "نافرمانی" ہے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "عقیقہ" کو ناپسند نہیں کیا بلکہ "عقوق" یعنی "نافرمانی" کو ناپسند کیا ہے۔

(ب) "فَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النَّسُكِ وَالضَّحَايَا" کی وضاحت موطا امام مالک کی روشنی میں:

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت کے حوالے سے فرمایا: عقیقہ کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر اور مؤقف یہ ہے کہ جو آدمی اپنی اولاد کا عقیقہ کرنا چاہے، وہ ایک ایک بکری سے کر سکتا ہے۔ عقیقہ کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ قربانی کی حیثیت رکھتا ہے، یعنی مستحب ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس پر ہمیشہ مسلمان کاربند رہے ہیں۔ کانا، کمزور، مقطوع الاعضاء اور علیل و بیمار جانور کا ذبح کرنا درست نہیں ہے۔ اس کا گوشت اور اس کی کھال فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کی ہڈیوں کو توڑا جا سکتا ہے، عقیقہ کرنے والا خود بھی گوشت کھا سکتا ہے، اہل خانہ گوشت صدقہ کریں اور بچہ خون کے کسی حصہ کو بھی مت چھوئے۔

السوال الثالث: قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةٌ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ.

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(الف) ترجم النص بعد تشكيله وما هي الأحكام التي تصير حلالا بسبب الرضاع؟

(ب) اذكر موقف أم المؤمنين سيدتنا عائشة رضي الله عنها في رضاع الكبير؟

جواب: (الف) اعراب برحدیث' ترجمہ اور رضاعت سے ثابت ہونے والے احکام:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے تو کسی عورت نے دودھ پلایا ہے' کسی مرد نے دودھ نہیں پلایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک وہ تمہارا چچا ہے' اور وہ تمہارے ہاں آسکتا ہے۔

رضاعت سے حلال ہونے والے احکام:

مدتِ رضاعت میں دودھ پینے سے بعض امور حرام ہو جاتے ہیں اور بعض امور جائز ہو جاتے ہیں۔ حرام ہونے والے احکام میں سے یہ ہے کہ دودھ پلانے والی خاتون ماں قرار پاتی ہے' اس کا شوہر باپ کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے' ان کی اولاد بہن بھائی بن جاتے ہیں۔ رضاعی بہن بھائیوں میں نکاح حرام ہے۔ رضاعی بہن بھائیوں کا بغیر پردہ کے یعنی حقیقی بہن بھائیوں کی طرح باہم ملنا' ایک دوسرے کے ہاں آمد و رفت حلال ہو جاتی ہے۔

(ب) بڑے کے دودھ پینے کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مؤقف:

شیر خوارگی کے زمانہ کے بعد جو لڑکا یا آدمی دودھ پیتا ہے' تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اس کے بارے میں بھی یہی مؤقف ہے کہ رضاعت ثابت ہو جاتی ہے' اور رضاعت کے احکام حلت و حرمت مرتب و ثابت ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے روایت مذکور ہے۔ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' وہ بنو عامر بن لؤی کی خواتین میں سے ایک تھیں' انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا لڑکا سمجھتے تھے' وہ ہمارے ہاں بے پردہ آ جاتے تھے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ میرے سر پر پردہ بھی نہیں ہوتا' ہم ایک گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں' اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انہیں پانچ بار دودھ پلا دو' جس سے وہ محرم بن جائے گا۔ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا' حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا رضاعی لڑکا تصور کرتی تھیں۔

اس روایت سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نکتہ اخذ کیا ہے کہ آپ جن لوگوں کے بارے میں بہتر سمجھیں کہ وہ ان کے ہاں آسکیں تو آپ اپنی ہمشیرہ حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا یا اپنی بھتیجیوں کو فرماتیں کہ وہ انہیں دودھ پلا دیں۔ باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اس رضاعت

Madaris News Official
H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

کے سبب کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت سے انکار کر دیا تھا۔

القسم الثاني: مؤطا الإمام محمد

السوال الرابع: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ.

(الف) شكل النص وترجمه إلى الأردية واذكر الوقت المستحب لصلوة الفجر والعصر عند أبي حنيفة رحمه الله.

(ب) اذكر اختلاف الأئمة في وقت صلوة العصر؟

جواب: (الف) اعراب بر عبارت، ترجمہ عبارت اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نماز فجر اور نماز عصر کے مستحب اوقات:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: انہوں نے کہا کہ ہم نماز عصر ایسے وقت میں پڑھا کرتے تھے کہ پھر کوئی آدمی (قبیلہ) بنی عمرو بن عوف کے پاس جاتا تو ان کو نماز عصر پڑھتے ہوئے پاتا۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نماز فجر اور نماز عصر کے مستحب اوقات:

۱- نماز فجر کا مستحب وقت: نماز عشاء کا وقت ختم ہونے پر نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور یہ وقت طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ ہر موسم میں فجر کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ اس بارے میں مشہور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تم نماز فجر اجالے میں ادا کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری قبور کو روشن کرے گا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ فجر کی نماز کو تاخیر سے اور اجالے میں پڑھنا مستحب ہے۔

۲- نماز عصر کا مستحب وقت: سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے پر نماز ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، پھر یہ وقت غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ ہر موسم میں نماز عصر کو آخر وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔

(ب) نماز عصر میں مذاہب آئمہ:

اس بات میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ زوال کا وقت ختم ہونے پر ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ تاہم نماز ظہر کے آخر وقت اور نماز عصر کی ابتداء میں آئمہ احناف کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- صاحبین اور امام زفر رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دلیل: ان کی دلیل یہ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل نے مجھے خانہ کعبہ کے پاس دو بار نماز پڑھائی، پہلی بار ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سایہ شراک کے مثل تھا، پھر عصر کی نماز پڑھائی کہ اس وقت ہر چیز کا سایہ ایک مثل تھا۔ یاد رہے "شراک" سے مراد وہ سایہ ہے جو پاؤں کے اوپر پنڈلی کے قریب ہوتا ہے۔ اس مقام پر "شراک" سے مراد ایک مثل سایہ ہے۔

۲- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے چار اقوال ہیں، ان میں سے اہم اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ دو مثل (اصلی سایہ کے علاوہ) ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ مشہور روایت ہے: اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جهنم . جب گرمی کی شدت ہو، تو تم نماز کے لیے اسے ٹھنڈا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس میں سے ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل قوی ہے، لہٰذا آپ کا موقف بھی قوی ہے۔

السؤال الخامس: مِنْ أَصْحَابِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَمَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَحَلَّ مَنْ كَانَ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَلَمْ يَحِلُّوْا .

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية واذكر أقسام الحج؟

(ب) اذكر أفضل قسم من أقسام الحج عند كل إمام من الأئمة الفقهاء؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب، ترجمہ عبارت اور اقسام حج:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام نے حج کا احرام باندھا، کچھ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا اور کچھ ایسے بھی تھے، جنہوں نے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا، جنہوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا، انہوں نے احرام کھول دیا، جنہوں نے حج، یا حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا، انہوں نے احرام نہ کھولا تھا۔

اقسام حج:

۱- حج قران: یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھا جائے، سرزمین مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد پہلے عمرہ کے احکام ادا کرے، پھر بحالت احرام ٹھہرا رہے کہ ایام حج آنے پر حج کے ارکان بجالائے۔

۲- حج تمتع: وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جائے، مکہ معظمہ پہنچ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کر ارکان عمرہ ادا کرے، پھر احرام کھول دے، پھر بغیر احرام کے رکا رہے، ایام حج آنے پر حرم شریف سے پھر حج کا احرام باندھے اور حج کے مناسک بجالائے۔

۳- حج مفرد: وہ یہ ہے کہ آدمی اکیلے حج یا اکیلے عمرہ کا احرام باندھ کر اس کے افعال و ارکان ادا کرے۔

(ب) اقسام حج میں سے افضل قسم کے حوالے سے مذاہب:

حج کی اقسام ثلاثہ میں سے افضل قسم کون سی ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل حج، حج افراد ہے۔

دلیل: عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم افرد الحج وابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے حج افراد کیا تھا۔

۲- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل قسم حج، حج قران ہے۔

دلیل: (i) ارشاد ربانی ہے: اتموا الحج والعمرة لله یعنی تم اللہ تعالیٰ کے لیے حج اور عمرہ پورا کرو۔

(ii) قال انس بن مالك رضی الله عنه، سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول لبیك عمرة وحجاً یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حاضری حج اور عمرہ دونوں کا حصول ہے۔

السوال السادس: فَأَمَّا أَبُوْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ إِذَا وَضَعَتْ نَفْسَهَا فِيْ كِفَاءٍ وَلَمْ تُقَصِّرْ فِيْ نَفْسِهَا فِيْ صِدَاقٍ فَالنِّكَاحُ جَائِزٌ.

(الف) شکل النص ثم ترجمه إلى الأردية واذكر أدلة الإمام أبی حنيفة رحمه الله فی انعقاد النكاح بغير إذن وليها.

(ب) اكتب ثلاثة أوجه لفضل مؤطا الإمام محمد على مؤطا الإمام مالك.

جواب: (الف) عبارت پر اعراب، ترجمہ عبارت اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد ہونے کے دلائل:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

پس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے کفو میں نکاح کرے اس کے ہر مثل میں بھی کمی نہ ہو تو ایسا نکاح جائز ہے۔

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد ہوجانے پر دلائل:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ وہ خاتون جو آزاد عاقلہ اور بالغہ ہو وہ اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح جائز و درست ہے۔ اس حوالے سے آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) ارشاد ربانی ہے: حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ یعنی یہاں تک عورت خود غیر سے نکاح کرے۔"

اس آیت میں فعل کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے یعنی عورت از خود اور ولی کی اجازت سے نکاح کرلے تو وہ درست ہوگا۔

(۲) ارشاد ربانی ہے: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْکِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ (البقرہ: ۲۳۲) یعنی "جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پس وہ اپنے وقت کو پہنچ جائیں تو ان کو اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو۔"

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنهما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: الایم احق بنفسها من ولیها ۔ یعنی بے شوہر کی عورت اپنے آپ کی زیادہ حقدار ہے اپنے ولی سے۔

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا نکاح ان کے والد کی غیر موجودگی میں منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کردیا تھا۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ کوئی آزاد عاقلہ اور بالغہ خاتون اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے تو وہ نکاح منعقد ہوجائے گا۔

(ب) موطا امام محمد کو موطا امام مالک پر فوقیت کی تین وجوہات:

(۱) امام محمد امام یحییٰ بن مصمودی سے علم حدیث اور فقہ وغیرہ میں فائق تھے۔

(۲) امام یحییٰ بن مصمودی سے موطا کی روایت میں اغلاط واقع ہوئی ہیں جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایسا نہیں ہوا۔

(۳) امام یحییٰ بن یحییٰ مصمودی مکمل طور پر موطا کی سماعت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے نہ کرسکے کیونکہ جس سال وہ حاضر خدمت ہوئے اسی سال حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوگیا تھا جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ تین سال سے زائد عرصہ حضرت امام مالک کی خدمت میں ٹھہرے رہے اور براہ راست تمام روایات کا سماع کیا۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی، شهادة العالميه فی العلوم العربيه والاسلاميه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولیٰ للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ

الورقة الاولیٰ: علم الكلام

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:- (الف) علم کلام کی کوئی چار وجوہ تسمیہ تحریر کریں؟ ۸

(ب) اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کیسے وجود میں آئے مکمل پس منظر تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) قال أهل الحق حقائق الأشياء ثابتة والعلم بها متحقق خلافا للسوفسطائية .

اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور شارح کی شرح ملخصا تحریر کریں؟ ۵+۵+۶=۱۶

سوال نمبر 2: وخصوا ما يفيد معرفة الأحكام العلمية عن أدلتها التفصيلية ومعرفة أحوال الأدلة إجمالا في إفادتها الأحكام بأصول الفقه ومعرفة العقائد عن أدلتها التفصيلية بالكلام لأن عنوان مباحثه كان قولهم الكلام فی كذا وكذا ولأن مسألة الكلام كانت أشهر مباحثه وأكثر إنزاعا وجدالا حتى أن بعض المتغلبة قتل كثير امن أهل الحق لعدم قولهم بخلق القرآن .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۱+۱۰=۲۱

(ب) خط کشیدہ الفاظ کے صیغے اور اسماء کا اعراب بیان کریں؟ ۲×۶=۱۲

سوال نمبر 3:- (الف) اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات قدیم ہیں شرح عقائد کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟ ۱۳

(ب) کوئی سی پانچ صفات ازلیہ کی وضاحت کریں؟ ۴×۵=۲۰

سوال نمبر 4:- (الف) اللہ تعالیٰ خالق افعال ہے، اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کے مذاہب سے دلائل تحریر کریں؟ ۲۰

(ب) ماهو الأصلح للعبد فليس ذلك بواجب على الله تعالى .

عقیدہ مذکورہ کی کتاب کی روشنی میں وضاحت کریں؟ ۱۳

☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

پہلا پرچہ: علم الکلام

سوال نمبر 1:- (الف) علم کلام کی کوئی چار وجوہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب) اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کیسے وجود میں آئے مکمل پس منظر تحریر کریں؟

(ج) قَالَ أَهْلُ الْحَقِّ حَقَائِقُ الْأَشْيَاءِ ثَابِتَةٌ وَالْعِلْمُ بِهَا مُتَحَقِّقٌ خِلَافًا لِلسُّوْفَسْطَائِيَّةِ۔

اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور شارح کی شرح ملخصاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم کلام کی چار وجوہات:

(i) متقدمین کی کتب میں اس فن کی مباحث کا عنوان "بَابُ كَذَا" یا "فصل فی کذا" کی جگہ لفظ کلام استعمال ہوتا تھا، اثبات نبوت کا عنوان "اَلْكَلَامُ فِي اِثْبَاتِ النُّبُوَّةِ" قرآن کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کا عنوان "اَلْكَلَامُ فِي مَسْئَلَةِ خَلْقِ الْقُرْاٰنِ" ہوا کرتا تھا۔ پس تَسْمِيَةُ الْعِلْمِ بِلَفْظِ عُنْوَانِ مَبَاحِثِهٖ کے طور پر اس کا نام "علم کلام" رکھا گیا۔

(ii) اس علم میں مسئلہ کلام مشہور ترین مباحث میں سے ہے، تو یہ تَسْمِيَةُ الْكُلِّ بِاسْمِ الْجُزْءِ ہوا یعنی کل کا اس کی جزء پر نام پر رکھ دیا گیا۔

(iii) اس علم میں اختلاف اور بہت زیادہ ہے۔

(iv) دیگر علوم تو مطالعہ اور فکر سے بھی حاصل ہو جاتے ہیں لیکن علم کلام کے تکرار، بحث و مباحثہ، مناظرہ اور دلائل کے بغیر سمجھ نہیں آتا۔

(ب) اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کے وجود میں آنے کا پس منظر:

ایک شخص امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے سوال کیا: ہمارے زمانہ میں دو جماعتیں ظاہر ہوئی ہیں، جن میں سے ایک کا خیال ہے کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا شخص کافر ہے، جبکہ دوسری جماعت کا خیال ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ کرنا مضر نہیں، پس آپ فرمائیں کہ ہم کس کا عقیدہ اپنائیں؟ حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تھوڑی دیر کے لیے تفکر کیا، وہیں آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے "واصل بن عطاء" نے کہا کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا شخص نہ مومن ہوتا ہے اور نہ کافر۔ پھر مسجد کے ستون کے پاس کھڑے ہو کر اس فقرے کا بار بار اعادہ کیا اور یوں کہا: اگر ایسا شخص بغیر توبہ کے مر جائے، تو وہ جہنم میں داخل ہوگا، مگر اس کا عذاب کفار کے عذاب سے ہلکا ہوگا یعنی اس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کے کفر اور ایمان کا ایک واسطہ ثابت کر دیا، جسے وہ "منزلة بين المنزلتين" کہا کرتے ہیں۔ان کے نزدیک اگر کوئی شخص گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ بغیر توبہ کے مر جائے، تو وہ کافر کی طرح "مُخَلَّدٌ فِي النَّارِ" ہے۔اس طرح اہل سنت اور معتزلہ دونوں گروہ وجود میں آئے۔

(ج) اعراب، ترجمہ اور مختصر تشریح:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

ترجمہ: اہل حق نے کہا: اشیاء کے حقائق ثابت ہیں، ان کا علم ثابت ہے اور یہ بات سوفسطائیہ کے نظریہ کے خلاف ہے۔

توضیح: اہل حق سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں، ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت باری تعالیٰ کا وجود ثابت کرتے ہیں، اسی وجہ سے انہیں اہل سنت و جماعت کو اہل حق بھی کہا جاتا ہے۔

اشیاء کی حقیقت ثابت ہے، حقیقت اور ماہیت دونوں مترادف الفاظ ہیں یعنی ایک چیز کے دو نام ہیں۔

علم بھی ایک ثابت شدہ چیز ہے، اس کا سوفسطائیہ کے علاوہ کوئی بھی منکر نہیں ہے۔ان کا خیال ہے کہ اشیاء کی حقیقت ثابت نہیں ہے بلکہ یہ اوہام فاسدہ اور خیالات باطلہ ہیں۔ان کا نظریہ ہے کہ یہ اشیاء ہمارے اعتقاد کے تابع ہیں۔

سوال نمبر2:- وَسَمَّوْا مَا يُفِيدُ مَعْرِفَةَ الْأَحْكَامِ الْعَمَلِيَّةِ عَنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ وَمَعْرِفَةَ أَحْوَالِ الْأَدِلَّةِ إِجْمَالًا فِي إِفَادَتِهَا الْأَحْكَامَ بِأُصُولِ الْفِقْهِ وَ مَعْرِفَةَ الْعَقَائِدِ عَنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ بِالْكَلَامِ لِأَنَّ عُنْوَانَ مَبَاحِثِهِ كَانَ قَوْلُهُمْ اَلْكَلَامُ فِي كَذَا وَكَذَا وَلِأَنَّ مَسْأَلَةَ الْكَلَامِ كَانَتْ أَشْهَرَ مَبَاحِثِهِ وَأَكْثَرَ إِنْزَاعًا وَجِدَالًا حَتّٰى أَنَّ بَعْضَ الْمُتَغَلِّبَةِ قَتَلَ كَثِيرًا مِنْ أَهْلِ الْحَقِّ لِعَدَمِ قَوْلِهِمْ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ الفاظ کے صیغے اور اسماء کا اعراب بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

انہوں نے اس علم کا نام جو تفصیلی دلائل کے ساتھ احکام عملیہ کی معرفت عطا کرے فقہ رکھا، جو ادلہ کے ان احوال کی اجمالی معرفت عطا کرے، جو مفید احکام ہیں، اس کا نام اصول فقہ رکھا اور جو تفصیلی دلائل سے عقائد کی معرفت عطا کرے اس کا نام کلام رکھا۔اہل علم نے اس کا نام کلام رکھا، اس لیے کہ اس علم کے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مسائل کا عنوان ان کا قول "اَلْكَلَامُ فِيْ كَذَا وَكَذَا" ہوا کرتا ہے (یعنی فلاں فلاں مسئلہ میں گفتگو) اور اس لیے کہ کلام الٰہی کا مسئلہ اس علم کے مسائل میں سے سب سے زیادہ مشہور مسئلہ تھا اور سب سے زیادہ نزاع اور جدال کا باعث تھا، یہاں تک کہ بعض ظالموں نے بہت سے اہل حق کو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل نہ ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا۔

(ب) خط کشیدہ الفاظ کے صیغے اور اسماء کا اعراب:

سَمُّوْا: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی از باب تفعیل۔ نام تجویز کرنا۔

اَلْعَمَلِيَّةِ: لفظ "الاحکام" کی صفت ہونے کی وجہ سے مکسور ہے اور لفظ "الاحکام" مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مکسور ہے۔

اَدِلَّتِهَا: عَنْ جار کی وجہ سے مجرور ہے، پھر اس کی تنوین اضافت کے سبب گر گئی۔

اِجمالًا: لفظ "معرفت" مصدر ہے اور اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

مَسْئَلَةَ: اَنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، پھر مابعد کی طرف اضافت ہونے کی وجہ سے تنوین گر گئی۔

اِنْـزَاعًا: لفظ "اَكْثَرَ" کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ نیز ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب انفعال کا مصدر ہے۔ نزاع کرنا جھگڑنا۔

سوال نمبر 3:- (الف) اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات قدیم ہیں شرح عقائد کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

(ب) کوئی سے پانچ صفات ازلیہ کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا قدیم ہونا:

بلاشبہ ذات باری تعالیٰ اور اس کی جملہ صفات قدیم ہیں۔ ذات باری تعالیٰ واجب الوجود ہے اور واجب قدیم ہوتا ہے یعنی اس کے وجود کی نہ ابتداء ہے اور نہ انتہاء ہے۔ اگر حادث ہو تو مسبوق بالعدم ہوگا، پھر اس کا وجود غیر سے مستفاد ہوگا اور پھر یہ جملہ عالم سے ہوگا، کیونکہ اس کی ذات وصفات کے سوا جو کچھ ہے، وہ عالم میں داخل ہے حالانکہ تمام عالم کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو عالم کو پیدا کرنے والا کوئی اور ہوگا، جس نے اللہ تعالیٰ کو پیدا کیا، تو لازم آیا کہ عالم نے عالم کو پیدا کیا، تو وہ محدث نہ رہا، تو لامحالہ واجب قدیم ہوگا۔ اس لیے بعض نے واجب اور قدیم کو الفاظ مترادفہ کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ ترادف کے لیے ضروری ہے کہ الفاظ دو ہوں اور مفہوم ایک ہو، یہاں دونوں کا مفہوم الگ الگ ہے، کیونکہ قدیم وہ ہے جس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کا مفہوم یا وجود زمانہ ماضی میں مستمر ہو، ابتداء معلوم نہ ہو واجب **مستجمع لجميع صفات الكمال** کو کہتے ہیں، تو ان کے مفہوم میں واضح فرق ہے۔

(ب) ذات باری تعالیٰ کی پانچ صفات ازلیہ کی وضاحت:

۱- حیات: ذات باری تعالیٰ ازل سے زندہ ہے، تا ابد زندہ رہے گا اور اسے زوال و موت ہرگز نہیں آئے گی۔

۲- قدرت: اللہ تعالیٰ صاحب طاقت ہے، اس کی طاقت بھی ازل سے ہے اور ابد تک باقی رہے گی، اسے زوال نہیں ہے۔

۳- علم: اللہ تعالیٰ کا علم بھی ازلی ہے، یہ ہمیشہ باقی رہے گا اور اسے کبھی زوال لاحق نہیں ہوگا۔

۴- سمع: اللہ تعالیٰ سمیع بھی ہے، یہ صفت بھی ازلی ہے، کبھی بھی وہ سماعت سے محروم نہیں ہوگا۔ کائنات کی ہر چیز اس کی دی ہوئی طاقت سے سنتی ہے۔

۵- بصر: سمع کی طرح بصر یعنی دیکھنا بھی اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے اور کائنات کی ہر چیز کو وہ دیکھ رہا ہے اور ہمیشہ دیکھتا رہے گا۔

سوال نمبر 4:- (الف) اللہ تعالیٰ خالق افعال ہے، اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کے مذاہب سے دلائل تحریر کریں؟

(ب) **ماهو الأصلح للعبد فليس ذلك بواجب على الله تعالى** ۔ عقیدہ مذکورہ کی کتاب کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اللہ تعالیٰ خالق افعال ہے، اہل سنت اور معتزلہ کے مذاہب:

اعمال انسانی کی دو اقسام ہیں:

۱- افعال اضطراریہ: وہ افعال جو انسانی ارادہ کے بغیر انسان سے صادر ہوتے ہیں، یہ بالاتفاق مخلوق ہیں، ان کے صدور کا انسانی بساط و طاقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲- افعال اختیاریہ: وہ ہیں جن کو انسان اپنے اختیار سے کر سکتا ہے۔

اس قسم کے انسان سے صدور میں اختلاف ہے:

(i) اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کے تمام افعال کا خالق ہے، خواہ افعال خیر ہوں یا شر ہوں۔ انسان ان سب کا کرنے والا ہے اور اس کے کسب سے یہ صادر ہوتے ہیں۔

(ii) معتزلہ کا نظریہ ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے اور وہ خود ان کا کاسب ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) عقیدہ مذکورہ کی کتاب اللہ کی روشنی میں وضاحت:

یہاں سے شارح رحمہ اللہ تعالیٰ معتزلہ کی تردید میں دلائل خمسہ بیان کر رہے ہیں:

i- اگر اصلح للعبد! اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتا، تو وہ فقیر جو دنیا میں فقر کے عذاب میں مبتلا ہے، اللہ تعالیٰ اسے پیدا نہ کرتا، اسی طرح وہ کافر جو آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوگا، اسے بھی اللہ تعالیٰ پیدا نہ فرماتا، کیونکہ ان دونوں کے حق میں عدم ہی اصلح وانفع ہے۔

ii- اگر اصلح للعبد! اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتا، تو پھر بندے کو ہدایت دینے اور طرح طرح کی نعمتیں اور نفع کی چیزیں دینے کی وجہ سے اللہ کا شکر ادا کرنا ضروری نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ کو بندے پر احسان جتلانے کا حق نہ ہوتا، کیونکہ واجب کی ادائیگی سے شکر اور احسان جتلانے کا حق نہیں ہوتا، جیسے کسی کا اپنے پر واجب قرضہ ادا کرنے سے شکر یا احسان جتلانے کا حق نہیں ہوتا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر احسان جتلاتے ہوئے فرمایا: بل الله عليكم الخ اور ان نعمتوں کا شکر بجالانا بھی ہم پر واجب ہے۔

iii- اگر اصلح للعبد! اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتا، تو پھر اللہ تعالیٰ ابوجہل کے مقابلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ احسان نہ جتلاتا، کیونکہ دونوں کے لیے وہ کچھ کیا گیا، جو ان کے لیے انفع واصلح تھا، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ احسان کیوں جتلایا گیا۔

iv- اگر اصلح للعبد! اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتا، تو پھر گناہوں سے محفوظ ہونے کے لیے دعا کرنا، یا نیکی کی توفیق مانگنا اور مصائب سے دوری کی دعا مانگنا، فضول ہوتا، کیونکہ مذکورہ چیزیں عطا کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتا، تو پھر دعائیں مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟

v- اگر اصلح للعبد! اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتا، تو اس کی قدرت کا متناہی ہونا لازم آتا، کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کوئی اصلح للعبد ہو اور بندے کو نہ ملے، تو جب تمام اصلح للعبد بندے کو مل جائیں گے اور اللہ کی قدرت میں کوئی اصلح للعبد نہیں رہے گا، تو اللہ کی قدرت کا متناہی ہونا لازم آئے گا اور یہ باطل ہے اور جو چیز باطل کو مستلزم ہو، وہ خود باطل ہوتا ہے۔ لہٰذا اصلح للعبد اللہ پر واجب ہونا بھی باطل ہوا۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوي، شهادة العالميه في العلوم العربيه و الاسلاميه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولىٰ للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ

الورقة الثانية: علم الفرائض

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے بقیہ سے دوسوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:- قال علماؤنا رحمهم الله تعالىٰ تتعلق بتركة الميت حقوق أربعة مرتبة الاول يبدأ بتكفينه وتجهيزه من غير تبذير ولا تقتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقي من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث مابقي بعد الدين ثم يقسم الباقي بين ورثته بالكتاب والسنة وإجماع الأمة.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) وصیت پر مختصر اور جامع نوٹ ایسے انداز میں تحریر کریں کہ اس کا شرعی حکم واضح ہو جائے؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- (الف) پوتی کے پانچ احوال تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) علاتی بہن کے کوئی سے پانچ احوال تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) شوہر اور اخیافی اولاد کے احوال تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- (الف) عصبہ اور اس کی اقسام کی تفصیلی وضاحت کریں؟ ۲۰

(ب) عول پر مفصل نوٹ لکھیں؟ ۱۰

سوال نمبر 4:- درج ذیل میں سے چار مسائل حل کریں؟ ۴۰

(۱) أبوين　　عشر بنات

(۲) زوج　　خمس أخوات لأب وأم

(۳) أربع زوجات　　ثماني عشرة بنتا　　خمس عشرة جدة　　ستة أعمام

(۴) زوجة　　أربع جدات　　ست أخوات لأم

(۵) زوج　　أم　　أخت لأب وأم

☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

20ء

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

دوسرا پرچہ: علم الفرائض

سوال نمبر 1:- قَالَ عُلَمَاؤُنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی تَتَعَلَّقُ بِتَرِكَةِ الْمَيِّتِ حُقُوْقٌ أَرْبَعَةٌ مُرَتَّبَةٌ اَلْاَوَّلُ يُبْدَأُ بِتَكْفِيْنِهٖ وَتَجْهِيْزِهٖ مِنْ غَيْرِ تَبْذِيْرٍ وَلَا تَقْتِيْرٍ ثُمَّ تُقْضٰى دُيُوْنُهٗ مِنْ جَمِيْعِ مَا بَقِيَ مِنْ مَالِهٖ ثُمَّ تُنْفَذُ وَصَايَاهُ مِنْ ثُلُثِ مَا بَقِيَ بَعْدَ الدَّيْنِ ثُمَّ يُقَسَّمُ الْبَاقِيْ بَيْنَ وَرَثَتِهٖ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) وصیت پر مختصر اور جامع نوٹ ایسے انداز میں تحریر کریں کہ اس کا شرعی حکم واضح ہو جائے؟

جواب (الف): اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: "ہمارے علماء احناف فرماتے ہیں کہ میت کے ترکہ سے ترتیب وار چار حقوق متعلق ہوتے ہیں: اوّل حق یہ ہے کہ میت کے کفن دفن سے ابتداء کی جائے، جس میں اسراف اور کنجوسی نہ ہوگی۔ پھر جمیع مال سے اس کے قرض ادا کیے جائیں گے۔ قرض ادا کرنے کے بعد ماقبی مال کے تہائی حصہ سے اس کی وصیتیں پوری کی جائیں گی۔ پھر کتاب اللہ، سنت اور اجماع کے طریقے سے باقی مال ورثاء کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا"۔

(ب) وصیت پر نوٹ:

شرعاً بطور احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا وارث بنانا، وصیت کہلاتا ہے۔

وصیت کا شرعی حکم یہ ہے کہ مستحب ہے واجب یا فرض نہیں۔ اس کی شرط یہ ہے کہ وصیت کرنے والا آزاد و بالغ ہو اور قاتل نہ ہو اور موصیٰ لہ وصیت کے وقت موجود اور زندہ ہو اور موصیٰ بہ قابل تملیک ہو۔

وصیت اجنبی کے لیے جائز ہے وارث کے لیے نہیں اور اجنبی کے لیے بھی تہائی مال سے زائد وصیت کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر ورثاء راضی ہوں، تو تہائی سے زائد مال سے بھی پوری کر سکتے ہیں۔ ورثاء اگر کسی وارث کے لیے راضی ہوں، تو پھر وارث کے لیے بھی وصیت جائز ہے۔

سوال نمبر 2:- (الف) پوتی کے پانچ احوال تحریر کریں؟

(ب) علاتی بہن کے کوئی سے پانچ احوال تحریر کریں؟

(ج) شوہر اور اخیافی اولاد کے احوال تحریر کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (الف) پوتی کے احوالِ خمسہ:

۱- پوتی اگر ایک ہو تو نصف ملے گا۔

۲- اگر دو یا دو سے زائد ہوں، تو دو ثلث ملیں گے۔

۳- حقیقی بیٹی اگر ایک ہو تو پوتی کو سدس ملے گا تا کہ دو ثلث پورے ہو جائیں۔

۴- اگر حقیقی بیٹیاں دو یا دو سے زائد ہوں، تو پوتیاں ساقط ہو جائیں گی۔

۵- اگر میت کا بیٹا ہو، تو یعنی ساقط ہو جاتی ہیں۔

(ب) علاتی بہن کے احوالِ خمسہ:

۱- اگر ایک ہو تو نصف ملے گا۔

۲- اگر دو یا دو سے زائد ہوں، تو دو ثلث ملیں گے۔

۳- حقیقی بہن اگر ایک ہو، تو اس کو سدس ملے گا تا کہ دو ثلث مکمل ہو جائیں۔

۴- حقیقی بہنیں اگر دو یا زائد ہوں، تو ساقط ہو جائیں گی۔

۵- بیٹا یا پوتا اگر چہ نیچے تک ہوں، تو پھر بھی ساقط ہو جائیں گی۔

(ج) شوہر کے احوال: ۱- میت کی اگر اولاد ہو، تو ربع ملے گا۔

۲- اگر میت کی اولاد نہ ہو تو نصف ملے گا۔

اخیافی اولاد کے احوال: ۱- اگر ایک ہو، تو سدس ملے گا۔

۲- اگر دو یا زائد ہوں، تو ثلث ملے گا۔

۳- اگر میت کی اولاد اگر چہ نیچے تک ہو، یا باپ یا دادا ہو تو ساقط ہو جاتے ہیں۔

سوال نمبر 3:- (الف) عصبہ اور اس کی اقسام کی تفصیلی وضاحت کریں؟

(ب) عول پر مفصل نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) عصبہ اور اس کی اقسام کی تفصیل:

عصبہ کا لغوی معنیٰ ہے "پٹھ" اور اصطلاح میں عصبہ اس شخص کو کہتے ہیں جو اصحاب فرائض سے بچا ہوا مال لے لے، یا اصحاب فرائض کی عدم موجودگی میں مال پر قبضہ کر لے۔

ابتداءً عصبہ کی دو اقسام ہیں:

۱- عصبہ نسبی، ۲- عصبہ سببی

عصبہ نسبی وہ شخص ہے جو نسبی قرابت کی وجہ سے عصبہ بنے اور عصبہ سببی وہ آدمی ہے، جو غلام کو آزاد کرنے کی وجہ سے عصبہ بنے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

پھر عصبہ نسبی کی تین قسمیں:

۱-عصبہ بنفسہ، ۲-عصبہ بغیرہ، ۳-عصبہ مع غیرہ

عصبہ بنفسہ ہر وہ مذکر ہے کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کریں، تو درمیان میں عورت کا واسطہ نہ آئے جیسے بیٹا، باپ وغیرہ۔

عصبہ بغیرہ وہ چار عورتیں ہیں، جن کا عصبہ نصف اور ثلثان مقرر ہے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ ملکر عصبہ بنتی ہیں اور وہ یہ ہیں: بیٹی، پوتی، حقیقی بہن، علاتی بہن۔

عصبہ مع غیرہ ہر وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ ملکر عصبہ بنے جیسے بہن بیٹی کے ساتھ۔

عول پر مفصل نوٹ:

عول کا لغوی معنیٰ ہے: مائل ہونا، اور اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ مخرج جب اجتماعی حصوں پر تنگ ہو جائے، تو اس پر کسی شیء کو زیادہ کرنا عول کہلاتا ہے۔

مخارج کا مجموعہ سات ہے۔ جن میں چار مخارج ایسے ہیں کہ ان میں عول نہیں ہوتا اور وہ یہ ہیں:

دو، تین، چار، آٹھ

اور تین ایسے ہیں کہ ان میں کبھی عول ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ وہ یہ ہیں:

چھ، بارہ، چوبیس۔

چھ کا عول دس تک ہوتا ہے جفت اور طاق دونوں اعتبار سے۔ 12 کا عول 17 تک ہوتا ہے صرف طاق کے اعتبار سے۔ 24 کا صرف ایک عول ہوتا ہے یعنی 27 تک۔

سوال نمبر 4:-درج ذیل مسائل حل کریں؟

(۱) أبوين	عشر بنات		
(۲) زوج	خمس أخوات لأب وأم		
(۳) أربع زوجات	ثماني عشرة بنتا	خمس عشرة جدة	ستة أعمام
(۴) زوجة	أربع جدات	ست أخوات لأم	
(۵) زوج	أم	أخت لأب وأم	

جواب: صورتوں کا حل

۱-مـــــــــیـــــــــت اصل مسئلہ 30=5x6

10 بیٹیاں	ماں	باپ
2/3	1/6	1/6+عصبہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

4	1	1
20	5	5

۲- میــــــــــت اصل مسئلہ=6 بالعول=7 35=5x7

زوج	5 حقیقی بہنیں
½	2/3
3	4
15	20

۳- میــــــــــت اصل مسئلہ 24 4320=180x24

4 بیویاں	3 بیٹیاں	15 دادیاں	6 چاچے
1/8	2/3	1/6	عصبہ
3	16	4	1
4	9	15	6
540	2880	720	180

۴- میــــــــــت اصل مسئلہ=12 بالعول 13 78=6x13

1 زوجہ	4 دادیاں	6 علاتی بہنیں
¼	1/6	2/3
3	2	8
	2	3
18	12	48

۵- میــــــــــت اصل مسئلہ=6 وبالعول 8

زوج	ماں	1 علاتی بہن
½	1/3	½
3	2	3

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی، شهادة العالميه فی العلوم العربيه والاسلاميه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولیٰ للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ

الورقة الثالثة: الفقه وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں۔

حصہ اول......فقہ

سوال نمبر 1:- وإذا علم الشفيع بالبيع أشهد في مجلسه ذلك على المطالبة ۔

(الف) شفعہ کا لغوی اور شرعی معنی تحریر کریں نیز احناف اور شوافع کے نزدیک شفعہ کا مستحق کون ہے؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) طلب شفعہ کی اقسام اور ان کا حکم سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- ولا بأس بغراب الزرع لأنه يأكل الحب ولا يأكل الجيف وليس من سباع الطير ولا يؤكل الأبقع الذي يأكل الجيف وكذا الغداف قال أبو حنيفة لابأس بأكل العقعق لأنه يخلط فأشبه الدجاجة

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں ۵+۵=۱۰

(ب) جانور کے حلال اور حرام ہونے کے بارے میں ضابطہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) غراب کی اقسام مع احکام وادلہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- ويكره الاحتكار في أقوات الآدمين والبهائم إذا كان ذلك في بلد يضر الاحتكار بأهله وكذلك التلقي فإما إذا كان لايضر فلا بأس به ۔

(الف) صورت مسئلہ تحریر کریں نیز تلقی بالجلب اور تلقی بالرکبان کا معنی قلمبند کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) احتکار کے بارے میں علماء ثلاثہ احناف کا اختلاف سپرد قلم کریں؟ ۱۰

قسم ثانی......اُصول فقہ

سوال نمبر 4:- (وعلى أفضل رسله مصليا) لما كان أجل النعم الواصلة إلى العبد هو دين الإسلام وبه التوصل إلى النعيم الدائم في دار السلام وذلك بتوسط النبي صلى الله

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

عليه وسلم صار الدعاء تلو الثناء على الله تعالىٰ فأردف الحمد بالصلوٰة ۔

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟ ۱۵

(ب) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی تصریح کیوں نہ کی؟ دونوں جواب تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:- الكتاب مرتب على مقدمة وقسمين، لأن المذكور فيه إمامن مقاصد الفن أولا، الثاني المقدمة، والأول إما أن يكون البحث فيه عن الأدلة وهو القسم الأول، أوعن الأحكام وهو القسم الثاني ۔

(الف) بامحاورہ ترجمہ کریں؟ ۱۲

(ب) واعلم أن التعريف إما حقيقي وإما اسمي، تعریف کی دونوں قسموں کی وضاحت کریں؟ ۸

(ج) توضیح کس کتاب کی شرح ہے؟ متن اور ماتن دونوں کا نام لکھیں؟ ۵

سوال نمبر 6:- نقل للمضاف تعريفين، مقبولا ومزيفا وللمضاف إليه تعريفين صرح بتزييف أحدهما دون الآخر، ثم ذكر من عنده تعريفا ثالثا ۔

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ تحریر کریں؟ ۱۳

(ب) فقہ کی تینوں تعریفیں قلم بند کریں؟ ۱۲

☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء (2022ء)

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

حصہ اوّل: فقہ

سوال نمبر 1:- وإذا علم الشفيع بالبيع أشهد فى مجلسه ذلك على المطالبة ۔

(الف) شفعہ کا لغوی اور شرعی معنیٰ تحریر کریں نیز احناف اور شوافع کے نزدیک شفعہ کا مستحق کون ہے؟

(ب) طلب شفعہ کی اقسام اور ان کا حکم سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) شفعہ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ، نیز احناف اور شوافع کے نزدیک شفع کا

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

زیادہ حقدار:

(2023ء) **شفعہ کا لغوی معنیٰ:** یہ شفع سے مشتق ہے، یہ ثلاثی مجرد صحیح از باب فتح یفتح کا مصدر ہے یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا۔

شفعہ کا اصطلاحی معنیٰ: شرکت یا پڑوس کی بنیاد پر مشتری کی ادا کردہ قیمت کے بقدر دے کر، کسی منفعت کو اپنی ملکیت میں لینا۔

شفعہ کے مستحقین میں مذاہب:

احناف کے نزدیک شفعہ کا سبب مبیع کے ساتھ شفیع کی ملکیت کا متصل ہونا ہے۔ اتصال کی دو صورتیں: (i) شرکت، (ii) پڑوس۔ پھر شرکت کے دو درجے ہیں: اولاً: عین مبیع میں شرکت یعنی مبیع میں کسی طرح کا کوئی بٹوارہ نہ ہو۔ ثانیاً: حق میں شرکت یعنی راستہ اور پانی کے علاوہ دیگر میں بٹوارہ ہو۔ مبیع میں شریک کو پہلے شفعہ ملے گا اور پڑوس کی وجہ سے دوسرے نمبر والے آدمی کو شفعہ ملے گا یعنی ترتیب یہی ہوگی۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ پڑوس کی وجہ سے شفعہ نہیں ملتا، شفیع کو شفعہ صرف مبیع میں شرکت کی وجہ سے ملے گا۔ دلیل: انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یعنی شفعہ ان چیزوں میں جائز ہوتا ہے، جن میں تقسیم نہ ہو اور تقسیم صرف شریک فی نفس المبیع میں نہیں ہوتی۔

(ب) طلب شفعہ کی اقسام اور ان کا حکم:

طلب شفعہ کی تین اقسام ہیں:

۱- **طلب مواثبہ:** وہ یہ ہے کہ جانتے ہی شفیع شفعہ کو طلب کرے، یہاں تک کہ اگر شفیع کو بیع کی خبر پہنچی اور اس نے اپنا شفعہ طلب نہیں کیا، تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔

۲- **طلب تقریر واشہاد:** اگر مشتری شفیع کے طلب کا انکار کر دے، تو شفیع اپنے اس طلب کے ذریعے قاضی کی عدالت میں اپنا طلب مواثبہ ثابت کر سکتا ہے۔

۳- **طلب خصومت:** اگر کسی شخص نے طلب مواثبہ اور طلب اشہاد کے بعد طلب خصومت میں تاخیر کر دی، تو اس کی یہ تاخیر دو وجوہ سے ہوگی:

(i) عذر کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہے، تو بالاتفاق اس سے شفعہ باطل نہیں ہوگا۔

(ii) اگر بغیر عذر کے تاخیر ہوئی ہے، تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کی ایک روایت کے مطابق اس صورت میں بھی تاخیر کرنے سے شفعہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

سوال نمبر 2:- وَلَا بَأْسَ بِغُرَابِ الزَّرْعِ لِأَنَّهُ يَأْكُلُ الْحَبَّ وَلَا يَأْكُلُ الْجِيَفَ وَلَيْسَ مِنْ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سِبَاعِ الطَّيْرِ وَلَا يُؤْكَلُ الْأَبْقَعُ الَّذِيْ يَأْكُلُ الْجِيَفَ وَكَذَا الْغُدَافُ قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا بَأْسَ بِأَكْلِ الْعَقْعَقِ لِأَنَّهُ يَخْلِطُ فَأَشْبَهَ الدَّجَاجَةَ ۔

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

(ب) جانور کے حلال اور حرام ہونے کے بارے میں ضابطہ تحریر کریں؟

(ج) غراب کی اقسام مع احکام وادلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

کھیتی کا کوا کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اس لیے کہ وہ دانہ کھاتا ہے، مردار نہیں کھاتا اور چیر پھاڑ کرنے والے پرندوں میں سے بھی نہیں ہے۔ وہ ابقع کوا جو گندگی کھاتا ہے، اسے نہیں کھایا جائے گا اور اسی طرح غداف بھی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عقعق نامی کوا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے یہ اختلاط کرتا ہے، لہٰذا یہ مرغی کے مشابہ ہے۔

(ب) جانوروں کی حرمت وحلت کا ضابطہ:

پرندوں اور چار پایوں میں سے درندوں کو حرام کرنے کی وجہ غالباً انسان کی شرافت وکرامت اور اس کی بزرگی ہے، اور ان کی تحریم کا مقصد یہ ہے کہ انسان انہیں کھا کر اپنی شرافت وکرامت کو رذالت وخباثت میں تبدیل نہ کردے۔ بجو اور لومڑی کا شمار درندوں میں ہوتا ہے۔

ہاتھی نوکیلے دانتوں کا ہوتا ہے، مگر چونکہ اس کے اندر درندگی کے تمام اوصاف نہیں ہوتے، اس لیے وہ مکروہ تحریمی ہے۔ ایسے ہی جنگلی چوہا اور نیولا بھی مکروہ ہے، اس لیے کہ یہ درندے تو ہیں، مگر زمین پر رینگ کر چلتے ہیں، زمین میں سوراخ بنا کر رہتے ہیں۔ لہٰذا کامل طور پر درندگی کے فقدان کی وجہ سے انہیں مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام گدھ اور اسی کا ہمشکل اس سے تھوڑا سا چھوٹا جانور ہوتا ہے یعنی بغاث کو بھی مکروہ قرار دیا ہے، کیونکہ یہ دونوں جانور گندگی کھاتے ہیں۔

(ج) غراب کی اقسام اور ان کا حکم:

کوے کی مشہور اقسام اور ان کا حکم حسب ذیل ہے:

ابقع چتکبرا کوا، غداف گرمی کا کوا، عقعق مہوکھا جو سفید کالے، یا سرخ اور کالے رنگ کا ہوتا ہے۔

گندگی کھانے کے سبب ابقع اور غداف کا کھانا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ کوے غلاظت اور گندگی کھاتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عقعق کو کھانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، خواہ یہ گندگی

H_M_Hashnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کھاتا ہے، بلکہ دیگر صاف و پاک اشیاء بھی کھاتا ہے، اس لیے یہ مرغی کے مشابہ ہے اور مرغی حلال ہے، لہٰذا یہ بھی حلال ہوگا۔

سوال نمبر3:- ويكره الاحتكار في أقوات الأدمين والبهائم إذا كان ذلك في بلد يضر الاحتكار بأهله وكذلك التلقي فإما إذا كان لايضر فلا بأس به .

(الف) صورت مسئلہ تحریر کریں نیز تلقي بالجلب اور تلقي بالركبان کا معنی قلمبند کریں؟

(ب) احتکار کے بارے میں علماء ثلاثہ احناف کا اختلاف سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) صورت مسئلہ کی وضاحت، نیز تلقی بالجلب اور تلقی بالرکبان کا معنیٰ:

احتکار کی صورت یہ ہے کہ انسان غلہ یا گھاس کو اس غرض سے روک لے کہ جب قیمتیں گراں ہو جائیں گی، تو فروخت کروں گا۔ اس کے حکم میں احناف کے آئمہ ثلاثہ کا اختلاف ہے۔

تلقی الجلب: کوئی تاجر باہر سے سامان تجارت فروخت کرنے کے لیے شہر میں آ رہا ہے، اور کوئی شخص اس کے بازار میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس سے ملاقات کرے اور وہ سامان تجارت اس سے خرید لے، تاکہ وہ بعد میں شہر والوں کو مہنگا بیچے، ایسا کرنے سے بیع تو ہو جائے گی، لیکن مکروہ ہوگی۔

تلقی رکبان: تلقی رکبان کے متعلق حضرات مشائخ فرماتے ہیں کہ تلقی رکبان میں اگر متلقی تاجروں سے شہر کا بھاؤ چھپا دے یا کم بھاؤ میں ان سے لے لے، تو یہ ان تاجروں کے ساتھ غداری ہوگی اور غداری کرنا حرام ہے۔ لہٰذا اس صورت میں چاہے اہل شہر کو ضرر ہو یا نہ ہو، تلقی بہر حال مکروہ ہوگی۔

(ب) ذخیرہ اندوزی اور اس کا حکم:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عموماً غلات ہی کی روک تھام سے اہل شہر کو پریشانی لاحق ہوتی ہے، اس لیے غلات ہی سے انسان وحیوان دونوں کا قوام ہے۔ لہٰذا احتکار اس کے ساتھ خاص ہے کیونکہ یہی لوگوں میں متعارف ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر وہ چیز جس سے اہل شہر کو ضرر ہو، وہ احتکار میں داخل ہوگی، خواہ وہ غلہ ہو یا سونا اور یا چاندی۔ چونکہ ضرر ان تمام چیزوں میں موجود ہے، لہٰذا اسی کا اعتبار ہوگا۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عام طور پر کپڑے وغیرہ نہ ملنے سے لوگ پریشان نہیں ہوتے ہیں اور نہ ہی کپڑے روزمرہ کی ضروریات اور خرید و فروخت میں شامل ہیں، اس لیے کپڑوں میں احتکار نہیں ہوگا اور باقی اشیاء میں ہوگا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

قسم ثانی......اُصول فقہ

سوال نمبر 4:-(وَعَلٰى أَفْضَلِ رُسُلِهِ مُصَلِّيًا) لَمَّا كَانَ أَجَلُّ النِّعَمِ الْوَاصِلَةِ إِلَى الْعَبْدِ هُوَ دِيْنُ الْإِسْلَامِ وَبِهِ التَّوَصُّلُ إِلَى النَّعِيْمِ الدَّائِمِ فِيْ دَارِ السَّلَامِ وَذٰلِكَ بِتَوَسُّطِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَارَ الدُّعَاءُ لَهُ تِلْوَ الثَّنَاءِ عَلَى اللهِ تَعَالٰى فَأَرْدَفَ الْحَمْدَ بِالصَّلٰوةِ .

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

(ب) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی تصریح کیوں نہ کی؟

دونوں جواب تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب برعبارت اور ترجمہ عبارت:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

جب بندے تک پہنچنے والی نعمتوں میں سے بڑی نعمت دین اسلام تھی اور اس سے وصل حاصل ہوتا ہے، ہمیشہ کی نعمتوں کی سلامتی کے گھر میں اور یہ نعمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے حاصل ہوئی، اس لیے اللہ تعالیٰ کی ثناء کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کرنا واجب ہوا، تو اس لیے حمد کے بعد صلوٰۃ کا ذکر کیا۔

(ب) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے صراحتاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کرنے کی وجوہ:

۱- جب اہل عرب کسی کی عظمت بیان کرتے ہیں، تو ادباً اس کا نام نہیں لیتے بلکہ کوئی وصف یا صفت بیان کر دیتے ہیں، یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وفضیلت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کا اسم گرامی ذکر نہیں کیا۔

۲- نام وہاں ذکر کیا جاتا ہے، جہاں التباس کا خوف ہو اور افضل الرسل سے بداہتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں، اس لیے نام ذکر کرنے کی ضرورت نہ رہی۔

سوال نمبر 5:-الكتاب مرتب على مقدمة وقسمين، لأن المذكور فيه إما من مقاصد الفن أولا، الثاني المقدمة، والأول إما أن يكون البحث فيه عن الأدلة وهو القسم الأول، أوعن الأحكام وهو القسم الثاني .

(الف) بامحاورہ ترجمہ کریں؟

(ب) واعلم أن التعريف إما حقيقي وإما اسمي، تعریف کی دونوں قسموں کی وضاحت کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ج) توضیح کس کتاب کی شرح ہے؟ متن اور ماتن دونوں کا نام لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: کتاب مرتب ہے ایک مقدمہ اور دو قسموں پر، اس لیے کہ جو کچھ مذکور ہے اس کتاب میں یا تو فن کے مقاصد کے قبیل سے ہوگا یا نہیں ہوگا، ثانی مقدمہ ہے۔ اوّل یا تو بحث اس میں ادلہ سے ہوگی اور وہ قسم اوّل ہے، اور یا احکام سے ہوگی، وہ قسم ثانی ہے۔

(ب) تعریف حقیقی اور تعریف اسمی کی وضاحت:

واضع جب کسی شیء کا کوئی نام وضع کرنا چاہتا ہے، تو پہلے اس شیء کا تصور وتعقل کرتا ہے پھر یہ متصورہ متعقل دو حال سے خالی نہیں ہوگا، واضع کا متعقل اس شیء کی نفس حقیقت ہوگی یا دوسری چیز ہوگی، اب اگر واضع کے متعقل (مسمیٰ اسم) کی ماہیت حقیقیہ کی تعریف اس حقیقت سے کہ ماہیت حقیقیہ ہے، یہ تعریف حقیقی ہوگی۔ اگر اسم کے مفہوم کی تعریف کی جائے بایں طور کہ اس کی وضاحت مقصود ہو یا اس چیز کی تعریف ایسی ہو جس کو واضع نے متصور کیا ہے قطع نظر اس کے کہ اس کے لیے نفس الامر میں حقیقت و ماہیت بھی ہے، ان دونوں صورتوں میں اس تعریف کو تعریف اسمی کہیں گے۔

(ج) توضیح کس کتاب کی شرح، متن اور ماتن دونوں کا نام:

توضیح، تنقیح کی شرح ہے۔ ان کا اسم گرامی صدر الشریعہ علامہ عبید اللہ بن مسعود ہے۔ شارح کا نام: مسعود بن عمر المعروف علامہ سعد الدین تفتازانی ہے۔

سوال نمبر 6:- نَقَلَ لِلْمُضَافِ تَعْرِيفَيْنِ، مَقْبُولًا وَمُزَيَّفًا وَلِلْمُضَافِ إِلَيْهِ تَعْرِيفَيْنِ صَرَّحَ بِتَزْيِيفِ أَحَدِهِمَا دُونَ الْآخَرِ، ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ عِنْدِهِ تَعْرِيفًا ثَالِثًا

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) فقہ کی تینوں تعریفیں قلم بند کریں؟

جواب: (الف) اعراب و ترجمہ عبارت:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مضاف کی دو تعریفیں کی ہیں یعنی مقبول اور غیر مقبول اور مضاف الیہ کی بھی دو تعریفیں کی ہیں۔ تصریح ان دو میں سے ہر ایک کے غیر مقبول ہونے کی نہ کی۔ پھر مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تیسری تعریف بھی کی ہے۔

(ب) فقہ کی تین تعریفات:

۱- اَلْفِقْهُ مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَا لَهَا وَعَلَيْهَا عَمَلًا یعنی فقہ نفس کا ان اعمال کو جاننا ہے، جو نفس کے لیے مفید اور جو نفس کے لیے مضر ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲-اَلْفِقْهُ الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْعَمَلِيَّةِ مِنْ اَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ یعنی فقہ نام ہے ان احکام شرعیہ عملیہ کے جاننے کا جوادلہ تفصیلیہ سے حاصل ہوں۔ اَدِلّہ تفصیلیہ سے مراد کتاب، سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔

۳-هُوَ الْعِلْمُ بِكُلِّ الْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْعَمَلِيَّةِ الَّتِی قَدْ ظَهَرَ نَزُوْلُ الْوَحْيِ بِهَا وَالَّتِیْ اِنْعَقَدَةِ الْاِجْمَاعُ عَلَيْهَا مِنْ اَدِلَّتِهَا مَعَ مَلَكَةِ الْاِسْتِنْبَاطِ الصَّحِيْحِ مِنْهَا ۔ یعنی ان تمام احکام شرعیہ عملیہ کے جاننے کا نام ہے، جن پر وحی کا نزول ظاہر ہوا ہو اور ان احکام شرعیہ عملیہ کے جاننے کا نام ہے، جن پر اجماع منعقد ہوا ہو بایں طور کہ یہ علم ان کے ادلہ سے حاصل ہو اور اس کے ساتھ ساتھ ان احکام سے استنباط صحیح کا ملکہ بھی حاصل ہو۔

☆☆☆

الاختبار السنوی، شهادة العالميه فی العلوم العربيه و الاسلاميه

(ایم اے عربی و اسلامیات) السنة الاولٰى للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ

الورقة الرابعة: أصول الحديث وأصول التحقيق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات   مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں میں سے دو دو سوالات کا حل مطلوب ہے۔

القسم الأول...... أصول الحديث

السوال الأول:- (الف) حدیث مشہور کی تعریف لکھیں اور بتائیں کہ اسے حدیث مشہور کہنے کی وجہ کیا ہے؟ ۱۰

(ب) فقہاء کے نزدیک حدیث مشہور کی تعریف کیا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ ۱۰

(ج) بعض حضرات نے مستفیض اور مشہور میں ایک نسبت بیان کی ہے وہ کیا ہے؟ ۵

السوال الثانی:- وكلها أی الأقسام الأربعة المذكورة سوى الأول وهو المتواتر أحاد .

(الف) ترجمہ کریں اور اقسام اربعہ کی وضاحت کریں؟ ۱۵

(ب) خبر واحد کی لغوی و اصطلاحی تعریف کریں اور اس کی دو قسموں مقبول و مردود کی وضاحت کریں؟ ۱۰

السوال الثالث:- ثم الغرابة إما أن تكون فی أصل السند أی فی الموضع

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الذی یدور الإسناد علیه ویرجع ولو تعددت الطرق إلیه وهو طرفه الذی فیه الصحابی ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) فرد مطلق کسے کہتے ہیں تعریف کریں اور کوئی مثال ذکر کریں؟ ۱۰

القسم الثانی ...... أصول التحقیق

السوال الرابع:۔ (الف) موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام پر روشنی ڈالیں؟ ۱۵

(ب) تقابلی تحقیق کسے کہتے ہیں اور یہ کس اعتبار سے ہوتی ہے؟ ۱۰

السوال الخامس: (الف) لائبریری میں موجود کتب کی اقسام کا مختصر تذکرہ کریں؟ ۱۵

(ب) لائبریری سے کتاب لینے کے کوئی سے چار اصول ذکر کریں؟ ۱۰

السوال السادس:۔ نامناسب موضوعات میں سے کوئی سے پانچ موضوعات کا مختصر مگر جامع خاکہ ذکر کریں؟ ۲۵

☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

چوتھا پرچہ: اصول حدیث واصول تحقیق

حصہ اوّل: اصول حدیث

السوال الأول:۔ (الف) حدیث مشہور کی تعریف لکھیں اور بتائیں کہ اسے حدیث مشہور کہنے کی وجہ کیا ہے؟

(ب) فقہاء کے نزدیک حدیث مشہور کی تعریف کیا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(ج) بعض حضرات نے مستفیض اور مشہور میں ایک نسبت بیان کی ہے وہ کیا ہے؟

جواب: (الف) حدیث مشہور کی تعریف اور اس کی وجہ تسمیہ:

حدیث مشہور وہ ہے، جس کے ہر طبقہ (زمانہ) میں کم از کم تین راوی ضرور ہوں اور زائد اس قدر ہوں کہ متواتر کی تمام شرائط کو محیط نہ ہوں۔

چونکہ یہ حدیث دیگر کے مقابلہ میں زیادہ معروف وعام ہے، اس لیے اسے مشہور کہا جاتا ہے۔ اس کا منکر کافر نہیں ہوتا بلکہ گمراہ ہوتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) فقہاء کے ہاں حدیث مشہور کی تعریف اور وجہ تسمیہ:

وہ حدیث جو عصر صحابہؓ میں بر واحد کی طرح ہو مگر دوسرے یا تیسرے دور میں مشہور ہو جائے اور ملت اسلامیہ اسے قبول کرلے حتیٰ کہ متواتر کی طرح ہو جائے اور ہم تک پہنچے جیسے مسعود علی الخفین اور زنا کی صورت میں رجم کرنا۔

وجہ تسمیہ: حدیث مشہور کو مشہور اس کی شہرت کی بنا پر کہا جاتا ہے۔

(ج) مستفیض اور مشہور کی نسبت میں فرق:

مستفیض اور مشہور کے درمیان تساوی کی نسبت ہے یعنی دونوں ایک دوسری کے افراد پر برابر طور پر صادق آتی ہیں۔

السوال الثاني:– وكلها أى الأقسام الأربعة المذكورة سوى الأول وهو المتواتر أحاد .

(الف) ترجمہ کریں اور اقسام اربعہ کی وضاحت کریں؟

(ب) خبر واحد کی لغوی و اصطلاحی تعریف کریں اور اس کی دو قسموں مقبول و مردود کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت اور اقسام اربعہ کی وضاحت:

ترجمہ: یہ سب کی سب یعنی اقسام اربعہ مذکورہ پہلی کے سواء، جو کہ متواتر ہے سب آحاد ہیں۔

۱-خبر متواتر: یہ یقین کا فائدہ دیتی ہے اور یہی اس کا حکم بھی ہے اور اس کی شرائط میں سے ایک شرط بھی ہے لیکن یہ شرط خبر متواتر کے تحقق کے اعتبار سے ہے۔

۲-خبر آحاد: یہ وہ ہوتی ہے، جس کے لیے دو سے زائد طرق محصور ہوتے ہیں۔ اس کے واضح ہونے کی وجہ سے اسے خبر مشہور کہا جاتا ہے۔

۳-خبر عزیز: وہ خبر ہے کہ جسے ہر زمانہ میں دو سے کم راوی روایت نہ کریں۔ اس کا نام یا تو قلیل الوجود ہونے کی وجہ سے ہے یا اس کے طریق ثانی سے پائے جانے کی بناء پر قوی ہونے کی وجہ سے ہے۔ خبر عزیز، خبر صحیح کے لیے شرط نہیں ہے، خلاف ہے اس کا جس نے یہ گمان کیا ہے اور وہ ابو علی جبائی معتزلی ہے۔

۴-غریب: وہ خبر ہے، جس کی روایت میں شخص واحد متفرد ہو اور یہ تفرد خواہ سند کے کسی مقام میں ہو۔

السـوال الثالث:– ثُمَّ الْغَرَابَةُ إِمَّا أَنْ تَكُوْنَ فِيْ أَصْلِ السَّنَدِ أَىْ فِي الْمَوْضِعِ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

اَلَّذِیْ یَدُوْرُ الْاِسْنَادُ عَلَیْهِ وَ یَرْجِعُ وَلَوْ تَعَدَّدَتِ الطُّرُقُ اِلَیْهِ وَهُوَ طَرْفُهُ الَّذِیْ فِیْهِ الصَّحَابِیُّ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) فرد مطلق کسے کہتے ہیں تعریف کریں اور کوئی مثال ذکر کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر عبارت اور ترجمہ عبارت:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

پھر غرابت یا تو اصل سند میں ہوگی یعنی اس مقام پر ہوگی جس مقام پر سند کا مدار ہوتا ہے، اور جب جگہ سند کے لیے مرجع ہوتی ہے اگر چہ اس کے طرق متعدد ہو جائیں۔ یہ وہ طرف ہے جس میں صحابی ہو۔

(ب) فرد مطلق کی تعریف اور مثال:

تعریف: پہلی صورت یعنی وہ حدیث پاک جسے اکیلا تابعی صحابی سے روایت کرے اگر چہ اس تابعی سے روایت کرنے والے متعدد رواۃ ہوں، اسے فرد مطلق کہتے ہیں۔

مثال: جس طرح حدیث: نهى عن بيع الولاء وعن هبة الخ ہے جسے صرف حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ (تابعی) نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (صحابی) سے روایت کیا ہے۔

القسم الثانی ...... أصول التحقیق

السوال الرابع: — (الف) موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام پر روشنی ڈالیں۔

(ب) تقابلی تحقیق کسے کہتے ہیں اور یہ کس اعتبار سے ہوتی ہے؟

جواب: (الف) موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام:

موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی بہت سی اقسام ہیں۔ کسی بھی دینی، لغوی، حسابی، منطقی، نفسیاتی، معاشرتی، نباتاتی، حیاتیاتی، فلکیاتی، ارضیاتی، مالی و اقتصادی، انتظامی، انجینئرنگ، فارمیسی، کمپیوٹر یا ان جیسے دیگر نظریاتی و اطلاقی موضوعات پر تحقیق ہو سکتی ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ موضوع کے لحاظ سے تحقیقات کی اقسام دراصل علم و معرفت کی انواع کے لحاظ سے مختلف ہو جاتی ہیں۔ ہر موضوع اپنے اندر کئی فروعات کو سمیٹے ہوئے ہوتا ہے، مثلاً: لغت کے میدان میں بیسیوں مختلف موضوعات پر تحقیق ہو سکتی ہے شاعری، ناول، ڈرامہ، افسانہ، اصواتِ حروف: صرف، نحو، تاریخ لغت، معاجم، علم لغت نویسی، ترجمہ اور زبان کی تعلیم وغیرہ گویا کہ ہر موضوع کے تحت بیسیوں فروعات اور ہر فرع کے ساتھ بیسیوں عنوانات، اور ہر عنوان کے ساتھ بیسیوں اقسام ہوتی ہیں، اور ہر قسم کے مزید کئی شعبے بن جاتے ہیں۔ اس طرح ہزاروں

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

موضوعات ایسے ہیں جنہیں تحقیق کا میدان بنایا جاسکتا ہے۔

(ب) تقابلی تحقیق اور اس کے وقوع کا اعتبار:

اس قسم کی تحقیق میں دو شخصیات یا دو ریاستوں، دو زمانوں، دو کتابوں، دو فلسفوں، دو طرح کے اسالیب یا ایک نوع کے دو امور کے درمیان موازنہ کیا جاتا ہے۔ اس موازنے کی دو جہتیں ہوتی ہیں: ایک جہتِ مشابہت اور دوسری جہتِ اختلاف۔ مگر محقق صرف مشابہت کے پہلو یا صرف اختلاف کے پہلو کو بھی موضوعِ تحقیق بنا سکتا ہے۔

السوال الخامس:۔ (الف) لائبریری میں موجود کتب کی اقسام کا مختصر تذکرہ کریں؟

(ب) لائبریری سے کتاب لینے کے کوئی سے چار اصول ذکر کریں؟

جواب: (الف) لائبریری میں موجود کتب کی اقسام:

لائبریری میں موجود مصادر و مراجع اور کتب کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1۔ عمومی دائرۃ المعارف: (General Encyclopedias)

ایسے انسائیکلوپیڈیاز جن میں مختلف علمی، معاشرتی، اور ادبی موضوعات سے متعلق معلومات اکٹھی کی جائیں "عمومی دائرۃ المعارف" (General Encyclopedias) کہلاتے ہیں۔ ان میں معاجم کی طرح حروف تہجی کی ترتیب پر موضوعات کو مرتب کیا جاتا ہے۔ جیسے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (Encyclopedia Britannica)، امریکن انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia Americana)، عالمی انسائیکلو پیڈیا (International Encyclopedia) اور اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور وغیرہ۔

2۔ مخصوص دائرۃ المعارف: (Specialized Encyclopedia)

ایسے دائرۃ المعارف جن میں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں سے کسی ایک پر تفصیلی معلومات فراہم کی جائیں "مخصوص دائرۃ المعارف" (Specialized Encyclopedia) کہلاتے ہیں، جیسے انگلش زبان و ادب کا انسائیکلوپیڈیا (Encyclopedia of English Literature)، تعلیم کا انسائیکلوپیڈیا (Encyclopedia of Education)، معاشرتی علوم کا انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia of Social Sciences)، تاریخ کا انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia of History) اور دین و اخلاق کا انسائیکلوپیڈیا (Encyclopedia of Religion and Ethies) عربی زبان میں بھی بہت سے مخصوص انسائیکلو پیڈیاز "موسوعۃ" اور

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

"دائرۃ المعارف" کے نام سے تیار کیے گئے ہیں۔

3-عمومی معاجم:(General Dictionaries)

ایسی لغات وقوامیس جن میں کسی ایک موضوع پر اکتفا نہ کیا جائے، انہیں عمومی معاجم کہا جاتا ہے۔ان لغات میں بعض اوقات ایک ہی زبان استعمال کی جاتی ہے یعنی ایک زبان کے مفردات کی تشریح اسی زبان میں کی جاتی ہے۔جیسے انگلش سے انگلش لغت۔بعض اوقات لغت میں دو زبانیں استعمال کی جاتی ہیں یعنی ایک زبان میں مفردات ذکر کیے جاتے ہیں اور دوسری زبان میں ان کی تشریح کی جاتی ہے۔جیسے انگلش سے عربی لغت، بعض اوقات لغت میں تین زبانیں بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ایسی لغات میں ایک زبان میں مفردات کا ذکر ہوتا ہے اور دو زبانوں میں ان کی تشریح کی جاتی ہے، جیسے انگلش سے فارسی اور عربی لغت۔

4-مخصوص معاجم:(Specialized Dictionaries)

ایسی لغات جن میں کسی مخصوص موضوع پر معلومات فراہم کی جائیں، انہیں مخصوص معاجم (Specialized Dictionaries) کہا جاتا ہے جیسے لغوی اصطلاحات کی ڈکشنری، اصطلاحات ریاضیات کی ڈکشنری، اصطلاحات کمپیوٹر کی ڈکشنری، طبی اصطلاحات کی ڈکشنری، اسلامی اصطلاحات کی ڈکشنری اور تعلیمی ڈکشنری وغیرہ۔علوم وفنون کی تمام شاخوں میں ایک یا دو زبانوں پر مشتمل مخصوص معاجم موجود ہیں۔یہ معاجم کسی فن سے متعلق کسی خاص اصطلاح کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں جبکہ عام لغوی معاجم میں یہ اصطلاحات اتنی آسانی سے دستیاب نہیں ہوتیں۔

5-سالانہ کارکردگی پر مبنی کتب:(Year Books)

بہت سے حکومتی اور غیر حکومتی ادارے ہر سال کے اختتام پر سالانہ رپورٹس شائع کرتے ہیں جو بہت سے اعداد وشمار اور سالانہ کارکردگی پر مشتمل ہوتی ہیں۔ان کتابوں کے ذریعے بہت سی جدید معلومات اور مستند اطلاعات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

6-سوانح عمریاں:(Biographies)

سوانح عمریاں کسی بھی میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے والی مایہ ناز شخصیات کے متعلق معلومات فراہم کرتی ہیں۔یہ شخصیات مختلف زمانوں میں مختلف علاقوں میں زندگی گزارتی ہیں، لیکن ان سوانح عمریوں کے ذریعے ان کے حالات تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

(ب) لائبریری سے کتاب لینے کے چار اصول:

کتب خانوں سے کتاب کا حصول مخصوص نظام کے تحت ہوتا ہے۔لائبریریوں کے منتظمین یہ نظام

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

خود طے کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس نظام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ البتہ اس سسٹم کے مشترکہ عناصر درج ذیل ہیں:

1- کتاب حاصل کرنے کی شرائط:

کتب خانوں میں طالب علم کو کتاب جاری کرنے کے لیے لائبریری کارڈ کی شرط لگائی جاتی ہے۔ بعض کتب خانے یونیورسٹی کارڈ قبول نہیں کرتے بلکہ لائبریری کارڈ پر اصرار کرتے ہیں۔

2- کتاب حاصل کرنے کے اوقات:

بعض کتب خانوں میں کتاب حاصل کرنے کے اوقات معین ہیں۔ ان اوقات سے پہلے اور بعد میں کتاب جاری نہیں کی جاتی۔

3- لائبریری سے حاصل کردہ کتابوں کی تعداد:

لائبریری سے ایک ہی وقت میں کتابیں حاصل کرنے کے لیے کتابوں کی تعداد مختص کی جاتی ہے۔ اس مقرر کردہ تعداد سے زیادہ کتابیں کوئی طالب علم یا استاذ حاصل نہیں کرسکتا ہے۔

4- کتاب واپس کرنے کی مدت:

لائبریری سے حاصل کردہ کتاب کو ایک مقررہ عرصہ میں واپس کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ مقررہ مدت کبھی ایک ہفتہ، کبھی دو ہفتے، کبھی ایک مہینہ اور کبھی ایک سال پر محیط ہوتی ہے۔

السوال السادس:- نامناسب موضوعات میں سے کوئی سے پانچ موضوعات کا مختصر مگر جامع خاکہ ذکر کریں؟

جواب: نامناسب موضوعات میں سے کوئی سے پانچ موضوعات:

محقق کو مندرجہ ذیل موضوعات انتخاب کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے:

ا- سوانح عمری:

کسی شخص کی سیرت وسوانح کو موضوع تحقیق بنانے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ یہ اصلی اور تخلیقی تحقیق نہ ہوگی، بلکہ ایک یا ایک سے زیادہ مصادر سے محض نقل کا ایک مجموعہ کہلائے گی۔ البتہ ایک شخص کی سیرت کا دوسرے شخص کی سیرت کے ساتھ موازنہ وتقابل کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کسی شخصیت کے انسانی، سیاسی یا ادبی پہلو کو موضوع تحقیق بنایا جاسکتا ہے۔ یا کسی فرد کی شخصیت کے کسی ایک زاویے، معاشرے پر اس کے اثرات یا اس کے علمی کارناموں میں کسی ایک کارنامے یا اس کی تالیفات میں سے کسی ایک کو موضوع تحقیق بنایا جاسکتا ہے۔ سب سے اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ آپ کی تحقیق میں کوئی منفرد اور نئی چیز سامنے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

آئے۔

۲-انتہائی نئے موضوعات:

محقق کو ایسے موضوعات کا انتخاب نہیں کرنا چاہیے جو بہت جدید ہوں یا جن کے بارے میں زیادہ معلومات میسر نہ ہوں یا جن کے بارے میں بہت کم لکھا گیا ہو۔ آپ ایسے موضوع کے بارے میں کیا مقالہ لکھ سکتے ہیں جس کے ماہرین بھی ابھی اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے۔ "**اكتسب فيما تعرف وابتعد عما لا تعرف**" "لکھو جس کے بارے میں جانتے ہو، دُور رہو جس کے بارے میں نہیں جانتے ہو"۔

۳-انتہائی فنی موضوعات:

اگر آپ نے یونیورسٹی سے ادب، تعلیم یا معاشرتی علوم (Social Sciences) میں ایم اے کیا ہے، تو آپ "جسم کی قوت مدافعت"، "مریخ پر زندگی کے امکانات"، "الیکٹرونک کمپیوٹرز کی جدید ڈیزائننگ" جیسے دیگر سائنسی اور تکنیکی موضوعات کے بارے میں کیسے لکھ سکتے ہیں۔ ہزاروں موضوعات ایسے ہیں جن کے بارے میں تحقیق کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اس کی استعداد سے بالاتر اور اس کے تخصص سے خارج ہوتے ہیں۔

۴-جذباتی موضوعات:

کئی ایسے موضوعات ہیں جن کے بارے میں ہم انصاف اور غیر جانبداری کے ساتھ لکھ نہیں پاتے کیونکہ ہماری ان سے جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔ اگر کوئی محقق ان موضوعات پر لکھنے اور تحقیق کرنے پر مجبور ہو جائے تو پھر اسے اپنے جذباتی پہلو پر مکمل کنٹرول کرنا ہوگا، اور انتہائی ممکنہ حد تک انصاف اور عقلی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے تحقیق کرنا ہوگی، کیونکہ کسی بھی علمی تحقیق کے لیے غیر جانبداری اور انصاف پسندی بنیادی شرط ہے۔

۵-تلخیص:

ایسے موضوع کے انتخاب سے اجتناب کیجیے جو دوسروں کی تحریروں کا خلاصہ معلوم ہو۔ ایک تحقیق کا کئی مصادر و مراجع سے اخذ شدہ مکمل و مدلل مطالعے پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔ جبکہ خلاصہ نویسی میں کوئی تحقیق نہیں ہوتی بلکہ ایک محقق طالب علم کے لیے کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ براہ راست تلخیص نویسی کو مقالے کا موضوع بنائے، کیونکہ ٹرم پیپر میں بھی آپ کے مصادر و مراجع کی تعداد دس سے بیس کے درمیان ہونی چاہیے جبکہ خلاصہ نویسی کے مصادر و مراجع نہیں ہوتے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی، شهادة العالميه فی العلوم العربيه و الاسلاميه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولٰى للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ

الورقة الخامسة: الحديث الشريف - ا

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن ثلثة فقط.

السوال الأول:- عن انس بن مالك قال كانوا اقدار ادوا ان يضربوا بالناقوس وان فعوا نار الاعلام الصلوٰة حتى راى ذلك الرجل تلك الرؤيا فامر بلال ان يشفع الاذان ويوتر الاقامة.

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر اردو میں ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حدیث شریف میں شفع اور وتر سے کیا مراد ہے؟ ۵

(ج) اقامت کی کیفیت کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟ ۹

السوال الثانی:- عن عبدالله بن محمد عن ابيه عن جده قال اتيت النبى صلى الله عليه وسلم فاخبرته كيف رايت الاذان فقال القه على بلال فانه اندى صوتا منك فلما اذن بلال ندم عبدالله فامره رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقيم فلما تضاد هذان الحديثان اردنا ان نلتمس حكم هذا الباب من طريق النظر لنستخرج به من القولين قولا صحيحا.

(الف) حدیث شریف کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) کیا ایک شخص کا اذان پڑھنا اور دوسرے کا اقامت کہنا جائز ہے؟ اس بارے میں اختلاف ائمہ اور نظر طحاوی بیان کریں؟ ۱۳

السوال الثالث:- عن ابن عمر أنه كان إذا جدبه السير جمع بين المغرب والعشاء بعدما يغيب الشفق ويقول أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا جدبه السير جمع بينهما.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک شفق کا معنی بیان کریں؟ ۶+۶+۶=۱۸

(ب) کیا جمع بین الصلاتین جائز ہے؟ امام مالک و امام شافعی کا مؤقف لکھ کر احناف کی طرف سے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

حدیث مذکور کا جواب تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

السوال الرابع:- عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة يرفع يديه حذو منكبيه ثم يكبر ثم يقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك .

(الف) حدیث شریف کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) کیا ثناء کے ساتھ مزید اذکار کو ملانا جائز ہے؟ اس بارے میں ائمہ احناف کا اختلاف تفصیلاً بیان کریں؟ ۱۳

☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

پانچواں پرچہ: شرح معانی الآثار

السوال الأوّل:- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانُوْا قَدْ اَرَادُوْا اَنْ يَّضْرِبُوْا بِالنَّاقُوْسِ وَاَنْ يَّرْفَعُوْا نَارًا لِاِعْلَامِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى رَاٰى ذٰلِكَ الرَّجُلُ تِلْكَ الرُّؤْيَا فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَيُوْتِرَ الْاِقَامَةَ .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث شریف میں شفع اور وتر سے کیا مراد ہے؟

(ج) اقامت کی کیفیت کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: لوگوں نے ارادہ کیا کہ نماز کا اعلان کرنے کے لیے وہ ناقوس بجائیں، یا آگ بلند کریں، حتیٰ کہ ایک شخص نے خواب یہ اذان خواب میں ملاحظہ کی، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان دو دو بار اور اقامت ایک بار کہیں۔

(ب) شفع اور وتر کا مفہوم:

شفع: یہ لفظ ثلاثی مجرد صحیح از باب فَتَحَ يَفْتَحُ کا مصدر ہے، جس کا معنیٰ ہے: تکرار، ملانا، جوڑنا اور دو دو پر تقسیم ہونا۔

وتر: یہ بھی ثلاثی مجرد مثال واوی کا مصدر ہے، اس کا معنیٰ ہے: طاق اور ایسا اسم عدد جو دو پر تقسیم نہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہو۔

(ج) اقامت کی کیفیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

اقامت میں کلمات کی تعداد کے حوالے سے تین مذاہب ہیں:

۱- امام مالک اور اہل مدینہ کے ہاں کلماتِ اقامت دس ہیں۔ لفظ اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ، شہادتین دو بار، حیعلتین دو بار، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ایک بار، لفظ اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو بار اور کلمہ توحید "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" ایک بار۔

دلیل: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کلمات اذان دو بار اور کلمات اقامت ایک ایک بار کہے۔

۲- امام احمد، امام شافعی، امام اسحاق بن راہویہ، امام حسن بصری اور اہل شام کا مؤقف ہے کہ کلمات اقامت گیارہ ہیں۔ ان کے ہاں صرف "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" دو بار ہے اور باقی کلمات مذہب اوّل کی مثل ہیں۔

دلیل: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہیں اور "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" دو بار کہیں۔ اس طرح یہ گیارہ کلمات ہوئے۔

۳- امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور اہل کوفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں کلمات اقامت سترہ ہیں۔ پندرہ کلمات اذان اور دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ خواب میں کلمات تکبیر مثنیٰ مثنیٰ ہیں، کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت مثنیٰ مثنیٰ کہی ہے۔

السوال الثانی:- عَنْ عُبَیْدِاللّٰہِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ کَیْفَ رَاَیْتُ الْاَذَانَ فَقَالَ اَلْقِھِنَّ عَلٰی بِلَالٍ فَاِنَّہٗ اَنْدٰی صَوْتًا مِّنْکَ فَلَمَّا اَذَّنَ بِلَالٌ نَدِمَ عَبْدُ اللّٰہِ فَاَمَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّقِیْمَ فَلَمَّا تَضَادَ ھٰذَانِ الْحَدِیْثَانِ اَرَدْنَا اَنْ نَلْتَمِسَ حُکْمَ ھٰذَا الْبَابَ مِنْ طَرِیْقِ النَّظْرِ لِنَسْتَخْرِجَ بِہٖ مِنَ الْقَوْلَیْنِ قَوْلًا صَحِیْحًا ۔

(الف) حدیث شریف کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

(ب) کیا ایک شخص کا اذان پڑھنا اور دوسرے کا اقامت کہنا جائز ہے؟ اس بارے میں اختلاف ائمہ اور نظر طحاوی بیان کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (الف) اعراب حدیث اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا، جو کچھ اذان کے بارے میں نے خواب میں دیکھا تھا، تو آپ نے فرمایا: تم یہ کلمات اذان بلال کو بتاؤ، کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں، پس جب بلال نے اذان کہی تو حضرت عبداللہ پریشان ہو گئے، آ[پ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اقامت کہنے کا حکم فرمایا۔ جب یہ دونوں روایات متضاد ہوئیں تو دونوں روایات میں سے ہم صحیح اور مناسب قول کا استخراج کریں گے۔

(ب) ایک شخص کا اذان اور دوسرے کا اقامت کہنے میں مذاہب آئمہ:

اس بات میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ جو شخص اذان کہے وہی اقامت کہے گا۔ اگر ایک شخص اذان کہے اور دوسرا اقامت کہے تو جواز و عدم جواز میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور لیث بن سعد رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایک شخص اذان پڑھے اور دوسرے کا اقامت کہنا درست نہیں ہے۔

دلیل: حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو اقامت کہنے سے منع کر دیا تھا، کیونکہ زیاد بن الحارث الصدائی نے اذان پڑھی تھی، اس لیے اس کو حکم فرمایا کہ تم اقامت بھی کہو۔

۲- امام ابوحنیفہ، امام مالک اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مؤذن کے علاوہ دوسرے آدمی کا اقامت کہنا جائز ہے۔ تاہم بعض کا کہنا ہے کہ مؤذن کی رضامندی سے جائز ہے۔

دلیل: وہ روایت ہے کہ حضرت بلال نے اذان کہی اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم سے تکبیر کہی۔

السوال الثالث:— عن ابن عمر أنه كان إذا جدبه السير جمع بين المغرب والعشاء بعدما يغيب الشفق ويقول أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا جدبه السير جمع بينهما .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک شفق کا معنی بیان کریں؟

(ب) کیا جمع بین الصلاتین جائز ہے؟ امام مالک و امام شافعی کا مؤقف لکھ کر احناف کی طرف سے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

حدیث مذکور کا جواب تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جب وہ سفر کا قصد کرتے تو شفق غروب ہونے کے بعد نماز مغرب اور نماز عشاء کو جمع کرتے اور یوں فرماتے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے، تو دو نمازوں کو اس طرح جمع کرتے تھے۔

احناف کے نزدیک شفق کا معنیٰ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شفق وہ سفیدی ہے، جو افق میں سرخی کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ اس کے ختم ہونے پر مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک شفق اس سرخی کو کہتے ہیں، جو سورج غروب ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ جب یہ سرخی ختم ہو جاتی ہے، تو مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے۔

(ب) دو نمازوں کو جمع کرنے کے حوالے سے امام مالک اور امام شافعی کا مذہب:

جمع بین صلوٰتین کی دو اقسام ہیں:

(i) جمع صوری: دو نمازوں کو ایسے ادا کرنا کہ دونوں اپنے اپنے وقتوں میں ہوں یعنی پہلی نماز اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز اس کے بالکل ابتدائی وقت میں ادا کرنا۔ یہ جائز ہے۔

(ii) جمع حقیقی: دو نمازوں کو بالکل ایک نماز کے وقت میں جمع کر کے ادا کرنا یعنی نماز ظہر اور نماز عصر کو ظہر کے وقت میں یا عصر کے وقت میں ادا کرنا۔ یہ منع ہے۔ تاہم حج کے موقع پر میدان عرفات اور میدان مزدلفہ میں دو نمازوں کا جمع حقیقی کے طور پر جائز ہے۔

دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ دو نمازوں کو جمع حقیقی کے طور پر جمع کرنے کے حوالے سے امام مالک اور امام شافعی کا مذہب کیا ہے؟

۱- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ہر سفر، عذر اور مرض کے موقع پر دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے۔

۲- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ محض مرض بطن کے عذر کے سبب دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے اور ہر عذر یا مرض کی وجہ سے نہیں۔

احناف کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب:

احناف کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب کئی طرح سے دیا گیا ہے۔

۱- یہ حدیث منسوخ ہے، اس آیت سے اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ الخ۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲-خبر واحد نص صریح کے مقابلہ میں آ جائے، تو وہ غیر معمول بہا ہوتی ہے۔

السوال الرابع:- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (ا، 2023ء)

(الف) حدیث شریف کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

(ب) کیا ثناء کے ساتھ مزید اذکار کو ملانا جائز ہے؟ اس بارے میں ائمہ احناف کا اختلاف تفصیلاً بیان کریں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے، انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کی لو تک بلند کرتے تھے، پھر تکبیر کہہ کر یوں شروع کرتے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ الخ۔

(ب) ثناء کے ساتھ مزید اذکار شامل کرنے میں مذاہب آئمہ:

نماز کے آغاز میں ثناء کے ساتھ مزید اذکار کا ملانا بھی جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱-امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا موقف ہے کہ اس موقع پر مسنون اذکار کا شامل کرنا جائز ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے، انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کا آغاز ان الفاظ سے کرتے تھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ۔

۲-امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس موقع پر کوئی ذکر مسنون و مستحب نہیں ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم قرات کا آغاز یوں کرتے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥ الخ۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی،شهادة العالميه فى العلوم العربيه والاسلاميه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولىٰ للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ

الورقة السادسة: للمؤطين

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن اثنين اثنين من كل قسم

القسم الأول...... مؤطا امام مالك

السوال الأول:- مالك عن زيد بن اسلم عن رجل من بنى ضمرة عن ابيه انه قال سئل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن العقيقة فقال لا احب العقوق وقال من ولدله ولد فاحب ان ينسك عن ولده فليفعل .

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية وأيضاً بين وجه قوله صلى الله عليه وسلم لا أحب العقوق؟(۵+۵+۵=۱۵)

(ب) هل العقيقة مستحبة أم سنة أو واجبة؟ انقل أقوال الفقهاء الكرام عليهم الرحمة فى هذه المسئلة؟ (۱۰)

السوال الثانى:- عن عبدالله بن عمر رضى الله عنهما قال جاء ت اليهود الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكروا له صلى الله عليه وسلم ان رجلا منهم وامرأة زنيا فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تجدون فى التوراة فى شأن الرجم فقالوا نفضحهم ويجلدون فقال عبدالله بن سلام كذبتم .

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) اكتبو معنى الإحصان وشرائطه فى ضوء اختلاف الفقهاء الكرام ؟ (۳+۷=۱۰)

(ج) هل الرجم حد شرعى أم لا؟ اكتبوه بالدلائل البينة ۔ (۵)

السوال الثالث:- عن عبدالله بن عباس أنه كان يقول ماكان فى الحولين وإن كانت مصة واحدة فأنه يحرم .

(الف) شكل الأثر وترجمه إلى الأردية وأيضابين معنى الرضاعة لغة واصطلاحا؟ (۳+۳+۳=۹)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) ما مدة الرضاعة ومقدارها؟ اكتبوهما في ضوء اختلاف الائمة الأربعة مع دلائلهم؟ (۴×۴=۱۶)

القسم الثاني...... مؤطا امام محمد

السوال الرابع:- عن عبدالله بن رافع مولىٰ ام سلمة رضى الله عنها زوج النبى صلى الله عليه وسلم عن ابى هريرة انه ساله عن وقت الصلوٰة فقال ابوهريرة انا اخبرك صل الظهر اذا كان ظلك مثلك والعصر اذا كان ظلك مثليك والمغرب اذا غربت الشمس والعشاء ما بينك وبين ثلث الليل فان نمت الى نصف الليل فلانامت عيناك وصل الصبح بغلس .

(الف) شكل النص وترجمه إلى الأردية؟ (۷+۷=۱۵)

(ب) فصل الاختلاف بين الإمامين أبي حنيفة ومحمد في أول وقت صلوٰة العصر مع دلائلهما؟ (۱۰)

السوال الخامس:- عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم انصرف من صلوٰة جهر فيها بالقراءة فقال هل قرأ معي منكم من أحد فقال رجل أنا يا رسول الله قال فقال إني أقول مالي أنازع القرآن .

(الف) انقلوا الحديث إلى الأردية؟ (۱۰)

(ب) اكتبوا مقالة وجيزة مشتملة على الأدلة في منع قراءة الفاتحة خلف الإمام؟ (۱۵)

السوال السادس:- (الف) اعترض بعض الناس على الإمام أبي حنيفة ورموه بامور، اذكر منها ثلاثة مع جوابها؟ (۵×۳=۱۵)

(ب) اذكر مآثر الإمام محمد رحمه الله كما في المقدمة للكنوى لاتنقص عن عشرين سطرا؟ (۱۰)

☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

چھٹا پرچہ: للموطین

القسم الأول...... مؤطا امام مالك

السوال الأول:- مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِىْ ضَمْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ وَقَالَ مَنْ وُلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْ وَلَدِهٖ فَلْيَفْعَلْ۔

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية وأيضاً بين وجه قوله صلى الله عليه وسلم لا أحب العقوق؟

(ب) هل العقيقة مستحبة أم سنة أو واجبة؟ انقل أقوال الفقهاء الكرام عليهم الرحمة فى هذه المسئلة۔

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور اعراب:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

مالک، زید بن اسلم سے، بنی ضمرہ کے ایک آدمی نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق پوچھا گیا' تو آپ نے فرمایا: میں عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا اور فرمایا: جس کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا "لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ" کہنے کی وجہ:

عقیقہ اور عقوق (والدین کی نافرمانی) کا الگ ہے مگر عقیقہ کرنا مستحب ہے اگر کوئی صاحب استطاعت ہے' فرض یا واجب نہیں ہے۔ عقوق یعنی والدین کی نافرمانی کرنا حرام ہے، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عقوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے عقیقہ ناپسند ہے۔

(ب) عقیقہ کے مستحب یا سنت یا واجب ہونے بارے میں آئمہ کرام کے اقوال:

عقیقہ کی شرعی حیثیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عقیقہ سنت مؤکدہ ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول کے مطابق واجب ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دلیل: جمہور کی دلیل یہ روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھا ذبح کیا۔

۲- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عقیقہ مستحب ہے، جو سنت سے ثابت ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: میں عقوق کو پسند نہیں کرتا، جس آدمی کے ہاں کسی بچہ کی ولادت ہو، تو اس لیے مناسب ہے کہ وہ اس کی طرف سے کوئی جانور ذبح کرے۔

السوال الثانی:- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ جَاءَتِ الْیَھُوْدُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرُوْا لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْھُمْ وَامْرَأَۃً زَنَیَا فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاۃِ فِیْ شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُھُمْ وَیُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ کَذَبْتُمْ ۔

(الف) شکل النص ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ب) اکتبو معنى الإحصان وشرائطه فى ضوء اختلاف الفقهاء الكرام؟

(ج) هل الرجم حد شرعي أم لا؟ اکتبوه بالدلائل البينة؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ یہودی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ سے عرض کیا: ان میں سے ایک مرد اور عورت نے آپس میں زنا کا ارتکاب کر لیا ہے، آپ نے ان سے فرمایا: تم ایسے آدمی کی سزا کے بارے میں اپنی کتاب (تورات) میں کیا پاتے ہو؟ بعض نے کہا: ہم انہیں رسوا کرتے ہیں اور انہیں کوڑے مارے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا ہے۔

(ب) احصان کی تعریف اور اس کی شرائط کے بارے میں اقوال فقہاء:

''احصان'' کا مطلب ہے کہ شادی شدہ ہونا۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ کیا اس کی کوئی شرط بھی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ''محصن'' کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ زانی شادی شدہ اور غیر مسلم ہو، تو اسے رجم نہیں کیا جائے گا۔

دلیل: جس طرح دیگر شرعی احکام کے نفاذ کے لیے مسلمان ہونا ضروری اسی طرح رجم کے لیے بھی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مسلمان ہونا ضروری ہے۔

۲- امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں اہل کتاب زانی کو رجم کیا جائے گا اور رجم کے لیے اس کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے۔

دلیل: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کرنے پر ایک یہودی مرد اور یہودیہ عورت کو رجم کروایا تھا۔

(ج) رجم ایک شرعی سزا ہے:

بلاشبہ رجم ایک شرعی سزا ہے، جس پر مسلمان ہمیشہ عمل پیرا ہوتے آ رہے ہیں۔ اس بارے میں کثیر دلائل موجود ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- زیر بحث کے آخر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہود سے فرمایا: رجم کی سزا تورات میں موجود ہے، لہٰذا تم نے اس کا ذکر نہ کر کے یعنی تحقیر اور کوڑوں کی سزا کا ذکر کر کے کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ پس تورات لا کر کھولی گئی، تو ایک شخص نے آیت رجم پر ہاتھ رکھ لیا، پھر سیاق و سباق سے اسے پڑھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تم اپنا ہاتھ اٹھاؤ، انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھایا، تو نیچے آیت رجم تھی، انہوں نے کہا: اے محمد! آپ نے سچ کہا ہے، اس میں آیت رجم موجود ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو رجم کروا دیا۔

۲- کثیر روایات میں مذکور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی شدہ مرد اور عورت جو زنا کے مرتکب ہوئے تھے، انہیں رجم کی سزا دی۔ تاہم غیر شادی شدہ مرد و عورت کو کوڑوں کی سزا دی اور جلاوطن بھی کروایا۔ مگر جلاوطن کی سزا منسوخ ہوگئی اور رجم اور کوڑوں کی سزا باقی رکھی گئی۔

۳- ابتداء قرآن کریم میں بھی آیت رجم نازل ہوئی تھی، پھر وہ منسوخ التلاوت قرار پائی، لیکن اس کا حکم باقی رکھا گیا۔

۴- خلفاء راشدین کے زمانہ اور مابعد سے دور حاضر تک ہر دور میں رجم کو شرعی سزا ہی قرار دیا گیا ہے۔

السوال الثالث:- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ مُصَّةً وَّاحِدَةً فَإِنَّهُ يُحَرِّمُ .

(الف) شكل الأثر وترجمه إلى الأردية وأيضا بين معنى الرضاعة لغة واصطلاحا؟

(ب) ما مدة الرضاعة ومقدارها؟ اكتبوهما في ضوء اختلاف الائمة الأربعة مع دلائلهم؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگادیئے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے، انہوں نے کہا: دو سال کے عرصہ کے دوران خواہ ایک ہی بار دودھ پیا ہو لیکن اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

رضاعت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

لفظ رضاعت کا لغوی معنیٰ ہے: دودھ پینا یا پلانا۔ اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: دو سال کی عمر کے دوران بچے کو دودھ پلانا، جس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

(ب) مدت رضاعت اور اس کی مقدار میں مذاہب آئمہ:

مدت رضاعت کے بارے میں آئمہ فقہ کے مشہور تین اقوال ہیں:

(ا) رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت میں مذاہب آئمہ:

رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، ان کے مذاہب و دلائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ کے نزدیک مدت رضاعت تیس مہینے ہیں، آپ نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: "وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا" اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فصال اور حمل دو الگ الگ چیزوں کی ایک ساتھ مدت بیان فرمائی ہے لہٰذا یہ مدت دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ کامل طور پر ثابت ہوگی جیسے اگر دو قرضوں کے لیے ایک ہی مدت بیان کی جائے مثلاً کسی کے کسی پر روپے بھی ہوں اور غلہ بھی ہو اور وہ یوں کہے: میں ایک سال تک تمہیں اپنا قرض ادا کرنے کی مہلت دیتا ہوں، تو یہ مدت ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے کامل طور پر ثابت ہوگی اور ان پر تقسیم نہیں ہوگی، اسی طرح آیت مذکورہ میں بھی ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا والی مدت حمل اور فصال میں سے ہر ایک کے لیے کامل طور پر ثابت ہوگی اور تقسیم نہیں ہوگی۔

۲- آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ: آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ رضاعت کی مدت دو سال یعنی چوبیس مہینے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے: "وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا" اللہ تعالیٰ نے حمل اور فصال دونوں کے لیے تیس ماہ کی مدت مقرر فرمائی ہے، اور حمل کی کم از کم مدت چھ مہینے ہے، لہٰذا جب تیس میں سے چھ کو نکالیں گے، تو لامحالہ چوبیس مہینے باقی بچیں گے اور یہی رضاعت کی مدت بنے گی۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۳-امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ کا مؤقف یہ ہے کہ مدت رضاعت تین سال ہے، آپ کی دلیل یہ ہے کہ دو سال پورے ہونے کے بعد ایک ایسی مدت کا وجود ضروری ہے، جس میں بچہ اپنی عادت وفطرت کو تبدیل کر لے اور اس کی وہ نشو ونما جو لبن اور دودھ پر منحصر تھی، خوراک اور دیگر غذا مثلاً طعام وغیرہ میں تبدیل ہو جائے، اور اس تبدیلی کے لیے ایک سال نہایت موزوں مدت ہے، اس لیے ایک سال یہ اور دو سال پہلے ملا کر تین سال ہو جائیں گے اور یہی مدت رضاعت ہوگی۔

سوال نمبر4: وَطَلَاقُ الْحَامِلِ يَجُوزُ عَقِيبَ الْجِمَاعِ لِأَنَّهُ لَا يُؤَدِّي إِلَى اشْتِبَاهِ وَجْهِ الْعِدَّةِ وَ زَمَانُ الْحَبَلِ زَمَانُ الرَّغْبَةِ فِي الْوَطْيِ لِكَوْنِهِ غَيْرَ مُعَلَّقٍ أَوْ فِيهَا لِمَكَانِ وَلَدِهِ مِنْهَا فَلَا يَقِلُّ الرَّغْبَةُ بِالْجِمَاعِ

(۲) مقدار رضاعت میں مذاہب آئمہ:

دودھ کی وہ مقدار جس کے پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، کتنی مقدار میں ہونا چاہیے؟ اس بارے میں ائمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا مؤقف ہے کہ دودھ کی مقدار پانچ چسکیاں ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: آغاز میں قرآن کریم میں دس چسکیوں سے ثبوت حرمت کا حکم نازل ہوا لیکن بعد میں یہ منسوخ ہو گیا اور پانچ چسکیوں والا حکم باقی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک یہ حکم باقی رہا۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، جمہور تابعین، تبع تابعین اور ایک قول کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ مطلق دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ یہ مقدار قلیل ہو یا کثیر۔ گویا ایک قطرہ دودھ پینے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ انہوں نے نصوص قرآن سے دلائل اخذ کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ (تمہاری مائیں وہ ہیں، جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا)

۲-اللاتی ارضعنکم امھاتکم (جن خواتین نے تمہیں دودھ پلایا وہ تمہاری مائیں ہیں)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت جس میں قرآن میں دس چسکیوں کا حکم تھا، پھر منسوخ ہو کر پانچ چسکیاں باقی رہ گئیں۔ یہ حکم نہ قرآن میں موجود ہے، نہ اس کی تلاوت کی گئی اور نہ تلاوت کی جاتی ہے۔ گویا یہ ایک بے سروپا روایت ہے جس سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی۔

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

القسم الثانی...... مؤطا امام محمد

السوال الرابع:۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا أُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبُ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَإِنْ نِمْتَ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا نَامَتْ عَيْنَاكَ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔

(الف) شكل النص وترجمه إلى الأردية؟

(ب) فصل الاختلاف بين الإمامين أبی حنيفة ومحمد فی أول وقت صلٰوة العصر مع دلائلهما؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

زوجہ رسول حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے وقت کے بارے میں دریافت کیا، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب تمہارا سایہ ایک مثل ہو جائے، تو تم نماز ظہر ادا کرو اور جب تمہارا سایہ دو مثل ہو جائے، تو تم نماز عصر ادا کرو، جب سورج غروب ہو جائے، تو نماز مغرب پڑھو، اور نماز عشاء رات کے تہائی حصہ تک پڑھ سکتے ہو۔ پس اگر تم نصف رات سے پہلے سونے کی کوشش کرو، تو (اللہ کرے) تمہاری آنکھیں نہ سوئیں اور نماز صبح اندھیرے میں پڑھو۔

(ب) نماز عصر کے اوّل وقت میں امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے مذاہب مع دلائل:

اس بات میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ زوال کا وقت ختم ہوتے ہی ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ تاہم ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہونے کے وقت میں فقہاء احناف کا اختلاف ہے۔

۱۔ صاحبین اور امام زفر رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز ظہر کا وقت اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ایک گنا ہونے پر ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

دلیل: ان کی دلیل یہ مشہور روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل نے مجھے خانہ کعبہ کے پاس دو مرتبہ نماز پڑھائی، چنانچہ پہلی مرتبہ ظہر کی نماز پڑھائی جس وقت سایہ شراک کے مثل تھا، پھر عصر کی نماز پڑھائی جس وقت ہر چیز اپنے کے مثل تھی۔ یہاں شراک سے مراد وہ سایہ ہے، جو عین نصف

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

النہار کے وقت ہوتا ہے۔

۲-امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دو گنا ہونے پر نماز ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب گرمی شدت اختیار کر جائے تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس کی وجہ سے ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ حجاز مقدس وغیرہ میں مثل اوّل پر گرمیوں میں ابراد نہیں ہوتا، بلکہ اس وقت آسمان پورے شباب پر شرارے برساتا ہے۔

السوال الخامس:- عن أبی هريرة أن رسول الله صلی الله عليه وسلم انصرف من صلوٰة جهر فيها بالقراء ة فقال هل قرأمعی منكم من أحد فقال رجل أنا يا رسول الله قال فقال إنی أقول مالی أنازع القرآن۔

(الف) انقلوا الحديث إلی الأردية؟

(ب) اكتبوا مقالة وجيزه مشتملة علی الأدلة فی منع قراء ة الفاتحة خلف الإمام؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز جہری سے پھرے، تو آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے قرأت کی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی کہتا ہوں کہ قرأت کرنے میں مجھے الجھن کیونکر ہو رہی ہے۔

(ب) قرأت فاتحہ خلف الامام کی ممانعت پر مضمون:

فقہاء احناف کے ہاں قرأت فاتحہ خلف الامام مطلقاً منع ہے، اس بارے میں کثیر دلائل ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱-"قرآن کریم سے جتنا بھی میسر ہو، تم اس کی قرأت کرو"۔ (القرآن)

۲-اسی سے زائد افاضل صحابہ کرام سے عدم قرأت فی خلف الامام پر اجماع ہے۔

۳-قیاس کا بھی تقاضا ہے کہ امام کی اقتداء میں قرأت نہ کی جائے، کیونکہ قرأت کرنا نماز میں خشوع و خضوع کے لیے مانع ہے۔

۴-حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا، جس میں آپ نے ہمیں نماز کے طریقہ کی تعلیم دی، آپ نے فرمایا: جب امام تکبیر کہے، تو تم بھی تکبیر کہو،

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ الخ کہے تو تم آمین کہو۔ایک روایت میں ہے پس جب وہ قرأت کرے، تو تم خاموشی اختیار کرو۔

۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام کا انتخاب اس لیے کیا جاتا ہے کہ جب وہ تکبیر کہے، تم بھی تکبیر کہو، جب وہ قرأت کرے، تو تم خاموشی اختیار کرو، جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ الخ کہے تو تم آمین کہو۔

۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام قرأت کرے، تو تم خاموشی اختیار کرو۔

۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نماز میں جہری قرأت کی جاتی ہے، جب امام قرأت کرے، تو تم میں سے کوئی اس کے ساتھ قرأت ہرگز نہ کرے۔

۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص امام کی اقتداء میں نماز ادا کرے تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

ان روایات اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ امام کی اقتداء میں پڑھی جانے والی نماز میں قرأت کرنا منع ہے۔

السوال السادس:- (الف) اعترض بعض الناس على الإمام أبي حنيفة ومو ه بامور، اذكر منها ثلاثة مع جوابها ۔

(ب) اذكر مآثر الإمام محمد رحمه الله كمافى المقدمة اللكنوى لاتنقص عن عشرين سطرا ۔

جواب: (الف) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر کیے گئے اعتراضات اور تین کے جوابات:

معاندین و مخالفین کی طرف سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر کل آٹھ اعتراضات کیے گئے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- امام صاحب قیاس کو سنت پر مقدم رکھتے تھے۔

جواب: یہ طعن بلا دلیل اور جہالت پر مبنی ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲- کثیر الرائے ہونے کے سبب محدثین ان کے اصحاب کو اصحاب رائے کہتے ہیں؟

جواب: یہ طعن ہرگز نہیں ہے، بلکہ آپ کی دانائی، معاملہ فہمی، دور اندیشی اور صاحب علم کی علامت ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۳- آپ سے بہت کم احادیث منقول ہیں؟

جواب: یہ طعن کی صورت نہیں بنتی ورنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی قلیل واقل روایات منقول ہیں۔

(ب) آئمہ ثلاثہ کا مختصر تعارف:

۳- امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ:

کنیت ونام: آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کنیت ابوعبداللہ اور نام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔

حصول علم: آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے علماء سے علم حاصل کیا۔

اساتذہ: آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اساتذہ میں امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام مالک بن انس اور اوزاعی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ سرفہرست ہیں۔

تلامذہ: آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں محمد بن ادریس شافعی، ابوسلیمان جوزجانی اور ہشام عبیداللہ رازی وغیرہ شامل ہیں۔

وصال: آپ نے ۱۸۹ھ کو ایران کے شہر "رے" کے قریب انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الأولىٰ: علم الكلام

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:- اِعْلَمْ اَنَّ الْاَحْكَامَ الشَّرْعِيَّةَ مِنْهَا مَا يَتَعَلَّقُ بِكَيْفِيَّةِ الْعَمَلِ وَ تُسَمّٰى فَرْعِيَّةً وَعَمَلِيَّةً وَمِنْهَا مَا يَتَعَلَّقُ بِالْاِعْتِقَادِ وَتُسَمّٰى اَصْلِيَّةً وَاعْتِقَادِيَّةً وَالْعِلْمُ الْمُتَعَلِّقُ بِالْاُوْلٰى يُسَمّٰى عِلْمَ الشَّرَائِعِ وَالْاَحْكَامِ لِمَا اَنَّهَا لَا تُسْتَفَادُ اِلَّا مِنْ جِهَةِ الشَّرْعِ وَلَا يَسْبِقُ الْفَهْمُ عِنْدَ اِطْلَاقِ الْاَحْكَامِ اِلَّا اِلَيْهَا وَبِالثَّانِيَةِ عِلْمُ التَّوْحِيْدِ وَالصِّفَاتِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) کیفیت عمل سے متعلقہ احکام کو فرعیہ وعملیہ اور اعتقاد سے متعلقہ احکام کو اصلیہ واعتقادیہ کیوں کہا جاتا ہے؟ ۱۰

(ج) اعتقاد سے متعلقہ احکام کے علم کو علم التوحید والصفات موسوم کرنے کی وجہ تحریر کریں؟ ۴

سوال نمبر 2:- (الف) درج ذیل میں سے تین فرقوں کا مختصر تعارف سپردِ قلم کریں؟ ۳×۸=۲۴

معتزلہ، خوارج، قدریہ، جبریہ، مشبہ

(ب) اسباب علم کتنے اور کون کون سے ہیں؟ کسی ایک کی وضاحت کریں؟ ۹

سوال نمبر 3:- وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْكَافِرِيْنَ وَلِبَعْضِ عُصَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَتَنْعِيْمُ اَهْلِ الطَّاعَةِ فِي الْقَبْرِ وَسُوَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ ثَابِتٌ بِالدَّلَائِلِ السَّمْعِيَّةِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۸=۱۳

(ب) عذاب قبر کے بارے اہلسنّت اور معتزلہ کا اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) اہلسنّت کی طرف سے معتزلہ کے دلائل کا جواب سپردِ قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 4:- والشاعفة ثابتة للرسل والأخيار فی حق أهل الكبائر ۔

(الف) شفاعت کے بارے اہل سنت اور معتزلہ کا اختلاف مع الدلائل زینتِ قرطاس کریں؟ ۱۳

(ب) ایمان کا لغوی وشرعی معنی بیان کریں اور لغوی شرعی معنی میں مناسبت بیان کریں؟ ۱۰

(ج) ایمان اور اسلام میں فرق ہے یا ایک ہیں؟ اپنا موقف دلائل سے واضح کریں؟ ۱۰

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

سوال نمبر 1:- اِعْلَمْ اَنَّ الْاَحْكَامَ الشَّرْعِيَّةَ مِنْهَا مَا يَتَعَلَّقُ بِكَيْفِيَّةِ الْعَمَلِ وَ تُسَمّٰى فَرْعِيَّةً وَعَمَلِيَّةً وَمِنْهَا مَا يَتَعَلَّقُ بِالْاِعْتِقَادِ وَتُسَمّٰى اَصْلِيَّةً وَاِعْتِقَادِيَّةً وَالْعِلْمُ الْمُتَعَلِّقُ بِالْاُوْلٰى يُسَمّٰى عِلْمَ الشَّرَائِعِ وَالْاَحْكَامِ لِمَا اَنَّهَا لَا تُسْتَفَادُ اِلَّا مِنْ جِهَةِ الشَّرْعِ وَلَا يَسْبِقُ الْفَهْمُ عِنْدَ اِطْلَاقِ الْاَحْكَامِ اِلَّا اِلَيْهَا وَبِالثَّانِيَةِ عِلْمِ التَّوْحِيْدِ وَالصِّفَاتِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) کیفیت عمل سے متعلقہ احکام کو فرعیہ و عملیہ اور اعتقاد سے متعلقہ احکام کو اصلیہ واعتقادیہ کیوں کہا جاتا ہے؟

(ج) اعتقاد سے متعلقہ احکام کے علم کو علم التوحید والصفات موسوم کرنے کی وجہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ”تو جان لے کہ احکام شرعیہ میں بعض وہ ہیں جو کیفیتِ عمل سے تعلق رکھتے ہیں، انہیں فرعیہ و عملیہ کہتے ہیں اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو اعتقاد سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا نام اصلیہ واعتقادیہ رکھا جاتا ہے۔ وہ علم جو اوّل سے متعلق ہوتا ہے اسے علم الشرائع والاحکام کہتے ہیں، کیونکہ وہ شرع کی جانب سے مستفاد ہوتے ہیں جب احکام کا لفظ بولا جاتا ہے تو ذہن انہیں احکام کی طرف سبقت کرتا ہے، جو عمل سے متعلق ہوتے ہیں۔ وہ علم جو دوسری قسم سے متعلق ہوتا ہے (یعنی اعتقاد سے) تو اسے علم التوحید والصفات کا نام دیتے ہیں۔

(ب) وجہ تسمیہ:

کیفیت عمل سے متعلقہ احکام کو فرعیہ تو اس لیے کہتے ہیں: یہ علم اصولِ اعتقاد پر متفرع ہے، ان اصول پر متفرع ہوتے ہیں جو کتاب، سنت، اجماع اور قیاس سے متخرج ہوتے ہیں۔ عملیہ اس لیے کہتے ہیں: ان احکام کا تعلق عمل سے ہوتا ہے۔ اعتقاد سے متعلقہ احکام کو اصلیہ اس لیے کہتے ہیں، کیونکہ وہ قسمِ اوّل کا اصل ہیں۔ اعتقادیہ اس لیے ہیں کہ مقصود ان احکام سے اعتقاد ہے (اعتقاد اصل ہے' اس لیے اصلیہ واعتقادیہ نام رکھا گیا)

(ج) علم التوحید والصفات نام رکھنے کی وجہ تسمیہ:

اعتقاد سے متعلقہ احکام کو علم التوحید و الصفات اس لیے کہتے ہیں: توحید باری تعالیٰ اور اس کی صفات علم کلام کی ابحاث سے مشہور ترین بحث اور علم کلام کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔ اس لیے اس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کو علم التوحید والصفات کہتے ہیں۔

سوال نمبر 2:- (الف) درج ذیل فرقوں کا مختصر تعارف سپردِ قلم کریں؟ 14

معتزلہ، خوارج، قدریہ، جبریہ، مشبہ

(ب) اسباب علم کتنے اور کون کون سے ہیں؟ کسی ایک کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) فرقوں کا مختصر تعارف

معتزلہ کا تعارف:

اعتزال کا لغوی معنیٰ ہے: ایک طرف (گوشہ) ہو جانا۔ اسی معنی لغوی سے اصطلاحی معنی لیا گیا ہے کہ معتزلہ کے رئیس واصل بن عطاء (ولادت 80 ہجری، وفات 131 ہجری) نے امام حسن بصری (ولادت: 21 ہجری، وفات: 110 ہجری) کی مجلس سے (مرتکب کبیرہ کے مسئلہ میں) اعتزال کیا (ایک طرف ہو کر خود تقریر شروع کر دی) جس وجہ سے اس کے متبعین کو معتزلہ کہا جانے لگا۔

معتزلہ کے وجود میں آنے کا پس منظر امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تاریخ وفات سے پتہ چلتا ہے کہ معتزلہ کا ظہور دوسری صدی ہجری کے اوائل میں ہوا تھا۔ اس طرح فرقہ معتزلہ کا بانی واصل بن عطاء ہوا۔

معتزلہ اپنے آپ کو اصحابِ عدل و توحید کہتے ہیں اور صفاتِ قدیمہ کی بالکل نفی کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے نہ کافر اسی طرح شفاعت کا بھی انکار کرتے ہیں۔

خوارج کا تعارف:

خوارج وہ فرقہ ہے، جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ جب تحکیم پر راضی ہوئے تو ایک جماعت آپ کے لشکر سے الگ ہو گئی، کیونکہ وہ تحکیم کو نہیں مانتے تھے اور مقامِ حروراء پر خیمہ زن ہوئے، اسی لیے اس فرقہ کا دوسرا نام حروراء بھی ہے۔ ان کے عقائد باطلہ میں ایک یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو کافر مانتے ہیں۔ رجم، شفاعتِ رسول، عذابِ قبر، حوض، دجال اور رؤیت باری تعالیٰ کے منکر ہیں۔ کلام الٰہی کو مخلوق مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے عقائد باطلہ کے قائل ہیں۔

قدریہ کا تعارف:

قدریہ "معتزلہ" کا ہی لقب ہے یعنی معتزلہ اپنا نام "اصحاب التوحید والعدل" رکھتے ہیں اور

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

اپنا لقب ''قدریہ'' ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شیء کو مقدر کر رکھا ہے اور ہر شیء کو اللہ کی تقدیر سے مانتے ہیں (حالانکہ ایسا نہیں بلکہ حسن بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں اور جو محال ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کی قدرت محال کو شامل نہیں)

قدریہ اگرچہ معتزلہ کی ہی شاخ ہے مگر وہ اپنے لیے اس نام کو ناپسند کرتے ہیں، کیونکہ حدیث شریف میں قدریہ کی مذمت وارد ہے۔

جبریہ کا تعارف:

گمراہ فرقوں میں ایک فرقہ ''جبریہ'' ہے۔ اس فرقہ کا آغاز اموی دور کے آغاز میں ہوا۔ اس فرقے کے لوگوں کا نظریہ ہے کہ انسان کو اپنے اعمال پر کوئی اختیار نہیں۔ تمام افعال کا مصدر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں مجبور محض ہے۔

مشبہ کا تعارف:

وہ قوم اور فرقہ جو اللہ تعالیٰ کو مخلوقات کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور اس کی تمثیل محدثات کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہ معتزلہ کی شاخ ہے جو بندوں کے افعال پر اللہ کے افعال کو قیاس کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہیں مشبہ کہتے ہیں۔

(ب) اسباب علم شرح عقائد کی روشنی میں:

علم کا سبب تین حالتوں سے خالی نہیں ہوسکتا۔ وہ خارج از مدرک ہوگا یا نہیں، بصورت اوّل خبر صادق ہوگا۔ بصورت ثانی وہ آلہ ادراک ہوگا یا مدرک ہوگا۔ علی السبیل الاوّل حواس ہیں و علی السبیل الثانی عقل ہے۔

خبر صادق: وہ خبر ہے جو واقع کے مطابق ہو۔

یہ اسباب علم میں سے ایک ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں:

۱- **خبر متواتر:** خبر متواتر وہ ہے جو اتنے کثیر لوگوں کی زبان پر جاری ہو جن کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔ اس سے یقین کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

۲- **خبر رسول:** وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزہ کی شکل میں عطا ہوتی ہے جو نبوت و رسالت کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے۔ یہ یقینی و قابل اعتقاد و قابل عمل ہوتی ہے۔

عقل کی تعریف: انسان کی فطرتی قوت کا نام ہے جس سے بالفعل ضروریات کا علم حاصل ہوتا ہے اور ضروریات کے باعث انسان میں علوم نظریہ قبول کرنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

عقل ضروریات کا علم پیش کرنے کا سبب بنتی ہے جس کے نتیجہ میں نظر و فکر کے بعد حاصل ہونے والا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

اعتقاد یقینی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔

سوال نمبر3:-وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْكَافِرِيْنَ وَلِبَعْضِ عُصَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَتَنعِيْمُ اَهْلِ الطَّاعَةِ فِي الْقَبْرِ وَسَوَالُ مُنكَرٍ وَنَكِيْرٍ ثَابِتٌ بِالدَّلَائِلِ السَّمْعِيَّةِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عذاب قبر کے بارے اہلسنت اور معتزلہ کا اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟

(ج) اہلسنت کی طرف سے معتزلہ کے دلائل کا جواب سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ”قبر کا عذاب کافروں کے لیے اور بعض گناہ گار مومنوں کے لیے اور قبر میں اہل طاعت کو انعامات سے نوازنا اور منکر نکیر کا سوال کرنا، دلائل سمعیہ سے ثابت ہے۔“

(ب) عذابِ قبر کے بارے میں اہلسنت کا مؤقف:

اہلسنت کا مؤقف عذابِ قبر کے بارے میں یہ ہے کہ کافروں کے لیے اور بعض نافرمان مومنوں کے لیے حق ہے اور دلائل سمعیہ سے ثابت ہے۔ بعض مومنوں کی قید اس لیے لگائی کہ بعض ایسے بھی ہوں گے کہ گناہ گار ہونے کے باوجود انہیں عذاب قبر نہ ہوگا جیسا کہ شہداء وغیرہ۔

دلیل نمبرا- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۖ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۝

دلیل نمبر۲- وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝

دلیل نمبر۳- نبی علیہ السلام نے فرمایا: ”استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه۔“

علاوہ ازیں بہت سی آیات واحادیث اثباتِ عذاب قبر پر دال ہیں۔

معتزلہ کا مؤقف: معتزلہ نے عذابِ قبر کا انکار کر دیا اور کہا: قبر میں میت کو عذاب نہیں ہوگا۔

دلیل: اس لیے کہ میت جماد اور بے جان ہے اور بے حس ہے۔ نہ ہی تو اسے کسی چیز کا ادراک ہے اور نہ ہی وہ حیات ہے نہ شعور نہ علم، کیونکہ یہ سب ذی حیات کے اوصاف ہیں۔ جب ایسا ہے تو پھر میت تکلیف اور عذاب کا ادراک کیسے کر سکتی ہے۔ لہٰذا جو آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ اس بارے نازل یا بیان ہوئی ہیں، ان کی تاویل کی جائے گی۔

(ج) اہلسنت کی طرف سے جواب:

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ ہر شیء پر قادر ہے، تو ممکن ہے کہ وہ میت میں خاص قسم کی حیات پیدا کر

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دے (جو روح کے بغیر ہو) جس سے میت عذاب قبر کا ادراک کر سکے۔ عذاب قبر کے لیے جسم میں روح کا ہونا ضروری نہیں اور یہ بھی صورت ہو سکتی ہے کہ جسم کا روح کے ساتھ تعلق قائم رکھے۔ اگر چہ روح جسم سے دور، کسی اور عالم میں ہو اور اس تعلق کی وجہ سے اس میت میں خاص قسم کی حیات حاصل ہو جائے جس وجہ سے میت عذاب قبر کا ادراک کر سکے جیسا کہ شہداء کے بارے میں "بل احياء عند ربهم يرزقون"

سوال نمبر 4:- والشفاعة ثابتة للرسل والأخيار فی حق أهل الكبائر ۔

(الف) شفاعت کے بارے اہل سنت اور معتزلہ کا اختلاف مع الدلائل زینتِ قرطاس کریں؟

(ب) ایمان کا لغوی و شرعی معنی بیان کریں اور لغوی شرعی معنی میں مناسبت بیان کریں؟

(ج) ایمان اور اسلام میں فرق ہے یا ایک ہیں؟ اپنا مؤقف دلائل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) شفاعت کے بارے اہل سنت کا مؤقف:

اہل سنت کا عقیدہ اور مؤقف ہے کہ اہل کبائر کے حق میں حضرات انبیاء اور صلحائے امت کی شفاعت یعنی گناہ معاف کرانے اور گناہگار کو عذاب سے رہائی دلانے کے لیے کثرتِ احادیث واخبار سے ثابت ہے۔

دلیل ۱- ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ" اور کفار کے بارے میں ہے: "فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝"

آیاتِ مذکورہ میں مومنوں کے لیے شفاعت اور کافروں کے لیے عدمِ شفاعت ثابت ہے۔

دلیل ۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شفاعتی لأهل الكبائر"

معتزلہ کا مؤقف: معتزلہ کے نزدیک اہل کبائر کی مغفرت ممکن نہیں ہے لہٰذا ان کے لیے شفاعت کرنا بھی ممکن نہیں۔

دلیل: وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

دلیل ۲- "مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝"

دونوں آیتیں اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ کسی کے حق میں بھی کسی کی شفاعت قبول نہ کی جائے گی۔

(ب) ایمان کا لغوی معنی: ایمان کا لغوی معنی "تصدیق" ہے اور اَمن سے مشتق ہے جس کا حقیقی معنی بے خوف کرنا، دل سے قبول کرنا۔

ایمان کا شرعی معنی: نبی علیہ السلام جو امور و احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے دل سے ان کی

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنا۔

لغوی وشرعی معنی میں مناسبت: تصدیق کرنے میں معنی لغوی یعنی مخبر کے حکم کا یقین کرنا اور اس کی بات کو سچ جان کر سچا ماننا بھی موجود ہے، کیونکہ جب کوئی آدمی کسی کی تصدیق کرتا ہے، تو اس کو اپنی طرف سے تکذیب اور مخالفت سے مامون اور بے خوف کر دیتا ہے۔ پس دونوں میں مناسبت ظاہر ہے۔

(ج) ایمان اور اسلام میں فرق:

ہمارے نزدیک ایمان اور اسلام ایک ہی ہیں (ہر مومن مسلم ہے اور ہر مسلم مؤمن ہے) کیونکہ اسلام خضوع وانقیاد کا نام ہے یعنی احکام کو قبول کرنا اور ان پر اذعان رکھنا اور یہی تصدیق کی حقیقت ہے۔

۱۔ دلیل: ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ اس آیت کریمہ میں مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ مستثنیٰ منہ ہے اور غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ مستثنیٰ ہے۔ اور استثناء میں اصل اتصال ہوتا ہے یعنی مستثنیٰ متصل۔ مستثنیٰ متصل میں مستثنیٰ مستثنیٰ منہ میں داخل ہوتا ہے۔ پس یہاں ایک ہی گھرانے کو مومنین سے اور مسلمین سے تعبیر کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام ایک ہے۔

دلیل ۲۔ شرعاً ایسا صحیح نہیں کہ کسی کے لیے کہا جائے کہ وہ مسلم ہے مؤمن نہیں یا وہ مؤمن ہے مسلم نہیں۔
لہٰذا جو مسلم ہے وہ مؤمن اور جو مومن ہے وہ مسلم ہے۔
دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ ان میں تغایر نہیں۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثانية: علم الفرائض

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے بقیہ سے دوسوالات حل کریں۔

سوال نمبر1:- وَالْعَصَبَةُ كُلُّ مَنْ يَأْخُذُ مَا أَبْقَتْهُ أَصْحَابُ الْفَرَائِضِ وَعِنْدَ الْإِنْفِرَادِ يُحْرِزُ جَمِيعَ الْمَالِ ثُمَّ بِالْعَصَبَةِ مِنْ جِهَةِ السَّبَبِ وَهُوَ مَوْلَى الْعَتَاقَةِ ثُمَّ عَصَبَتُهُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) کتاب اللہ میں کل کتنے اور کون کون سے فروض ہیں تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) مخارج فروض کل کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر2:- (الف) ماں اور سگی بہن میں سے ہر ایک کے مکمل احوال مع امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۲۰

(ب) ماں کیا حجب حرمان یا حجب نقصان ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو کہاں اور کب؟ ۱۰

سوال نمبر3:- (الف) حجب پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) دوعددوں میں پائی جانے والی نسبت کی اقسام مع تعریفات وامثلہ ضبط تحریر میں لائیں؟ ۲۰

سوال نمبر4:- درج ذیل میں سے چار مسائل حل کریں؟ ۴۰

(۱) زوج	أم	أخت لأب وأم	
(۲) جدة	أب	أخ	زوج
(۳) زوجة	أب	أم	ابن الابن
(۴) أم	أب	ابن	بنت
(۵) أربعة أبناء	بنتان	حفيدة	الأخوان لأم

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

دوسرا پرچہ: علم فرائض

سوال نمبر 1:- وَالْعَصَبَةُ كُلُّ مَنْ يَأْخُذُ مَا أَبْقَتْهُ أَصْحَابُ الْفَرَائِضِ وَعِنْدَ الْإِنْفِرَادِ يُحْرِزُ جَمِيعَ الْمَالِ ثُمَّ بِالْعَصَبَةِ مِنْ جِهَةِ النَّسَبِ وَهُوَ مَوْلَى الْعَتَاقَةِ ثُمَّ عَصَبَتُهُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) کتاب اللہ میں کل کتنے اور کون کون سے فروض ہیں تحریر کریں؟

(ج) مخارج فروض کل کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ العبارۃ: عصبہ ہر وہ شخص ہے جو وہ مال لے جو اصحاب فرائض نے چھوڑا ہو اور اصحاب فرائض نہ ہونے کے وقت تمام مال محفوظ کر لے۔ پھر عصبہ کے ساتھ جو سبب کے اعتبار سے اور وہ مولی عتاقہ ہے پھر اس کے عصبات۔

(ب) کتاب اللہ میں مذکور فروض:

کتاب اللہ میں چھ فروض مذکور ہیں جو یہ ہیں:

۱- نصف (½)، ۲- ربع (1/4)، ۳- ثمن (1/8) ان تین معین حصوں کا تعلق نوع اول سے ہے۔

۴- ثلثان (2/3)، ۵- ثلث (1/3)، ۶- سدس (1/6) ان تین معین حصوں کا تعلق نوع ثانی سے ہے۔

(ج) مخارج فروض کی تفصیل:

کل مخارج سات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

جب کسی مسئلہ میں ایک ہی فرض ہو تو ہر فرض کا مخرج اس کا ہم نام ہوگا جیسے نصف کا مخرج دو، ربع کا مخرج چار، ثمن کا مخرج آٹھ، ثلث اور ثلثان دونوں کا مخرج تین اور سدس کا مخرج چھ ہوگا۔ لیکن اگر فروض ایک سے زیادہ ہوں اور ان کا تعلق نوع اول وثانی سے ہو تو پھر ان کے مخرج یوں ہوں گے:

اگر نوع اول میں سے نصف (½) اور نوع ثانی سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ چھ (6) سے بنے گا۔

اگر نوع اول سے ربع (1/4) ہو اور نوع ثانی سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ بارہ (12) سے بنے گا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

اگر نوع اوّل سے ثمن (1/8) ہو اور نوع ثانی سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ چوبیس (24) سے بنے گا۔

سوال نمبر 2:-(الف) ماں اور سگی بہن میں سے ہر ایک کے مکمل احوال مع امثلہ سپرد قلم کریں؟
(ب) ماں کیا حجب حرمان یا حجب نقصان ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو کہاں اور کب؟

جوابات: (الف) ماں کی حالتیں:

ماں کی کل تین حالتیں ہیں:

۱-سدس ملتا ہے جب میت کی اولاد یا دو بھائی بہن ہوں خواہ حقیقی باپ شریک ہوں یا ماں شریک جیسے ماں اور بیٹا۔

۲-باقی مال کا تہائی حصہ یعنی ماقی کا ثلث ملتا ہے اگر ماں کے ساتھ باپ اور زوجین میں سے کوئی ایک موجود ہو جیسے ماں، باپ، شوہر/زوجہ۔

۳-کل مال کا تہائی حصہ ملتا ہے اگر میت کی اولاد یا بہن بھائی موجود نہ ہوں جیسے ماں، باپ۔

حقیقی بہنوں کے حالات:

حقیقی بہنوں کے حالات پانچ ہیں:

۱-نصف: جب ایک ہو جیسے چچا اور سگی بہن

۲-دو ثلث: جب دو یا دو سے زیادہ ہوں جیسے 3 بہنیں اور چچا

۳-حقیقی بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہیں جیسے بھائی، بہن۔

۴-بیٹوں یا پوتیوں کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہیں جیسے بیٹی/پوتی، 2 سگی بہنیں۔

۵-سقوط: جب میت کے بیٹے یا پوتے اگر چہ نیچے ہوں یا باپ دادا بھی ہوں۔

(ب) ماں حجب نقصان ہوتی ہے یا حجب حرمان:

ماں حجب نقصان ہوتی ہے یعنی اس کا حصہ کم ہو جاتا ہے یہ حجب حرمان نہیں ہوتی یعنی مکمل طور پر حصہ سے محروم نہیں ہوتی۔

حجب نقصان ہونے کا سبب:

اگر میت کی اولاد بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی وغیرہ یا دو بہن بھائی ہوں، تو اس کو ثلث الکل کی بجائے سدس ملتا ہے۔

سوال نمبر 3:-(الف) حجب پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) دوعددوں میں پائی جانے والی نسبت کی اقسام مع تعریفات وامثلہ ضبطِ تحریر میں لائیں؟

جوابات: (الف) حجب پر تفصیلی نوٹ:

لغوی معنی: حجب کا لغوی معنی ہے "منع" یعنی رکنا۔

اصطلاحی معنی: اصطلاح میں کسی معین شخص کا کسی دوسرے شخص کی موجودگی میں کل یا بعض میراث سے رک جانا، حجب کہلاتا ہے۔

اقسام حجب:

حجت کی دو قسمیں ہیں:

نمبر1: حجب نقصان، نمبر2: حجب حرمان

حجب نقصان: حجب نقصان یہ ہے کہ کسی وارث کا زیادہ حصہ سے کم حصہ کی طرف منتقل ہو جانا۔ یہ پانچ ورثاء ہیں:

۱-زوج، ۲-ماں، ۳-زوجہ، ۴-پوتی، ۵-علاتی بہن

حجب حرمان: حجب حرمان یہ ہے کہ کسی معین وارث کا کسی دوسرے وارث کی موجودگی میں کل وراثت سے محروم ہو جانا جیسے کافر، غلام، مرتد۔

اس کی دو اقسام ہیں:

۱-وہ فریق جو کسی حال میں بھی محجوب نہیں ہوتے:

i-باپ، ii-ماں، iii-بیٹا، iv-بیٹی، v-شوہر، vi-بیوی

۲-وہ فریق جو کبھی وارث بنتے ہیں اور کبھی محجوب ہوتے ہیں۔ وہ مذکورہ چھ افراد کے علاوہ ہیں جیسے بیٹے کی موجودگی میں پوتا۔

(ب) دوعددوں میں پائی جانے والی نسبت کی اقسام:

۱-تداخل کی تعریف:

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں اور ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم ہو جائے، تو دو عددوں کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک کو متداخل کہیں گے جیسے 4 اور 8 وغیرہ۔

۲-تماثل کی تعریف:

جو دو عدد باہم برابر ہوں ایسے دو عددوں میں تماثل کی نسبت ہوگی، ان دو عددوں میں سے ہر ایک

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

عدد کو متماثل کہیں گے۔

جیسے 5 اور 5، 9 اور 9 وغیرہ۔

۳-تباین کی تعریف:

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں، ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم بھی نہ ہو رہا ہو اور کوئی ایسا تیسرا عدد بھی موجود نہ ہو، جو ان دو عددوں کو پورا پورا تقسیم کر سکے، تو ان دو عددوں کے درمیان تباین کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک کو متباین کہیں گے۔

جیسے 3 اور 5...... 21 اور 47 وغیرہ۔

۴-توافق کی تعریف:

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں اور بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم نہ ہو رہا ہو اور کوئی تیسرا عدد ہو جو ان دو عددوں کو پورا پورا تقسیم کر سکے، تو ان کے درمیان توافق کی نسبت ہوگی۔ ان دو عددوں میں سے ہر ایک کو متوافق کہیں گے جیسے 8 اور 12، 6 اور 9 وغیرہ۔

سوال نمبر 4:- درج ذیل مسائل حل کریں؟

(۱) زوج	أم	أخت لأب وأم	
(۲) جدة	أب	أخ	زوج
(۳) زوجة	أب	أم	ابن الابن
(۴) أم	أب	ابن	بنت
(۵) أربعة أبناء	بنتان	حفيدة	الأخوان لأم

جوابات:

(۱)

مسئلہ 6 والعول 9

میت

زوج	ماں	اخت لاب وام
½	1/3	½
3	2	4

(۲)

مسئلہ 2

میت

جدة	اب	اخ	زوج
X	عصبہ	X	½

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

X	1	X	1

(۳) مسئلہ 24

میــــت

زوجہ	اب	ام	ابن الابن
1/8	1/6	1/6	عصبہ
3	4	4	13

(۴) مسئلہ 18=3x6

میــــت

ام	اب	ابن	بنت
1/6	1/6	عصبہ	
1	1	4	
3	3	12	
		(8)	(4)

(۵) مسئلہ 10

میــــت

اربعۃ ابناء	بنتان	حفیدہ	الاخوان لام
عصبہ		X	X
8	2		

ہر بیٹے کو 2

ہر بیٹی کو 1

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثالثة: الفقه وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوالات کے جوابات لکھیں؟

حصہ اوّل......فقہ

سوال نمبر 1:- واذا اشترى خمسة نفر دارا من رجل فللشفيع أن ياخذ نصيب أحدهم وإن اشتراها رجل من خمسة أخذها كلها أوتركها .

(الف) صورت مسئلہ لکھیں اور دونوں صورتوں کا فرق دلیل سے واضح کریں؟ ۱۲

وتسليم الأب والوصي الشفعة على الصغير جائز عند أبي حنيفة وأبي يوسف وقال محمد وزفر رحمهما الله هو على شفعته اذا بلغ .

(ب) صورت مسئلہ کی وضاحت کریں اور فریقین کے دلائل لکھتے ہوئے راجح مذہب کی وجہ ترجیح تحریر کریں؟ ۱۳

سوال نمبر 2:- (الف) اضحیہ کی تعریف، حکم اضحیہ کے بارے اختلاف ائمۃ مع دلائل قلمبند کریں؟ ۱۵

(ب) وہ عیوب بیان کریں جن کی وجہ سے جانور کی قربانی جائز نہیں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- ولا ينبغي للسلطان أن يسعر على الناس .

(الف) اس مسئلہ کو دلائل سے واضح کریں؟ ۱۰

(ب) موجودہ دور میں حکومت کی طرف سے نرخ نامے جاری ہوتے ہیں اس بارے شرعی حکم بیان کریں؟ ۱۰

(ج) بیع السلاح کا حکم تحریر کریں؟ ۵

حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر 4:- حامد الله ولا يجوزان يكون حامدا حالا من فاعل يقول لان قوله وبعد فان العبد على ما في النسخة المقروءة عند المصنف صارف عن ذلك واما على

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

النسخة القديمة الخالية عن هذا الصارف فالظاهر انه حال عنه .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) یہ عبارت ایک سوال کے جوابات پر مشتمل ہے، سوال مع جواب قلمبند کریں؟ ۱۰

سوال نمبر5:- قوله وعلى أفضل رسله مصليا ولما كان أجل النعم الواصلة الى العبد هو دين الاسلام وبه التوصل الى النعيم الدائم فى دار السلام وذلك بتوسط النبى صلى الله عليه وسلم صار الدعاء تلو الثناء على الله تعالىٰ فأردف الحمد بالصلوٰة .

(الف) ترجمہ کریں اور عبارت مذکورہ کی غرض شارح واضح کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) توضیح تلویح حقیقت میں کتنی اور کون کون سی کتابوں کا مجموعہ ہے؟ ۵

سوال نمبر6:- (الف) فقہ کی تعریف امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک کیا ہے؟ ۱۰

(ب) حکم کی عرف، اصطلاح اصول اور اصطلاحِ منطق کے مطابق تعریفات لکھیں؟ ۱۰

(ج) علامہ بزدوی کا پورا نام لکھیں؟ ۵

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

حصہ اوّل ..... فقہ

سوال نمبر1:- واذا اشترى خمسة نفر دارا من رجل فللشفيع أن ياخذ نصيب أحدهم وان اشتراها رجل من خمسة أخذها كلها أوتركها .

(الف) صورت مسئلہ لکھیں اور دونوں صورتوں کا فرق دلیل سے واضح کریں؟

وتسليم الأب والوصى الشفعة على الصغير جائز عند أبى حنيفة وأبى يوسف وقال محمد وزفر رحمهما الله هو على شفعته اذا بلغ .

(ب) صورت مسئلہ کی وضاحت کریں اور فریقین کے دلائل لکھتے ہوئے راجح مذہب کی وجہ ترجیح تحریر کریں؟

جوابات: (الف) صورتِ مسئلہ:

مسئلہ یہ ہے کہ جب پانچ آدمیوں کی جماعت نے کسی شخص سے کوئی گھر خریدا تو اس صورت میں شفیع کے لیے جائز ہے کہ ان میں سے کسی ایک کا حصہ لے۔ اگر ایک گھر کو کسی شخص نے پانچ آدمیوں سے کوئی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مکان خریدا تو اس صورت میں شفیع یا تو مکمل مکان لے گا یا پھر سارے کا سارا ترک کرے گا۔

فرق: دونوں صورتوں میں فرق کی وضاحت یہ ہے کہ دوسری صورت میں مکان کا کچھ حصہ لینے سے مشتری پر صفقہ متفرق ہو جائے گا یعنی دوبارہ تجارت کرنا لازم آئے گا۔ پس تفرق صفقہ کی وجہ سے مشتری کو زیادہ ضرر اور نقصان اٹھانا لازم آئے گا جبکہ پہلی صورت میں شفیع کسی ایک مشتری کے قائم مقام ہو جائے گا۔ لہٰذا اس صورت میں صفقہ متفرق نہیں ہوگا۔ لہٰذا مشتری پر کوئی ضرر بھی نہیں آئے گا۔ لہٰذا ایک حصہ لے سکتا ہے۔

(ب) صورت مسئلہ کی وضاحت:

مسئلہ یہ ہے کہ کسی چھوٹے بچے کو میراث میں ملنے والے مکان کے برابر کوئی مکان فروخت ہوا، تو اس بچے کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔ اب ہوا یوں کہ بچے کے باپ یا اس کے وصی نے حق شفعہ ترک کر دیا تو کیا اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا یا نہیں؟

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔

شیخین کا مذہب:

مذکورہ مسئلہ میں امام اعظم اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں: والد یا وصی کے حق شفعہ سونپنے سے حق شفعہ باطل اور ختم ہو جائے گا۔

شیخین کی دلیل:

شیخین کی دلیل یہ ہے کہ شفعہ تجارت کے معنی میں ہے، کیونکہ قیمت کے بدلے وہ چیز لی جاتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی بچے نے بیع کی تو والد یا وصی کو ختم کرنے کا اختیار ہے، تو پھر شفعہ بھی چونکہ تجارت اور بیع کی مثل ہے، تو اسے بھی ختم کر سکتے ہیں۔

امام محمد و امام زفر کا مذہب:

امام محمد و امام زفر رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک باپ یا وصی کے شفعہ سے دستبردار ہونے کی وجہ سے حق شفعہ ختم نہیں ہوگا بلکہ بالغ ہونے تک اس بچے کے لیے حق شفعہ ثابت رہے گا۔

دلیل: ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ شفعہ بچے کا ثابت شدہ حق ہے۔ لہٰذا باپ اور وصی اسے باطل کرنے کے مالک نہیں ہوں گے جیسا کہ اس کی دیت اور قصاص کو باطل کرنے کے مالک نہیں۔ اس لیے بھی کہ حق شفعہ نقصان کو دور کرنے کے لیے شروع ہوا۔ لہٰذا باپ اور وصی اگر اس کو ختم کر دیں گے، تو یہ بچہ کو ضرر دینا ہے نہ کہ ضرر کو اٹھانا۔ اس لیے باپ یا وصی کو بچے کے حق شفعہ کو ختم کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر 2:- (الف) اضحیہ کی تعریف، حکم اضحیہ کے بارے اختلاف ائمہ مع دلائل قلمبند کریں؟
(ب) وہ عیوب بیان کریں جن کی وجہ سے جانور کی قربانی جائز نہیں؟

جواب: (الف) اضحیہ کی تعریف: مخصوص جانور کو مخصوص دنوں میں عبادت کی نیت سے ذبح کرنا اضحیہ (قربانی) کہلاتا ہے۔

اضحیہ کا حکم: امام محمد، امام زفر، امام حسن اور امام ابو یوسف کی ایک روایت کے مطابق قربانی واجب نہیں۔ امام شافعی اور امام ابو یوسف کی دوسری روایت کے مطابق قربانی سنت ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں: وجوب کا قول صرف امام صاحب کا ہے جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول سنت کا ہے۔

قائلین وجوب کی دلیل:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''جو شخص وسعت پائے اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کی طرف نہ آئے'' اس جیسی وعید ترکِ واجب پر ہوتی ہے، غیر واجب کے ترک پر نہیں ہوتی۔

اس لیے بھی قربانی واجب ہے کہ قربانی قربت اور عبادت ہے۔ جس کی طرف اس کا وقت منسوب اور مضاف ہے۔ اسی لیے تو یوم الاضحیٰ کہا جاتا ہے۔ پس یہ اضافت وجوب کی خبر دیتی ہے، کیونکہ قاعدہ ہے کہ اضافت اختصاص کا فائدہ دیتی ہے۔ اختصاص تبھی متحقق ہوگا جب مضاف الیہ پایا جائے۔ کسی شیء کا وجود اس کے واجب ہونے سے پایا جائے گا، کیونکہ ممکن ہے کہ لوگ غیر واجب کے ترک پر اجماع کر لیں لیکن ترکِ واجب پر اجماع نہیں کر سکتے۔ اب اگر قربانی کو واجب قرار نہ دیں تو پھر اس کا وجود مشکل ہوگا اور وجود دشوار اور مشکل ہوگا، تو پھر اختصاص کا فائدہ بھی نہ ہوگا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ قربانی واجب ہے۔

قائلین سنت کے دلائل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے پس چاہیے کہ وہ اپنے بال اور ناخن میں سے کچھ بھی نہ کاٹے''۔ اس فرمان میں قربانی کو ارادہ کے ساتھ معلق کیا گیا ہے اور قربانی کو ارادہ کے ساتھ معلق کرنا وجوب کے منافی ہے۔ اس لیے بھی کہ قربانی اگر مقیم پر واجب ہوتی تو مسافر پر بھی واجب ہوتی، کیونکہ دونوں عباداتِ مالیہ میں مختلف نہیں جیسے زکوٰۃ میں مختلف نہیں۔ پس مسافر پر واجب نہ ہونا عدمِ وجوب کی دلیل ہے۔

(ب) عیوب کا بیان:

اندھا جانور، کانا جانور، لنگڑا جانور جو قربان گاہ تک چل کر نہ جا سکے، بہت کمزور جانور کی قربانی کرنا

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جائز نہیں۔ اسی طرح کان کٹے، دم کٹے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں۔ اسی طرح وہ جانور جس کی دم یا کان کا اکثر حصہ کٹا ہو، اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر 3:- ولا ينبغي للسلطان أن يسعر على الناس .

(الف) اس مسئلہ کو دلائل سے واضح کریں؟

(ب) موجودہ دور میں حکومت کی طرف سے نرخ نامے جاری ہوتے ہیں اس بارے شرعی حکم بیان کریں؟

(ج) بیع السلاح کا حکم تحریر کریں؟

جواب: (الف) مسئلہ کی وضاحت: مسئلہ یہ ہے کہ بادشاہ کو لوگوں پر ریٹ مقرر کرنا جائز نہیں۔

دلیل ا- نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''تم لوگ ریٹ مقرر نہ کرو پس بے شک اللہ تعالیٰ بھاؤ مقرر کرنے والا ہے، وہی قبضہ کرنے والا، کشادگی پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا ہے۔''

دلیل ۲- اس لیے بھی کہ ثمن عاقد کا حق ہے۔ لہٰذا اس کی تعیین بھی اس کی طرف سے ہوگی۔ لہٰذا سلطان کو اس کے حق کے درپے ہونا جائز نہیں۔

(ب) موجودہ دور میں حکومت کا نرخ نامہ مقرر کرنے کا حکم:

امام صاحب کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کہ غلہ والے اگر تحکم کرتے ہیں اور نارمل قیمت سے بہت زیادہ قیمت لیتے ہیں' تو اس حالت میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے سلطان نرخ مقرر کر سکتا ہے، کیونکہ سلطان اگر ریٹ مقرر نہیں کرتا تو اس میں غلہ والے مسلمانوں سے زائد قیمت وصول کر کے ان پر ظلم کریں گے۔

(ج) بیع السلاح کا حکم: فتنہ کے زمانہ میں ہتھیار کی بیع کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ معصیت کا سبب ہے۔

حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر 4:- حَامِدًا لِلّٰهِ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ حَامِدًا حَالًا مِنْ فَاعِلٍ يَقُوْلُ لِاَنَّ قَوْلَهُ وَبَعْدُ فَاِنَّ الْعَبْدَ عَلٰى مَا فِي النُّسْخَةِ الْمَقْرُوْءَةِ عِنْدَ الْمُصَنِّفِ صَارِفٌ عَنْ ذٰلِكَ وَاَمَّا عَلَى النُّسْخَةِ الْقَدِيْمَةِ الْخَالِيَةِ عَنْ هٰذَا الصَّارِفِ فَالظَّاهِرُ اَنَّهُ حَالٌ عَنْهُ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) یہ عبارت ایک سوال کے جوابات پر مشتمل ہے، سوال مع جواب قلمبند کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ترجمہ: "حامدًا للہ" اورنہیں جائز کہ حامدًا کو یقول کے فاعل سے حال بنایا جائے، کیونکہ ماتن کا قول "وبعد فان العبد" وہ نسخہ جو مصنف کے ہاں موجود ہے، اس ترکیب سے پھیر رہا ہے۔ قدیم نسخہ کے مطابق جس میں "وکند فان العبد" والے الفاظ نہیں، حامدًا کو یقول کے فاعل سے حال بنانا 15
درست ہے۔

(ب) سوال اور جواب کی تقریر:

تقریرِ سوال یہ ہے کہ حامدًا کو بعد میں آنے والے "یقول" کے فاعل سے حال بنانا درست ہے یا نہیں؟

تو علامہ تفتازانی نے اس کا جواب دیا کہ توضیح کا وہ نسخہ جو ان کے ہاں موجود ہے، معتبر ہے اور پڑھا جاتا ہے جس میں "وبعد فان العبد" کے الفاظ مذکور ہیں، وہ نسخہ تو حامدًا کو یقول کے فاعل سے حال بنانے سے روک رہا ہے' کیونکہ "اِنَّ" ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ حرف مشبہ بفعل ہے، جو صدارتِ کلام کو چاہتا ہے۔ اگر ہم حامدًا کو یقول کے فاعل سے حال بناتے ہیں' تو پھر اس کی صدارت فوت ہو جائے گی۔ ان حرف مشبہ بفعل کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے مابعد کو ماقبل میں عمل کرنے سے روک دیتا ہے۔ لیکن نسخہ قدیمہ میں چونکہ "اِنَّ" موجود نہیں۔ لہٰذا یہاں مذکورہ خرابی لازم نہیں آئے گی، تو اس میں یقول کے فاعل سے حال بنانا درست ہے۔

سوال نمبر 5:- قولہ و علی أفضل رسلہ مصلیا ولما کان أجل النعم الواصلة الی العبد ھو دین الاسلام وبہ التوصل الی النعیم الدائم فی دار السلام وذلك بتوسط النبی صلی اللہ علیہ وسلم صارٗ الدعاء تلو الثناء علی اللہ تعالٰی ثار ذنب الحمد بالصلوٰۃ۔

(الف) ترجمہ کریں اور عبارت مذکورہ کی غرض شارح واضح کریں؟

(ب) توضیح تلویح حقیقت میں کتنی اور کون کون سی کتابوں کا مجموعہ ہے؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: "ماتن کا قول "وعلی افضل رسلہ مصلیاً" جب بندے تک پہنچنے والی نعمتوں سے سب سے اجل اور بڑی نعمت دین اسلام ہے اور اسی نعمتِ ایمان کے سبب دار السلام یعنی جنت میں دائمی نعمتوں تک پہنچنا ہے۔ یہ سب نبی علیہ السلام کے توصل سے ہی ممکن ہے۔ تو اللہ تعالٰی کی حمد و ثناء کے بعد نبی علیہ السلام کے لیے بلندی درجات کی دعا کی اور حمد کے بعد صلوٰۃ کا ذکر کیا۔"

غرض شارح: غرض شارح ماتن کی اس عبارت کا ماقبل سے ربط بیان کرنا ہے اور ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ماتن رحمہ اللہ تعالٰی مقصد کتاب میں شروع ہوتے فعل صلوٰۃ جو کہ اس کتاب کے مقاصد سے نہیں، میں شروع کیوں ہوئے؟ تو شارح نے اس سوال کا جواب دیا کہ اللہ تعالٰی کی حمد کے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

بعد فعل صلوٰۃ کا ذکر اس لیے کیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی نعمتوں کا ہم تک پہنچنے کا وسیلہ نبی علیہ السلام کی ذاتِ مبارکہ ہیں اور نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت یعنی دین اسلام بھی ہم تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پہنچی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے محسن ٹھہرے۔ محسن کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔ اس لیے محسن کا حق اداء کرنے اور اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے حمد کے بعد صلوٰۃ کا ذکر کیا۔

(ب) توضیح اور تلویح کا تعارف:

توضیح تلویح درحقیقت دو کتابیں ہیں جو دو مصنفوں نے لکھی ہیں "توضیح" مسعود بن عمر المشہور علامہ سعد الدین تفتازانی کی کتاب ہے جو صدر الشریعت علامہ عبید اللہ بن مسعود کی کتاب "تنقیح الاصول" کی شرح ہے۔ توضیح "تنقیح" کی ہی شرح ہے جو علامہ عبید اللہ بن مسعود نے تصنیف فرمائی ہے۔

سوال نمبر 6:- (الف) فقہ کی تعریف امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک کیا ہے؟

(ب) حکم کی عرف، اصطلاح اصول اور اصطلاحِ منطق کے مطابق تعریفات لکھیں؟

(ج) علامہ بزدوی کا پورا نام لکھیں؟

جواب: (الف) امام ابوحنیفہ کے نزدیک فقہ کی تعریف: "معرفة النفس مالها وما عليها" یعنی نفس کا اپنے مفید اور غیر مفید (مضر) چیزوں کو جاننا۔

امام شافعی کے نزدیک فقہ کی تعریف: احکام شرعیہ عملیہ کو تفصیلی دلائل سے جاننا فقہ کہلاتا ہے۔

(ب) اہل عرف کے نزدیک حکم تعریف: ایک امر کو دوسرے امر کی طرف نسبت کرنا ایجاب یا سلب کے ساتھ۔

اصولیوں کے نزدیک حکم تعریف: اللہ تعالیٰ کا خطاب جو اِقْتِضَاء یا تَخْيِيرًا مکلفین کے افعال کے ساتھ متعلق ہو۔

منطقیوں کی اصطلاح میں حکم تعریف: اس چیز کا ادراک کہ نسبت واقع ہوئی ہے یا واقع نہیں ہوئی، اس حکم کو تصدیق کہتے ہیں۔

(ج) علامہ بزدوی کا پورا نام: علی بن محمد آپ کا پورا نام ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الرابعة: أصول الحديث وأصول التحقيق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل......اصول حدیث

سوال نمبر 1:- فَإِذَا جُمِعَ هٰذِهِ الشُّرُوْطِ الْأَرْبَعَةُ وَهِيَ عَدَدٌ كَثِيْرًا حَالَتِ الْعَادَةُ تَوَاطُئُهُم وَتَوَافُقَهُمْ عَلَى الْكِذْبِ رَوَوْا ذٰلِكَ عَنْ مِّثْلِهِمْ مِنَ الْإِبْتِدَاءِ إِلَى الْإِنْتِهَاءِ وَكَانَ مُسْتَنِدُ اِنْتِهَائِهِمِ الْحِسّ وَانْضَافَ إِلٰى ذٰلِكَ اَنْ يَّصْحَبَ خَبْرُهُمْ اِفَادَةُ الْعِلْمِ لِسَامِعِهٖ فَهٰذَا هُوَ الْمُتَوَاتِرُ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) خبر متواتر کی تعریف اور حکم بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- (الف) ابن حجر کی "شرح نخبة الفكر" کا منہج، مزایا اور اہمیت پر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۵

(ب) "شرح نخبة الفكر" کی وجہ تالیف تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- مندرجہ ذیل اصطلاحات میں سے پانچ کی تعریفات قلمبند کریں؟ ۵×۵=۲۵

حسن لذاته، المحفوظ، المتابعة، المعضل، المتروك، المقلوب، المضطرب

حصہ دوم......اصول تحقیق

سوال نمبر 4:- (الف) علمی تحقیق کی اہمیت بیان کریں؟ ۱۰

(ب) موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام کی وضاحت کریں؟ ۱۰

(ج) مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت بیان کریں؟ ۵

سوال نمبر 5:- (الف) مصادر اور مراجع کی وضاحت اور فرق تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) شروحات، حواشی اور ہوامش میں فرق واضح کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6:- محقق کی خصوصیات پر تفصیلاً نوٹ لکھیں؟ ۲۵

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

چوتھا پرچہ: اصول حدیث واصول تحقیق

حصہ اوّل: اصول حدیث

سوال نمبر 1:- فَإِذَا جُمِعَ هٰذِهِ الشُّرُوْطُ الْأَرْبَعَةُ وَهِيَ عَدَدٌ كَثِيْرًا حَالَتِ الْعَادَةُ تَوَاطُئَهُمْ وَتَوَافُقَهُمْ عَلَى الْكِذْبِ رَوَوْا ذٰلِكَ عَنْ مِثْلِهِمْ مِنَ الْإِبْتِدَاءِ إِلَى الْإِنْتِهَاءِ وَكَانَ مُسْتَنَدُ إِنْتِهَائِهِمِ الْحِسَّ وَانْضَافَ إِلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَّصْحَبَ خَبَرُهُمْ إِفَادَةُ الْعِلْمِ لِسَامِعِهٖ فَهٰذَا هُوَ الْمُتَوَاتِرُ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) خبر متواتر کی تعریف اور حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: "جب جمع ہو جائیں یہ چار شرائط اور وہ یہ کہ تعداد کثیر ہو کہ محال سمجھے عادۃ ان کا متفق ہونا جھوٹ پر اور روایت کریں وہ ایسے ابتداء سے انتہاء تک ان کی مثل تعداد اور ان کی انتہائی سند حس ہو (عقل سے اس کا تعلق نہ ہو) اور یہ کہ ان کی خبر اپنے سامع کو علم یقینی کا فائدہ دے، پس وہ متواتر ہے۔"

(ب) خبر متواتر کی تعریف: وہ حدیث جس کے راوی ہر زمانہ میں اتنی کثیر تعداد میں ہوں کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

حکم: خبر متواتر پر عمل کرنا واجب ہے اور اس میں بحث نہیں کی جاتی ہے۔

سوال نمبر 2:- (الف) ابن حجر کی "شرح نخبة الفكر" کا منہج، مزایا اور اہمیت پر جامع نوٹ لکھیں؟

(ب) "شرح نخبة الفكر" کی وجہ تالیف تحریر کریں؟

جواب: (الف) شرح نخبۃ الفکر کی خصوصیات:

احادیث صحیحہ کو غیر صحیحہ سے ممتاز کرنا ایک مشکل کام تھا، اس لیے ایک ایسے ترازو کی ضرورت تھی جس سے احادیث صحیحہ اور غیر صحیحہ کو ناپا جا سکے۔ چنانچہ ائمہ حدیث نے اصول حدیث کی طرف اپنی توجہ مبذول کی کہ کثیر تعداد میں اس فن میں کتب تصنیف فرمائیں۔ ان میں سے کوئی منظور ناس ہوئی تو کسی کو قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا گیا۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اصول حدیث میں تصنیف فرمائی، جس کا نام

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

انہوں نے ''نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر'' رکھا جو اختصار اور اپنی جامعیت کے اعتبار سے لوگوں میں بہت زیادہ مقبول ہوئی۔ چونکہ وہ مختصر تھی اور ترتیب احسن تھی اور ہر مشکل مسئلہ پر مشتمل تھی، اس لیے لوگوں نے اس کی شرح لکھنے کی فرمائش کی جس کو قبول کرتے ہوئے میں نے اس کی شرح لکھی جس کا نام ''نزہۃ النظر فی نخبۃ الفکر'' رکھا۔

شرح نخبۃ الفکر اصول حدیث میں ایک معتبر اور جامع کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔ اپنی جامعیت کی وجہ سے ہی عرب وعجم ہر جگہ مشہور ومعروف ہے۔ اس شرح میں علامہ موصوف نے ہر اس چیز کی وضاحت کر دی جنہیں سمجھنا طلبہ پر دشوار تھا۔ ہر مشکل مقام کو حل کر دیا جن تک رسائی مشکل تھی اور اس کے مخفی خزانوں کو کھول دیا جو مبتدی پر مخفی تھے۔ اس شرح میں توجیہ ووضاحت میں کمال مبالغہ کا مظاہرہ کیا اور مبتدی کو اس کے مخفی گوشوں پر متنبہ کیا اور اس شرح کی تلخیص کی ایسی مطلب خیز توضیح کر دی کہ مبتدی کو انتہائی غور وخوض کی ضرورت نہیں بلکہ آسانی سے مبتدی اس پر حاوی ہو سکتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

وجہ تالیف کتاب:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجھ سے اہل علم حضرات نے گزارش کی میں علم حدیث کی اصطلاحات میں ایک اہم اور مخلص کتاب تصنیف کروں، تو میں نے اہل علم حضرات کے ارشاد کے مطابق اس فن میں ایک اہم اور مخلص کتاب تصنیف کر دی۔ اس کا نام رکھا ''نخبة الفكر فی مصطلح الاثر'' اس کتاب میں ترتیب میری اپنی ہے۔ اور پہلے بلا ترتیب بکھرے ہوئے مسائل کو مرتب کیا۔

سوال نمبر 3:- مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریفات قلمبند کریں؟

حسن لذاته، المحفوظ، المتابعة، المعضل، المتروك، المقلوب، المضطرب

جواب: حسن لذاته کی تعریف: جس حدیث میں کمال ضبط کے سواء صحیح لذاتہ کی تمام صفات پائی جائیں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

المحفوظ کی تعریف: اگر ثقہ راوی نے ایسے شخص کی مخالفت نہ کی جس کو ضبط یا تعداد یا کسی اور وجہ ترجیح میں سے کسی وجہ سے ترجیح حاصل ہو۔ بالفاظ دیگر اگر ایسے ارجح کی مخالفت کی جائے جو ضبط یا کثرت تعداد یا اس کے علاوہ کسی وجہ ترجیح میں اس سے عمدہ ہو، تو راجح کو محفوظ کہتے ہیں اور اس کے مقابل مرجوح کو شاذ کہتے ہیں۔

متابعہ کی تعریف: کسی حدیث کی روایت کرنے میں راوی کے ساتھ دوسرا راوی بھی شریک ہو جائے اور اس کے شیخ سے روایت کرے۔

معضل کی تعریف: اگر سند کے درمیان سے دو راوی اکٹھے گر جائیں، تو اسے حدیث معضل کہتے

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہیں۔

متروک کی تعریف: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

مقلوب کی تعریف: اگر حدیث کے راویوں کے اسماء میں تقدیم و تاخیر ہو جیسے مرۃ بن کعب کی بجائے کعب بن مروہ کہنا، تو مقلوب ہے۔

مضطرب کی تعریف: اگر سند یا متن حدیث میں زیادتی، نقصان یا تقدیم و تاخیر کر دی جائے، تو اسے مضطرب کہتے ہیں۔

حصہ دوم......اصول تحقیق

سوال نمبر 4:- (الف) علمی تحقیق کی اہمیت بیان کریں؟

(ب) موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام کی وضاحت کریں؟

(ج) مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت بیان کریں؟

جوابات: (الف) علمی تحقیق کی اہمیت:

بلاشبہ علمی تحقیق ایک حیات بخش اور فکری سرگرمی ہے، اس سلسلے میں ہمارے اسلاف نے اپنی تحقیقات کے ذریعے نظری و عملی دنیائے معرفت کو اس قدر زرخیز اور مالا مال کر دیا کہ انہیں کی تحقیقات کو اساس بنا کر مغربی مفکرین اور دانشوروں نے علمی جد و جہد میں قدم رکھا۔ تحقیق و جستجو سائنسی، صنعتی، زرعی، انتظامی اور تعلیمی ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ حسن عمل، نشو و نما، پختگی، عمدگی، وسائل کے حصول، موازنہ و تقابل، تجربہ کاری، اسباب و علل کی دریافت، نتائج کے حصول، واقعات و حالات کی تہہ تک پہنچنے اور عوامل کے تجزیہ کے لیے بھی واحد وسیلہ و ذریعہ ہے۔ علمی تحقیق ایسی دلکش اور پُر کیف چیز ہے جو بہت سے اہل علم کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ اس کے بغیر زندگی گزارنا ان کے لیے ممکن نہیں رہتا۔ یہ محقق کو سوچنے کا ڈھنگ، عمدہ شعور اور تکمیل کی طرف بڑھنے کا طریقہ سکھاتی ہے۔ یہ محقق کے لیے نئے نظریات، قوانین اور آراء کے دریچے کھولتی ہے۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے "البحث كاشف للحقيقة" "تحقیق حقیقت کو منکشف کرتی ہے۔" ایک تحقیق ذوق رکھنے والے طالب علم کے لیے حقائق کی دریافت سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے!

علمی تحقیق محقق کی علمی لحاظ سے اور پیشہ وارانہ تربیت کرتی ہے۔ اس سے محقق کو مشاہدہ کی قوت ملتی ہے۔ اس کے اندر واقعات کا کھوج لگانے، ان کو باہمی ترتیب دینے، ان کے علل و اسباب تک پہنچنے، ان کا تجزیہ کرنے اور ان سے استنتاج و استنباط کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ ان سب پر مستزاد یہ کہ اس میں خود احتسابی اور علمی امانت داری کا احساس فروغ پاتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تحقیق کے میدان میں قدم رکھنے کے بعد انسان کو بہت سے مالی منافع بھی حاصل ہوتے ہیں۔ بہت سے عہدوں اور ملازمتوں کے لیے تحقیق میں مہارت کی شرط ہوتی ہے۔ کئی ادارے اور کمپنیاں صرف اس بات پر بھاری مالی معاوضے ادا کرتی ہیں کہ ان کی مصنوعات اور سامان کی بہتر تشہیر اور خرید وفروخت ہو۔ ان کی پیداوار اور معیار میں اضافہ ہو، اور برآمدات اور درآمدات کا نظام بہتر سے بہتر ہو سکے۔ بہت سارے تعلیمی، انتظامی اور مالی ادارے مستقل طور پر تحقیق کا کام جاری رکھتے ہیں تا کہ وہ ترقی کا ہدف حاصل کر سکیں۔

اس طرح تحقیقی ذوق اور تحقیقی صلاحیت محقق کو اپنے پیشے میں علمی و مادی دونوں طرح کے فائدے سے نوازتی ہے۔ کسی ملک اور ریاست کے لیے ممکن نہیں کہ وہ زندگی کے کسی شعبے میں علمی تحقیقات کے بغیر ترقی کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام وزارتیں اور تمام بڑے ادارے شعبۂ تحقیق یا شعبۂ مطالعہ یا شعبۂ ترقی کے نام سے ایسے شعبے قائم کرتے ہیں جن کا مقصد بہتر سے بہتر اور جدید سے جدید تر کا حصول ہوتا ہے۔ تمام جامعات میں علمی تحقیق کے مراکز قائم ہیں، بلکہ بڑی جامعات میں تو مختلف شعبہ ہائے علوم سے متعلق الگ الگ کلیات اور مراکز ابحاث قائم کیے گئے ہیں۔

ملک وقوم اور افراد و معاشرہ کی ترقی کا واحد اور مثالی راستہ تحقیق و جستجو ہی ہے۔ ایجاد، اختراع اور دریافت تحقیقات کے بغیر ممکن نہیں۔ ان کے بغیر فرد اور معاشرہ رسمی تقلید کا شکار ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ دوسروں کے اعمال اور کارناموں اور ان کے افکار و نتائج کا سہارا لیتا ہے۔ اختصار کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ علمی تحقیق نفس انسانی، ملک و ریاست اور علم و معرفت کی ترقی کا انتہائی فعال اور یکتا ذریعہ اور سبب ہے۔

(ب) موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام:

موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی بہت سی اقسام ہیں۔ کسی بھی دینی، لغوی، حسابی، منطقی، نفسیاتی معاشرتی، نباتاتی، حیاتیاتی، فلکیاتی، ارضیاتی، مالی واقتصادی، انتظامی، انجینئرنگ، فارمیسی، کمپیوٹر یا ان جیسے دیگر نظریاتی و اطلاقی موضوعات پر تحقیق ہو سکتی ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ موضوع کے لحاظ سے تحقیقات کی اقسام دراصل علم ومعرفت کی انواع کے لحاظ سے مختلف ہو جاتی ہیں۔ اور ہر موضوع اپنے اندر کئی فروعات کو سمیٹے ہوئے ہوتا ہے، مثلاً: لغت کے میدان میں بیسیوں مختلف موضوعات پر تحقیق ہو سکتی ہے شاعری، ناول، ڈرامہ، افسانہ، اصواتِ حروف: صرف، نحو، تاریخ لغت، معاجم، علم لغت نویسی، ترجمہ اور زبان کی تعلیم وغیرہ گویا کہ ہر موضوع کے تحت بیسیوں فروعات اور ہر فرع کے ساتھ بیسیوں عنوانات، اور ہر عنوان کے ساتھ بیسیوں اقسام ہوتی ہیں، اور ہر قسم کے مزید کئی شعبے بن جاتے ہیں۔ اس طرح ہزاروں

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

موضوعات ایسے ہیں جنہیں تحقیق کا میدان بنایا جا سکتا ہے۔

(ج) مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت:

مسئلہ تحقیق سے مراد تحقیق کے علمی افکار، موضوعات، مسائل اور میدانات ہیں، اور مسئلہ تحقیق کی تحدید سے مراد تحقیق کی اہمیت کی وضاحت اور تحقیق کے مفروضے نیز معلومات، مواد، وسائل، نمونوں، مثالوں، تجربات اور اسالیب کی نوعیت اور علمی مناہج کی اقسام جن کے ذریعے مقالے کی تیاری میں مدد لی جاتی ہے۔

سوال نمبر 5:- (الف) مصادر اور مراجع کی وضاحت اور فرق تحریر کریں؟

(ب) شروحات، حواشی اور ہوامش میں فرق واضح کریں؟

جواب: (الف) مصادر و مراجع کی تعریف اور ان کے درمیان فرق:

مصادر و مراجع دو الگ الگ اصطلاحات ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا اطلاق کتابوں کے ایک مجموعے پر کیا جاتا ہے جن سے محقق تحقیق کے دوران استفادہ کرتا ہے۔ البتہ ان دونوں مجموعوں کے درمیان بنیادی طور پر ان کی خصوصیات کی وجہ سے کچھ فرق ہے۔

مصدر سے مراد وہ کتاب ہے جو علوم میں سے کسی علم کے بارے میں ایسے طریقے سے تحقیق کرتی ہو جس میں جامعیت، وسعت اور ایسی گہرائی ہو جو اس کتاب کو ایسا اصلی ذریعہ بنا دے کہ محقق اس علم کے بارے میں تحقیق کرنے کے لیے اس کتاب سے بے نیاز نہ ہو سکے۔

دوسرے لفظوں میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مصادر سے مراد ایسی دستاویزات اور مؤلفین کے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی تحقیقات ہیں یا کسی خاص واقعہ کے عینی شاہدین اور معاصرین کی لکھی ہوئی ایسی تحریریں ہیں جو واقعات و حادثات رونما ہوتے وقت موجود تھے اور دیکھ رہے تھے اور انہوں نے انہیں اپنے قلم سے مدون کر لیا، پس وہ اپنے بعد آنے والوں کے لیے مصادر تھے، یا وہ آنے والی نسلوں کے لیے گزشتہ علوم و معارف کو جمع کرنے والے اور نقل کرنے کا بڑا واسطہ اور ذریعہ تھے۔ چنانچہ علامہ ابن جریر طبری کی تفسیر ''جامع البیان'' مصدر کا درجہ رکھتی ہے' کیونکہ یہ ایسا اصل الاصول ہے کہ علم تفسیر میں تحقیق کرنے والوں کے لیے اس سے استغنا ممکن نہیں۔

امام بخاری کی ''جامع صحیح' اور امام مسلم کی ''صحیح مسلم'' علم حدیث میں مصادر اور اصول کا درجہ رکھتی ہیں۔ ابن اثیر کی ''الکامل فی التاریخ' اور مسعودی کی ''مروج الذہب'' ایسے مصادر ہیں کہ تاریخ اسلامی کے محقق کے لیے ان کی طرف رجوع کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ ادب عربی میں مبرد کی کتاب ''کتاب الکامل''، جاحظ کی ''البیان والتبیین''، ابن قتیبہ کی ''ادب الکاتب'' اور ''الشعر والشعراء'' اور قلقشندی کی ''صبح الاعشیٰ''

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مصادر کا درجہ رکھتی ہیں۔

امام نووی کی انتخاب کردہ احادیث ''اربعین نوویہ''...... ابن اثیر کی ''جامع الاصول''...... علامہ سیوطی کی ''الجامع الصغیر فی الحدیث''...... علامہ زرکلی کی ''الاعلام''...... عمر رضا کحالہ کی ''معجم المؤلفین''...... سید قطب کی ''مشاہد القیامۃ فی القرآن الکریم'' وغیرہ۔

اصلی مصدر اور ثانوی مراجع کا مزید فرق سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل مثالیں ہیں:

1- قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر دیکھنے کے لیے ایسی بنیادی تفسیروں کی طرف رجوع کریں جن میں احادیث نبویہ، اقوال صحابہ، تابعین اور پہلے دور کے مفسرین کی آراء کو ذکر کیا گیا ہو جیسے: تفسیر طبری (310ھ) ایسی بنیادی تفسیروں کو چھوڑ کر بعد کے ادوار میں لکھی گئی تفسیروں کی طرف رجوع کرنا درست نہیں ہوگا۔

2- جب آپ کسی حدیث کی تخریج کرنا چاہیں تو ان بنیادی کتب حدیث کا انتخاب کریں جو پہلی صدی ہجری سے لے کر پانچویں صدی ہجری کے آخر تک لکھی گئی ہیں جیسے: صحیح بخاری (م 256ھ)، صحیح مسلم (261ھ)، سنن ابی داود (م 275ھ)، سنن ترمذی (م 279ھ)، سنن نسائی (م 303ھ)، سنن ابن ماجہ (م 273ھ)، موطا امام مالک (م 179ھ) اور مسند امام احمد (م 241ھ)۔ اگر کوئی محقق ان کتابوں کی طرف رجوع کیے بغیر ابن اثیر (م 606ھ) کی ''جامع الاصول'' یا علامہ سیوطی (م 911ھ) کی ''الجامع الصغیر'' یا کسی ایسی کتاب کی طرف رجوع کرے جس کے مؤلف کا انتقال 500ھ کے بعد ہوا تو اس کا یہ عمل درست شمار نہ ہوگا۔ اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ مؤلف کی تاریخ وفات کا علم ہونا بھی ضروری ہے' تاکہ یہ مطالعہ کیا جا سکے کہ زیر نظر کتاب مصدر ہے یا مراجع؟

3- جب آپ معاجم اور قوامیس میں کسی لفظ کا معنی و مفہوم دیکھنا چاہیں تو لغت کے قدیم اور اصلی مصادر کی طرف رجوع کریں جیسے خلیل بن احمد فراہیدی (م 170ھ) کی ''معجم العین'' اور یہ بات بڑی غلطی ہوگی کہ آپ منجد یا اس جیسے دوسرے ثانوی مراجع کا حوالہ درج کریں؟ ہاں البتہ اگر کوئی لفظ جدید یا مولد ہو اور اس کا معنی صرف اس ثانوی مراجع میں ہی پایا جائے' تو ایسی صورت میں یہ کتاب صرف اس لفظ کے لیے مصدر شمار ہوگی۔

4- کسی عظیم علمی شخصیت کے حالات اور سوانح عمری سے متعلق معلومات کے لیے مؤلف کے ہم عصر یا اس کی وفات کے بعد قریبی زمانے سے تعلق رکھنے والے مصادر سے رجوع کریں؟ جیسے امام بخاری کے احوال حیات کے لیے ابونعیم (م 430ھ) کی ''حلیۃ الاولیاء''...... علامہ خلیلی (م 446ھ) کی ''الارشاد الی معرفۃ علماء الحدیث فی البلاد''...... علامہ مزی (م 742ھ) کی ''تہذیب الکمال'' اور علامہ ذہبی (م 748ھ) کی ''تذکرۃ الحفاظ'' مصادر شمار ہوتے ہیں۔ متاخر دور میں تحریر کیے گئے مراجع کی طرف رجوع کرنا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درست نہیں ہوگا جیسے علامہ زرکلی (1368ھ) کی ''الاعلام'' یا عمر رضا کحالہ (م 1408ھ) کی ''معجم المؤلفین'' ہاں البتہ اگر اس شخصیت کا تعلق متاخر اور جدید دور سے ہو اور صرف انہی دو کتابوں میں اس کا تذکرہ ہو تو پھر یہ دونوں کتابیں صرف اسی شخصیت کے حالات زندگی کے لیے مصدر شمار ہوں گی۔

(ب) شروعات، حواشی اور ہوامش میں فرق:

مسلمان علماء نے اپنے اسلاف کی کتابوں پر شروحات لکھنا چوتھی ہجری میں شروع کیا۔ اس ضمن میں ابو سلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم خطابی (388ھ) کی صحیح بخاری کی شرح مسمی ''اعلام السنن فی شرح صحیح البخاری'' مشہور و معروف ہے۔ واضح رہے شروح اور حواشی میں فرق ہے۔ شرح میں متن کے ہر ہر لفظ کی وضاحت کی جاتی ہے، اور ہر لفظ کے لغوی معنی اور اس سے مستنبط ہونے والے احکام و فوائد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ نیز اس میں احکام و فوائد کے دلائل بھی ذکر کیے جاتے ہیں، اور ان پر تبصرہ بھی کیا جاتا ہے، جبکہ حواشی میں کتاب کی عبارت کے ہر ہر لفظ کی وضاحت نہیں کی جاتی، بلکہ ان الفاظ کو زیر غور لایا جاتا ہے جن کی شرح، تعلیق کی ضرورت ہو۔ یہ الفاظ مختلف جگہوں سے منتخب کیے جاتے ہیں، کبھی ایک دوسرے کے قریب بھی ہوتے ہیں اور کبھی بہت فاصلے پر بھی ہوتے ہیں۔

مؤلفین حضرات کبھی تو اصل کتاب پر حاشیہ لکھتے ہیں اور کبھی اصل کتاب کی شرح پر بھی حاشیہ لکھا جاتا ہے۔ دوسری صورت میں حاشیہ کے اندر ان الفاظ کو زیر بحث لایا جاتا ہے جنہیں شارح نے نظر انداز کر دیا ہو جبکہ ان کی وضاحت ناگزیر ہو، ایسے حاشیے کو صفحے کے کناروں میں سے کسی کنارے پر یا صفحے کی نچلی جانب لکھا جاتا ہے، اور اسے ایک لکیر کھینچ کر متن سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ کبھی ایسے حواشی متن کے صفحات میں بھی لکھے جاتے ہیں، لیکن اس صورت میں متن کی عبارت کو قوسین کے اندر رکھ کر حاشیے سے جدا کر دیا جاتا ہے۔

جہاں تک ہوامش کا تعلق ہے، تو موجودہ دور میں اس سے مراد وہ تعلیقات و شروحات ہیں جنہیں محقق صفحات کے نچلی جانب لکھا جاتا ہے، اور متن اور ان کے درمیان میں ایک لائن لگا کر فاصلہ کر دیا جاتا ہے۔ متن میں وارد ہونے والے جس لفظ پر ہامش میں تبصرہ کرنا مقصود ہو اس کے اوپر متن میں ہی قوسین کے درمیان ایک نمبر دیا جاتا ہے، پھر وہی نمبر ہامش میں درج کیے جانے والے تبصرے کو دے دیا جاتا ہے۔ ایک صفحے کے اندر جن الفاظ پر تعلیقات لگانا مقصود ہو انہیں ترتیب کے لحاظ سے مسلسل نمبر دیے جاتے ہیں، اور یہی مسلسل نمبر اور ان کی ترتیب صفحے کے نیچے ہامش میں برقرار رہتی ہے۔ نیز ہر صفحے پر دوبارہ سے نئے نمبر لگائے جاتے ہیں۔ البتہ اگر ہر صفحے پر ہوامش لکھنے کا اہتمام نہ کیا جائے بلکہ حواشی و حوالہ جات کو فصل کے آخر تک یا باب کے آخر تک یا پورے مقالے کے آخر تک مؤخر کر دیا جائے، جنہیں اصطلاح میں کہا جاتا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہے، تو پھر حواشی کو شروع سے آخر تک مسلسل نمبر لگانے پڑیں گے جو ہزاروں کی تعداد تک پہنچ سکتے ہیں، لیکن پہلا طریقہ یعنی ہر صفحے کے الگ الگ حواشی لگانا زیادہ بہتر اور متداول ہے۔

سوال نمبر 6:-محقق کی خصوصیات پر تفصیلاً نوٹ لکھیں؟

جواب: محقق کی خصوصیات:

بلاشبہ تحقیق ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے نتائج، تخلیقات، ایجادات، انکشافات اور نئی چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے۔ اس لیے عمل تحقیق کے لیے ایک خداداد صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ کام ہر ایک کے بس میں نہیں ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ایک طالب علم اچھا تعلیمی ریکارڈ ہونے کے باوجود تحقیق کے میدان میں مایہ ناز مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اسی طرح ایک طالب علم کا تعلیمی ریکارڈ اتنا اچھا نہیں ہوتا لیکن تحقیق کی دنیا میں وہ گراں قدر خدمات سرانجام دیتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی طالب علم میں تحقیق و جستجو کی صلاحیت پائی جائے، تو اس کی نشوونما کرنا چاہیے، اور اس صلاحیت سے فائدہ اٹھانا چاہیے، اور اسے مطلوبہ معیار تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ طلبہ میں اس صلاحیت کی موجودگی کی مندرجہ ذیل علامات ہوتی ہیں:

۱-وہ طالب علم تحقیق کے لیے نیا موضوع منتخب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۲-انتخاب کردہ موضوع کے لیے ابتدائی خاکہ تحقیق تیار کرنے کی استعداد رکھتا ہو۔

۳-مختلف افکار و آراء پر تنقید اور اپنی رائے اور فکر پر دلائل قائم کرنے کا ملکہ رکھتا ہو۔

۴-مذاکرات کے ذریعے نئے نئے افکار کی طرف توجہ مبذول کرانے اور مباحثہ و مناقشہ کے ذریعے کسی جدید رائے کو ثابت کرنے یا رد کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔

اب ہم اختصار کے ساتھ کچھ ایسی خصوصیات اور صفات کا ذکر کرتے ہیں جن سے محقق کو آراستہ ہونا چاہیے:

تحقیق میں میلان اور دلچسپی:

میلان و رغبت تحقیق کے عمل کی کنجی ہے۔ اس کے بغیر اس میدان میں داخل ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا بہت سا وقت اپنے موضوع کے مطالعہ اور اس سے متعلق معلومات اکٹھی کرنے پر صرف کرے، اور اس موضوع پر لکھی گئی ہر کتاب کو نظر سے گزارنے کی کوشش کرے، اور پھر مطالعہ سے حاصل شدہ معلومات کو اچھی طرح ہضم کرے، اپنے موضوع کے متعلق تمام معلومات و اخبار اور تصورات کو واضح کرے تاکہ اس کی تحقیق کے نتائج تعارض اور تناقض سے محفوظ ہو سکیں۔

صبر و تحمل:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

محقق کو بار بار مصادر و مراجع کی طرف رجوع کرنے اور انہیں پڑھنے سے اکتانا اور بیزار نہیں ہونا چاہیے بلکہ جب تک مقصود حاصل نہ ہو جائے اور سارا معاملہ واضح نہ ہو جائے، اس وقت تک صبر و تحمل کے ساتھ محنت کرتا رہے۔ اس کا مقصد کم سے کم وقت میں صرف ڈگری کا حصول نہ ہو بلکہ صبر و تحمل اور وقار و احتیاط کے ساتھ آراستہ، بہتر سے بہتر مواد و معلومات جمع کرنے اور انہیں ترتیب دینے کا اہتمام کرے۔ ہمیشہ اپنی تحقیق کے کمال، تحقیق اور علمی دنیا میں ایک قابل قدر اضافے کی طرف متوجہ رہے۔

علمی دیانتداری:

تحقیق کو ہر طرح سے سرقہ سے پاک ہونا چاہیے، اور علمی امانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ ہر نقل و اقتباس کا حوالہ ضرور دیا جائے۔ ہر عبارت کو کہنے والے کی طرف منسوب کیا جائے، اور تمام معلومات کا ان کے مؤلفین کی طرف نسب کرتے ہوئے حاشیہ میں حوالہ دیا جائے۔ نیز عبارت و اقتباس نقل کرتے ہوئے کسی قسم کا اختصار، تحریف، زیادتی یا کمی نہ ہو، جو عبارت کے مقصود و مطلوب میں خلل و بگاڑ پیدا کرے۔ اس علمی امانت داری سے محرومی ایک بری صفت ہے جسے قرآن مجید کی بہت سی آیات میں یہودیوں کا شیوہ قرار دیا گیا ہے۔

تواضع و عاجزی:

محقق کے لیے ضروری ہے کہ تکبر و غرور اور خود پسندی سے اجتناب کرے۔ کسی آراء و نظریات کو گھٹیا نہ کہے، کسی کی ذات پر کیچڑ نہ اچھالے۔ اگر چہ جو وہ کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہی کیوں نہ ہو، اور اس کی تنقید یا تبصرہ درست ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ سب کچھ اس کی تحقیق کو داغدار بنا دے گا، اس کا علمی مرتبہ گر جائے گا، اور قاری اس کی تحقیق کے مطالعہ سے متنفر ہو جائے گا۔ اگر تحقیق کے آداب اور علمی معروضیت کا خیال رکھا جائے، تو محقق ایسی بہت سی غلطیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے جو تحقیق کے حسن کو پامال کر دیتی ہیں۔

نظم و نسق اور تنظیم و ترتیب کی صلاحیت:

محقق کو اپنے تحقیقی عمل میں منطقی ترتیب اور نظم و نسق کا دامن تھامے رہنا چاہیے۔ اسے چاہیے کہ اپنی فکر کو منظم و مرتب رکھے، اور فکری انتشار سے دور رہے۔ جب مطالعہ کرے، تو اپنے مطالعہ کو کسی ایک مسئلے اور نکتے پر مرکوز رکھے۔ ایک سے زائد مسائل یا نکات پر بیک وقت غور و فکر نہ کرے، کیونکہ اس طرح سے تمام مسائل کے ضیاع کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے، اگر وہ اپنے مطالعہ کو کسی ایک مسئلہ یا موضوع پر مرکوز رکھے گا تو مطلوبہ نتائج بہترین طریقے سے حاصل کر لے گا۔ اسی طرح جب اپنی معلومات کو ترتیب دینا چاہے، اور ابواب و فصول کے مطابق ان معلومات کو تحریر کرنا چاہے تو اس مرحلے پر بھی بڑی احتیاط، تنظیم اور ترتیب کے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ساتھ چلے۔ مختلف ابواب وفصول کو بیک وقت تحریر کرنا شروع نہ کر دے بلکہ ایک ایک فصل کی معلومات مرتب کرے اور جب تک ایک فصل تحریر کرنے سے مکمل طور پر فارغ نہ ہو جائے دوسری فصل کو ہاتھ نہ لگائے۔ نیز مرحلہ وار اور ترتیب وار خاکہ تحقیق کے مطابق مقالے کو آخری شکل دے۔

ذہانت اور حاضر دماغی:

یقینی طور پر ایک ذہین اور روشن دماغ محقق ہی مختلف افکار کو باہم مربوط کر سکتا ہے اور ان کے درمیان موازنہ کی اہلیت رکھتا ہے اور اپنی اس صلاحیت کی بنا پر درست نتائج حاصل کر سکتا ہے۔

غیر جانبداری اور انصاف پسندی:

محقق کے لیے ضروری ہے کہ اپنی ذاتی آراء ذاتی رجحانات ومیلانات اور شخصی نظریات وترجیحات کو بالائے طاق رکھ کر تحقیق کے میدان میں قدم رکھے اور غیر جانبدار ہو کر اپنے موضوع کے بارے میں سوچے لیکن اگر کوئی بات اس کے عقیدے کے مسلمات سے متصادم ہو تو اسے دفاع کرنے کا حق حاصل ہے۔ لہٰذا محقق کو تحقیق کرتے وقت اور نتائج نکالتے وقت عقیدے کی مسلمات سے دستبردار نہیں ہونا چاہیے اور یہ کوئی جذباتی بات نہیں بلکہ عقلی ومنطقی فیصلہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ علمی تحقیق کی بنیاد ذاتی خواہشات پر نہیں ہوتی بلکہ عقل اور دلیل پر ہوا کرتی ہے اور اسلامی عقیدہ قطعیت اور ثبوت کے اس درجے پر ہے کہ اس کی آراء ونظریات علم منطق اور عقل سلیم سے متصادم نہیں ہو سکتے۔ البتہ دوسرے مذاہب کے عقائد محض احساسات جذبات اور عقلی تسلیم کی بجائے قلبی تسلیم پر موقوف ہوتے ہیں۔

غیر جانبداری کا تقاضا یہ بھی ہے کہ محقق دوسروں کی آراء پر حکم لگانے میں بھی انصاف سے کام لے اور دوسروں کے ساتھ اسی طرح انصاف کرے کہ جس طرح وہ اپنی ذات کے ساتھ انصاف چاہتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ دوسروں کی آراء کو حقیر سمجھا جائے یا ان کے مخالف نظریات کی تشہیر کی جائے اگر کبھی ایسا کرنا ضروری بھی ہو تو بڑے احترام نرمی عدل وانصاف اور احسن انداز کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆

H_M_Hashnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الخامسة: الحديث الشريف – ا

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن الثلاثة فقط.

السؤال الأول: (الف) اذكر اسم الطحاوی وولادته ووفاته وشيوخه وتلاميذه ومذهبه وتصانيفه؟ ۷×۳=۲۱

(ب) اذكر مزايا شرح معانی الأثار؟ ۱۳

السؤال الثانی: لايغرنكم نداء بلال ولا هذا البياض حتى يبدو الفجر.

(الف) اكتب اختلاف الأئمة فی مسئله تأذين الفجر قبل طلوعه؟ ۱۲

(ب) اكتب دلائل أئمة الثلاثة فی هذا المسؤل ورجح مذهب الامام فی ضوء نظر الطحاوی؟ ۱۵

(ج) ما علامت الفجر الصادق والفجر الكاذب؟ ۲

السؤال الثالث: (الف) اذكر خمسة دلائل من القرآن والسنة على عدم جواز القراء ة مطلقا خلف الامام؟ ۲۰

(ب) كل صلوٰة لم يقرا فيها بأم القرآن فهی خداج (اقرأها بالفارسی فی نفسك) اكتب عن هذين الحديثين؟ ۳

(ج) "المؤتم" حقق تحقيقا صرفيا؟ ۳

السؤال الرابع: قَالَ كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ اَوْ مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُضَرَ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ قَدْ نَصَرَكَ وَاسْتَجَابَ لَكَ وَاِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللهِ لَهُمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مُرِيْئًا مُرِيْعًا طَبَقًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ قَالَ فَمَا كَانَ الْاَجْمَعُهُ اَوْ نَحْوَهَا حَتّٰى مَطِرُوْا.

(الف) شكل الحديث وترجم الى الأردية؟ ۲۰

(ب) اكتب مذهب الامام الأعظم فی صلوٰة الاستسقاء بالدليل؟ ۱۰

(ج) ما مؤقف الطحاوی فی هذه المسئلة؟ ۳

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

پانچواں پرچہ: حدیث شریف-ا

سوال نمبر ا:-(الف) اذكر اسم الطحاوی وولادته ووفاته وشيوخه وتلاميذه ومذهبه وتصانيفه؟

(ب) اذكر مزايا شرح معانی الأثار ۔

جواب: (الف) تعارف امام طحاوی:

ولادت ونسب نامہ: آپ مصر میں وادی نیل کے کنارے ''طحا'' نامی بستی میں پیدا ہوئے۔ ایک قول کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش 239ھ اور دوسرے کے مطابق 237ھ ہے۔ آپ کا پورا نام مع کنیت والقاب یہ ہے: الامام الحافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمۃ بن عبدالملک بن سلمۃ بن سلیم بن خباب الازدی المصری الطحاوی الحنفی۔

حصول تعلیم واساتذہ: آپ مذہبی گھرانے کے فرد جلیل تھے، سن شعور کو پہنچتے ہی علوم اسلامیہ کا آغاز کر دیا، اپنے زمانہ کے ممتاز ترین محدثین، فقہاء اور اصحاب علم وفن سے اکتساب علم کیا۔ آپ کے چند مشہور اساتذہ کرام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

سلیمان بن شعیب کیسانی، ابوموسیٰ یونس بن عبدالاعلی الصدفی وغیرہ کے نام لیے جاتے ہیں۔ (وصی احمد محدث سورتی، ترجمہ امام طحاوی علی شرح معانی الآثار، ج: اص: ا) حافظ ابن حجر عسقلانی نے علم حدیث میں امام طحاوی کے جن مشائخ کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں: یونس بن عبدالاعلی، ہارون بن سعید ایلی، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم، بحر بن نصر، عیسیٰ بن مشرود، ابراہیم بن ابی داؤد النصرلیس، ابوبکر اور بکار بن قتیبہ۔

تدریسی خدمات وتلامذہ: آپ نے علوم وفنون کی تکمیل کے بعد تا حیات درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا، ہزاروں علماء وفقہاء نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل جن میں سے چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

ابومحمد عبدالعزیز بن محمد الہیتمی الجوہری، حافظ احمد بن القاسم بن عبداللہ البغدادی المعروف بابن الخشاب، ابوبکر علی بن سعدویہ البروعی، ابوالقاسم مسلمۃ ابن القاسم بن ابراہیم القرطبی، ابوالقاسم عبداللہ بن علی الداؤدی، حسن بن القاسم بن عبدالرحمٰن المصری، قاضی ابن ابی العوام، ابوالحسن محمد بن احمد الحمیمی، حافظ ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی المقری، ابوالحسن علی بن احمد الطحاوی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی صاحب ''المعجم'' حافظ ابوسعید عبدالرحمٰن بن احمد بن یونس مصری، حافظ ابوبکر محمد بن جعفر بن الحسین بغدادی،

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

میمون بن حمزہ العبید لی وغیرہ۔

تبدیلیٔ مسلک: امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ شروع میں شافعی المسلک تھے، بعد میں انہوں نے شافعی مسلک کو ترک کر کے حنفی مسلک اختیار کرلیا۔ اس کی وجہ یوں بیان کی جاتی ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ابتداءً شافعی المذہب تھے، ایک دن انہوں نے کتب شافعیہ میں پڑھا کہ جب حاملہ عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو، تو بچہ نکالنے کے لیے اس کے پیٹ کو چیرا نہیں جائے گا۔ برخلاف مذہب ابو حنیفہ۔ امام طحاوی کو مذہب حنفی کے مطابق پیٹ چیر کر نکالا گیا تھا۔ امام طحاوی نے اس کو پڑھ کر کہا: میں اس شخص کے مذہب سے راضی نہیں ہوں، جو میری ہلاکت پر راضی ہو۔ پھر انہوں نے شافعیت کو ترک کر دیا اور حنفی مسلک کو اختیار کرلیا اور اس مسلک کے عظیم مجتہد بن گئے۔

یادگار تصانیف مبارکہ: آپ نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے مشغلہ کو اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا، شب و روز میں یہی وظیفہ اعظم تھا، آپ کی تصانیف کی تعداد دو درجن سے زائد ہے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں: (۱) احکام القرآن (۲) شرح معانی الآثار (۳) مشکل الاثار (۴) اختلاف العلماء (۵) کتاب الشروط (۶) الشروط الصغیر (۷) الشروط الاوسط (۸) مختصر الطحاوی فی الفقہ (۹) النوادر الفقہیہ (۱۰) کتاب النوادر والحکایات (۱۱) حکم ارض مکہ (۱۲) حکم الفئی والغنائم (۱۳) نقض کتاب المدلسین (۱۴) کتاب الاشربہ (۱۵) الرد علی عیسیٰ بن ابان (۱۶) الرد علی ابی عبید (۱۷) اختلاف الروایات (۱۸) الرزیہ (۱۹) شرح الجامع الکبیر (۲۰) شرح الجامع الصغیر (۲۱) کتاب المحاضر والجلات (۲۲) کتاب الوصایا والفرائض (۲۳) کتاب التاریخ الکبیر (۲۴) اخبار ابی حنیفہ (۲۵) عقیدۃ الطحاوی (۲۶) تسویۃ بین اخبرنا وحدثنا (۲۷) سنن الشافعی (۲۸) صحیح الاثار۔

وصال: آپ تاحیات فقہ حنفی کی اشاعت و تدریس میں مصروف عمل رہے۔ آخر ۳۲۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

(ب) شرح معانی الآثار کی خصوصیات:

شرح معانی الآثار امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ زندہ جاوید اور کثیر الفوائد پر مشتمل یادگار تصنیف ہے، جو دیگر کتب احادیث سے کئی اعتبار سے منفرد اور یہی اس کی خصوصیات ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) مخالفین اسلام کے طعن کا جواب: یہ کتاب مخالفین اسلام کے مشہور طعن کے دفاع کی غرض سے لکھی گئی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس میں متعارض

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

احادیث کو جمع کیا، پھر علماء اسلام کی تاویلات کے ذریعے ان کے درمیان پائے جانے والے تعارض کا ارتفاع کر کے مخالفین اسلام کا منہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔

(۲) منفرد اسلوب: امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک باب کے تحت پہلے اپنی سند کے ساتھ ایک حدیث نقل کرتے ہیں، پھر وضاحت کرتے ہیں: اس روایت سے بعض لوگوں نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے، مگر احناف اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں اور ان کی دلیل فلاں حدیث، پھر اس حدیث کو نقل کر کے مذہب احناف کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۳) تطبیق: یعنی دو مختلف روایات کو نقل کر کے ان کے درمیان راجح اور مرجوح ہونے کے اعتبار سے تطبیق پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں: نماز بغیر وضو کے صحیح نہیں ہے اور وضو بھی بغیر بسم اللہ کے درست نہیں ہے۔ پھر اسی مضمون کی دوسری روایت نقل کر کے فرماتے ہیں: ایک قوم کا یہی مذہب ہے کہ بسم اللہ کے بغیر وضو درست نہیں ہے جبکہ دوسرے لوگوں یعنی احناف نے ان کی مخالفت کی ہے، ان کا کہنا ہے: جس آدمی نے بغیر بسم اللہ پڑھے وضو کیا، اس نے اچھا نہیں کیا، مگر اس کا وضو ہو جاتا ہے۔ پھر بطور تائید ان کی دلیل نقل کرتے ہیں۔

(۴) جرح: بعض اوقات امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ دو متعارض روایات کے درمیان ایک کو فیصلہ کن قرار دینے سے قبل فن رجال کا سہارا لیتے ہیں، دونوں متضاد روایات میں سے ایک روایت کو باعتبار اسناد کے مرجوح قرار دیتے ہیں جبکہ دوسری روایت کو راجح اور استنباط حکم کے لیے اصل قرار دیتے ہیں۔

(۵) نظر صحیح سے استدلال: امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ دو متعارض روایات نقل کر کے، دونوں کا محمل بھی بیان کرتے، پھر دلیل عقلی سے مذہب احناف کو ترجیح وقوی قرار دیتے ہیں۔

(۶) راجح مذہب کی تائید: امام طحاوی اس میں مذاہب اور ان کے دلائل ذکر کرنے کے بعد بطور محاکمہ ایک نظر قائم کر کے راجح مذہب کی تائید کرتے ہیں۔

سوال نمبر 2:- لایغرنکم نداء بلال ولا هذا البیاض حتی یبدو الفجر .

(الف) اکتب اختلاف الأئمة فی مسئله تأذین الفجر قبل طلوعه؟

(ب) اکتب دلائل أئمة الثلاثة فی هذا المسؤل ورجح مذهب الامام فی ضوء نظر الطحاوی؟

(ج) ما علامت الفجر الصادق والفجر الکاذب؟

جوابات: (الف) طلوع فجر سے قبل اذان پڑھنا:

طلوع فجر سے پہلے اذان پڑھنے کے مسئلہ میں آئمہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

امام ابوحنیفہ، امام محمد، سفیان ثوری اور حسن بصری کا مؤقف یہ ہے کہ اذان طلوع فجر صادق سے پہلے جائز نہیں لوٹانا واجب ہے۔ امام ابو یوسف، شافعی و مالک و احمد اور جمہور کے نزدیک اذان طلوع فجر صادق سے پہلے پڑھنا جائز ہے۔

(ب) اس مسئلہ میں آئمہ ثلاثہ کے دلائل:

امام شافعی، امام مالک اور امام محمد اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں:

سالم بن عبداللہ نے کہا: میں نے عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک بلال رات کو اذان دیتا ہے، تم کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔

امام ابوحنیفہ، حضرت حفصہ سے روایت کردہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

حضرت ابن عمر، حضرت حفصہ سے نقل کرتے ہیں: آپ فرماتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب مؤذن اذان پڑھتا تو آپ دو رکعت فجر کی پڑھتے پھر مسجد کی طرف نکلتے۔ اور کھانا (سحری کے لیے) حرام ہو جاتا اور جب تک طلوع صبح صادق نہ ہوتی، تو آپ (مؤذن رسول) اذان نہ پڑھتے۔

وقت فجر سے پہلے اذان فجر کے عدم جواز کے حوالے سے نظر طحاوی:

بالاتفاق ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی اذان وقت سے پہلے کہنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا مختلف فیہ کو متفق علیہ پر قیاس کرتے ہوئے نظر کا تقاضا ہے کہ فجر کی اذان بھی وقت سے پہلے کہنا درست نہ ہو۔

(ج) فجر صادق کی علامت:

یہ ایک روشنی ہے کہ مشرق کی طرف جہاں سے سورج طلوع ہونے والا ہے، اس کے اوپر آسمان کے کنارے پر دکھائی دیتی ہے، یہاں تک کہ آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے۔ اس سے قبل آسمان کے درمیان میں ایک ذرا سی سپیدی ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا آسمان سیاہ ہوتا ہے۔

فجر کاذب: فجر صادق کے نیچے سے پھوٹ کر روشنی جنوباً شمالاً دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے اور یہ دراز سپیدی اس میں غائب ہو جاتی ہے۔ اس کو فجر کاذب کہتے ہیں۔

سوال نمبر 3:-(الف) اذكر خمسة دلائل من القرآن والسنة على عدم جواز القراءة مطلقا خلف الامام؟

(ب) كل صلوٰة لم يقرا فيها بأم القرآن فهي خداج و (قراها بالفارسى فى نفسك) اكتب عن هٰذين الحديثين؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ج) "المؤتم" حقق تحقيقا صرفيا ۔

جوابات: (الف) قرأت خلف الامام کے عدم جواز پر دلائل:

۱-حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ایک نماز پڑھ کر فارغ ہوئے جس میں آپ نے بلند آواز میں قرأت کی تھی پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میری اقتداء میں تم میں سے کسی نے قرأت کی تھی؟ تو ایک شخص نے عرض کیا: میں نے کی تھی۔ یارسول اللہ! تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی سوچ رہا تھا کہ میری قرأت میں کیوں رکاوٹ ڈالی جارہی ہے۔ (راوی کہتے ہیں) اس کے بعد بلند قرأت والی نمازوں میں لوگوں نے آپ کی اقتداء میں قرأت کرنا چھوڑ دیا، جب انہوں نے یہ بات سنی۔

۲-نافع حضرت عبداللہ بن عمر کے بارے میں یہ نقل کرتے ہیں: ان سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی شخص امام کی اقتداء میں قرأت کرے گا؟ تو انہوں نے فرمایا: "جب کوئی شخص امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو، تو امام کا قرأت کرنا اس کے لیے کافی ہے۔

۳-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جو شخص امام کی اقتداء میں نماز ادا کررہا ہو، تو امام کا قرأت کرنا اس کا قرأت کرنا شمار ہوگا۔

۴-حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں تم قرأت سے خاموش رہو، کیونکہ نماز ایک مشغولیت ہے اور امام تمہارے لیے کافی ہے۔

۵-زید بن اسلم نے ابوصالح سے اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اس لیے بنایا گیا ہے تا کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

(ب) مذکورہ حدیثوں کی تکمیل:

۱-وحدثنا حسين بن نصير قال: سمعت يزيد قال: انا محمد بن اسحق قال: ثنا يحيىٰ بن عباد ابن عبدالله بن الزبير، عن ابيه عباد عن عائشة قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول (كل صلاة لم يقراء فيها بام القرآن فهي خداج)

۲-حدثنا يونس قال انا ابن وهب ان مالكا حدثه عن العلاء بن عبدالرحمن انه سمع ابا السائب مولىٰ هشام بن زهرة يقول سمعت اباهريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (من صلى صلاة لم يقراء فيها بام القرآن فهي خداج غير تمام) فقلت يا ابا هريرة انى اكون احيانا وراء الامام قال اقراء ها بالفارسى فى نفسك .

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ج) صرفی تحقیق:

المؤتم: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال۔

سوال نمبر 4:۔قَالَ كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ اَوْ مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَضَرَ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ قَدْ نَصَرَكَ وَاسْتَجَابَ لَكَ وَاِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللهَ لَهُمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مُرِيْعًا طَبَقًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ قَالَ فَمَا كَانَ اِلَّا جُمْعَةٌ اَوْ نَحْوَهَا حَتّٰى مُطِرُوْا ۔

(الف) شكل الحديث وترجم الى الأردية؟

(ب) اكتب مذهب الامام الأعظم فى صلوٰة الاستسقاء بالدليل؟

(ج) ما مؤقف الطحاوى فى هذه المسئلة؟

جوابات: (الف) شکل الحدیث: حدیث کی تشکیل سوالیہ حصہ میں کردی گئی ہے۔

ترجمۃ الحدیث: کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضر کے لیے بددعا فرمائی۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ نے آپ کی مدد فرمائی اور آپ کی دعا قبول فرمائی۔ آپ کی ایک قوم ہلاک ہوا چاہتی ہے، آپ ان کے لیے دعا فرمادیں، تو آپ نے یوں تعریف فرمائی:

اے اللہ! ہمیں ایسے (بادل سے) بارش عطا فرما جو سیراب کرنے والی ہو، سبزہ اگانے والی، شادابی لانے والی، موٹے قطرات والی، جلد برسنے والی، نہ رکنے والی اس کی بارش فائدہ مند ہو اور نقصان سے خالی ہو۔ کعب کہتے ہیں ایک جمعہ یا اس کے برابر دن گزرے تھے کہ بارش ہوگئی۔

(ب) صلوٰۃ الاستسقاء میں امام اعظم کا مذہب:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک احادیث مبارکہ میں بارش کے لیے دعا کا تذکرہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بارش کے لیے کبھی فقط دعا فرمائی اور کبھی نماز پڑھی۔ پس مستقل نماز مسنون نہیں۔ البتہ کبھی دعا فقط، کبھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں فقط دعا کا تذکرہ ہے اور اسی حدیث سے آپ استدلال کرتے ہیں۔

(ج) مذکورہ مسئلہ میں نظر طحاوی:

جب ہم نے غور کیا تو ہم نے عبادات میں جمعہ اور عیدین میں خطبہ پایا، جمعہ کا خطبہ پہلے اور عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہے دیکھا جائے گا کہ خطبہ استسقاء کی مشابہت زیادہ کس سے ہے، تو غور کرنے پر معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطبہ فرض اور عیدین کا خطبہ مسنون ہے۔ عید کی نماز اس کے بغیر بھی ہوجائے گی اگرچہ خلاف

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سنت ہے اور نماز استقاء کی زیادہ مشابہت خطبہ عید سے ہے، کیونکہ یہ بغیر خطبہ کے بھی درست ہے۔ یہاں امام طحاوی ؒ نے امام ابوحنیفہ کے مذہب کو نقل کرنے میں پوری توجہ سے کام نہیں لیا۔ امام صاحب استقاء میں نماز کا انکار نہیں کرتے۔ البتہ نماز کو لازم قرار نہیں دیتے بلکہ دعا اور نماز دونوں کو جائز کہتے ہیں۔ ان کی طرف نماز استقاء کے انکار کا قول منسوب کرنا درست نہیں۔ یہاں امام طحاوی کا رجحان امام صاحب کے مذہب کی طرف نہیں بلکہ فریق ثانی یعنی امام ابو یوسف کے موقف کی طرف ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

القسم الثاني ...... مؤطا امام محمد

السؤال الرابع: فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَا أُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَإِنْ نُمْتَ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا نَامَتْ عَيْنَاكَ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ.

(الف) شكل الأثر ثم ترجمه الى الأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) ما المراد بالشفق عند الامام أبي حنيفة والامام الشافعي عليهما الرحمة؟ وأيضابين أول وقت المغرب وآخر وقتها عند الامامين المذكورين؟ ۵+۵=۱۰

السؤال الخامس: (الف) اكتب صفة صلوة الخوف عند الأحناف؟ ۱۵

(ب) اكتب صفة العمرة؟ ۱۰

السؤال السادس: قال محمد وبهذا نأخذ لاقراءة على الجنازة وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

(الف) اكتب اختلاف الامام أبي حنيفة والامام الشافعي عليهما الرحمة في مسئلة القراءة في صلوة الجنازة بالدلائل؟ ۱۵

(ب) اكتب صفة صلوة الجنازة عند الأحناف؟ ۱۰

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة السادسة: الحديث الشريف – ٢

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ١٠٠

الملاحظة: أجب عن اثنين من كل قسم .

القسم الأول...... مؤطا امام مالك

السؤال الأول: عَنْ اَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اِنْ كَانَ لِيَكُوْنَ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَصُوْمَهُ حَتّٰى يَاْتِيَ شَعْبَانُ .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية؟ ٥+١٠=١٥

(ب) بين معنى الصوم لغة اصطلاحا و أيضالم أخرت عائشة رضى الله عنها قضاء صيامها؟ ٥+٥=٢٠

السؤال الثانی: عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِی الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرْتُهُ بِالَّذِیْ صَنَعْتُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰذَنَ لَهُ عَلَيَّ .

(الف) شكل الحديث ثم انقله الى الأردية؟ ٥+١٠=١٥

(ب) اكتب مذهب الأربعة عليهم الرحمة فى الرضاعة الموجبة للحرمة مع دلائلهم وترجيح مذهب الامام الأعظم عليه الرحمة بالدلائل؟ ١٠

السؤال الثالث: مَالِكٌ اَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ فِی الْبَازِیْ وَالْعِقَابِ وَالصَّقْرِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ اَنَّهُ اِذَا كَانَ مُعَلَّمًا يَفْقَهُ كَمَا تَفْقَهُ الْكِلَابُ الْمُعَلَّمَةُ فَلَا بَاْسَ بِاَكْلِ مَا قُتِلَتْ مِمَّا صَادَتْ اِذَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلٰى اِرْسَالِهَا .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية . ٥+١٠=١٥

(ب) عرف الكلب المعلم والبازى والعقاب وحكمها سواء أم لا؟ ١٠

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

القسم الثانی...... مؤطا امام محمد

السؤال الرابع: فَقَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَاِنْ نُمْتَ اِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا نَامَتْ عَيْنَاكَ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ .

(الف) شكل الأثر ثم ترجمه الى الأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) ما المراد بالشفق عند الامام أبی حنیفة والامام الشافعی علیهما الرحمة؟ وأیضابین أول وقت المغرب واٰخر وقتها عند الامامین المذکورین؟ ۵+۵=۱۰

السؤال الخامس: (الف) اكتب صفة صلوٰة الخوف عند الأحناف؟ ۱۵

(ب) اكتب صفة العمرة؟ ۱۰

السؤال السادس: قال محمد وبهذا نأخذ لاقراء ة على الجنازة وهو قول أبی حنیفة رحمه الله تعالیٰ .

(الف) اكتب اختلاف الامام أبی حنیفة والامام الشافعی علیهما الرحمة فی مسئلة القراء ة فی صلوٰة الجنازة بالدلائل؟ ۱۵

(ب) اكتب صفة صلوٰة الجنازة عند الأحناف؟ ۱۰

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

چھٹا پرچہ: حدیث شریف-۱

القسم الأول...... مؤطا امام مالك

سوال نمبر ۱:- عَنْ اَبِىْ سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اِنْ كَانَ لَيَكُوْنَ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَصُوْمَهٗ حَتّٰى يَأْتِيَ شَعْبَانُ .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية؟

(ب) بين معنى الصوم لغة واصطلاحا و أيضالم أخرت عائشة رضى الله عنها قضاء صيامها؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اگر میرے ذمہ رمضان کے کچھ روزے باقی ہوتے تو میں قضا نہ رکھ سکتی' یہاں تک کہ ماہ شعبان آجاتا۔

(ب) صوم کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

لفظ صوم کا لغوی معنیٰ ہے: منع کرنا، رکنا، باز آنا۔ اس کا اصطلاحی و شرعی معنیٰ ہے: صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع سے بچے رہنا صوم کہلاتا ہے۔

روزوں کی قضاء مؤخر کرنے کی وجہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان کے روزے جو حیض کے سبب قضاء ہوتے تھے، ان کو شعبان کے علاوہ کسی اور ماہ میں رکھنے کی فرصت نہ پاتی تھیں، کیونکہ اُن دنوں میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمہ وقت مشغول رہا کرتی تھیں اور اس طرح مستعد رہا کرتی تھیں کہ آپ جس وقت بھی خدمت وصحبت کے لیے بلائیں حاضر ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رمضان کی طرح ماہ شعبان میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔ اس لیے آپ کو مہلت مل جاتی، تو آپ اپنے ذمہ جو روزے ہوتے ان کی قضاء رکھتیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر2:-عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ صَنَعْتُ فَأَمَرَنِيْ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ۔

(الف) شكل الحديث ثم انقله الى الأردية؟

(ب) اكتب مذهب الأربعة عليهم الرحمة في الرضاعة الموجبة للحرمة مع دلائلهم وترجيح مذهب الامام الأعظم عليه الرحمة بالدلائل؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ابوقعیس کے بھائی افلح نے ان سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، وہ آپ کے رضاعی چچا تھے۔ یہ واقعہ پردے کے احکام نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: میں نے انہیں گھر میں آنے کی اجازت نہ دی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس کے متعلق بتایا، تو آپ نے مجھے حکم دیا/ہدایت کی کہ میں انہیں اندر آنے کی اجازت دے دیا کروں۔

(ب) مقدار رضاعت میں مذاہب آئمہ:

دودھ کی وہ مقدار جس کے پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، کتنی مقدار میں ہونا چاہیے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا مؤقف ہے کہ دودھ کی مقدار پانچ چسکیاں ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: آغاز میں قرآن کریم میں دس چسکیوں سے ثبوت حرمت کا حکم نازل ہوا لیکن بعد میں یہ منسوخ ہو گیا اور پانچ چسکیوں والا حکم باقی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک یہ حکم باقی رہا۔

۲۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، جمہور تابعین، تبع تابعین اور ایک قول کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ مطلق دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ یہ مقدار قلیل ہو یا کثیر۔ گویا ایک قطرہ دودھ پینے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ انہوں نے نصوص قرآن سے دلائل اخذ کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ (تمہاری مائیں وہ ہیں، جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲-اَللَّاتِی اَرْضَعْنَکُمْ اُمَّهَاتُکُمْ (جن خواتین نے تمہیں دودھ پلایا وہ تمہاری مائیں ہیں)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت جس میں قرآن میں دس چسکیوں کا حکم تھا، پھر منسوخ ہو کر پانچ چسکیاں باقی رہ گئیں۔ یہ حکم نہ قرآن میں موجود ہے، نہ اس کی تلاوت کی گئی اور نہ تلاوت کی جاتی ہے۔ گویا یہ ایک بے سروپا روایت ہے جس سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی۔

سوال نمبر3:-مَالِكٌ اَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ فِي الْبَازِيْ وَالْعِقَابِ وَالصَّقْرِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ اَنَّهُ اِذَا كَانَ مُعَلَّمًا يَفْقَهُ كَمَا تَفْقَهُ الْكِلَابُ الْمُعَلَّمَةُ فَلَا بَاْسَ بِاَكْلِ مَا قُتِلَتْ مِمَّا صَادَتْ اِذَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلٰى اِرْسَالِهَا ۔

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية؟

(ب) عرف الكلب المعلم والبازى والعقاب وحكمها سواء أم لا؟

جواب: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: امام مالک نے کہا: میں نے اہل علم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ باز، عقاب اور شکرا اور، جانور ان کے مشابہ ہوں اگر ان کو تعلیم دی جائے اور وہ سمجھدار ہو جائیں جیسے سکھائے ہوئے کتے سمجھدار ہوتے ہیں، تو ان کا مارا ہوا جانور بھی درست ہے بشرطیکہ بسم اللہ کہہ کر چھوڑے جائیں۔

(ب) الکلب المعلم:

''کتے کا سدھایا ہوا ہونا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کتا تین مرتبہ کھانا چھوڑ دے۔

باز وعقاب: باز اور عقاب کے سکھائے ہوئے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بلانے پر وہ واپس آ جائیں۔

مذکورہ بالا کے شکار کا حکم:

اگر کتا شکار کو خود کھانے لگے اور باز اور عقاب وغیرہ بلانے سے واپس نہ آئیں، تو ان کا شکار کیا ہوا جانور حلال نہ ہوگا، لیکن جب انہیں چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا جائے۔ پس اگر اس جانور نے شکار پکڑ کر زخمی کر دیا اور وہ مر گیا، تو اس کا کھانا حلال ہے۔ جب اس سے کتے نے کھا لیا، تو پھر اس شکار کو نہ کھایا جائے گا۔ اگر باز یا عقاب وغیرہ نے کھا لیا تو پھر اسے (شکار کو) کھا لیا جائے گا، جب چھوڑنے والے نے شکار کو زندہ پایا تو ذبح کرنا واجب ہے۔ اگر اس نے ذبح نہیں کیا اور شکار مر گیا، تو نہیں کھایا جائے گا۔ اگر کتے نے اس کا گلا گھونٹ دیا زخمی نہ کیا، تو اسے بھی نہ کھایا جائے گا۔

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

القسم الثاني...... مؤطا امام محمد

سوال نمبر 4:- فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَاِنْ نُمْتَ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا نَامَتْ عَيْنَاكَ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ .

(الف) شكل الأثر ثم ترجمه الى الأردية؟

(ب) ما المراد بالشفق عند الامام أبي حنيفة والامام الشافعي عليهما الرحمة؟ وأيضابين أول وقت المغرب وآخر وقتها عند الامامين المذكورين؟

جوابات: (الف) شکل الاثر: سوالیہ حصہ میں تشکیل کردی گئی ہے۔

ترجمۃ الاثر: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں تم نماز ظہر اس وقت ادا کرو جب تمہارا سایہ تمہارے جتنا ہو۔ تم عصر کی نماز اس وقت ادا کرو جب تمہارا سایہ تم سے دگنا ہو۔ مغرب اس وقت ادا کرو جب سورج غروب ہو جائے۔ نماز عشاء ایک تہائی رات تک ادا کر سکتے ہو۔ اگر تم نصف رات تک سوئے رہو، تو تمہاری آنکھ نہ لگے۔ صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کرو۔

(ب) شفق کی تفسیر میں اختلاف:

شفق کی تعریف وتفسیر میں احناف وشوافع کا مذہب درج ذیل ہے:

امام شافعی کا مذہب: آپ کے نزدیک شفق سے مراد وہ سرخی ہے، جو غروب آفتاب کے بعد افق پر نمودار ہوتی ہے۔ شوافع کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: شفق سرخی ہے۔

صاحبین بھی امام شافعی سے متفق ہیں۔

امام ابوحنیفہ کا مذہب: امام اعظم کے نزدیک شفق سے مراد وہ سفیدی ہے جو بعد از غروب نمودار ہونے والی سرخی کے غائب ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ آپ کی دلیل یہ حدیث ہے:

حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں: میں تم تمام لوگوں کی بنسبت عشاء کے وقت کو زیادہ جانتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب تیسری رات کا چاند ڈوب جاتا تھا۔ تیسری رات کا چاند افق کی سفیدی غائب ہونے کے بعد غروب ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مغرب کا وقت سفیدی غائب ہونے تک رہتا ہے۔ نیز کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفیدی کے وقت عشاء کی نماز پڑھی ہو۔ البتہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ مغرب کی نماز

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

پڑھنے میں تعجیل مستحب ہے، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ میری امت ہمیشہ خیر سے رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز میں ستاروں کے جالی دار بننے تک تاخیر نہ کرے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث منقول ہے، جس کے کچھ الفاظ یوں ہیں: "ثم اذن للعشاء حين ذهب بياض النهار وهو الشفق" علامہ نیموی 'صاحب آثار السنن' فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شفق سفیدی ہے، جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔

نماز مغرب کی ابتداء وانتہاء میں مذاہب آئمہ: احادیث کی روشنی میں مغرب کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہو جاتا ہے۔ البتہ بعض حضرات کے نزدیک جب ستارے ظاہر ہوں تو مغرب کا وقت داخل ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اس کے بعد نماز نہیں حتیٰ کہ شاہد طلوع ہو، تو یہ حضرات شاہد سے ستارے مراد لیتے ہیں لیکن یہ حضرت لیث کی اپنی رائے ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے رات کا آنا مراد ہو، متواتر روایات سے اسی کو تائید حاصل ہوتی ہے۔

مغرب کا وقت کب ختم ہوتا ہے؟ اس سلسلے میں اختلاف ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ عشاء کی نماز اس وقت ادا فرمائی جب شفق غائب ہوگئی۔ چونکہ شفق کی تفسیر میں اختلاف ہے، اس لیے وقتِ مغرب کے نکلنے میں بھی اختلاف ہے، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی کے نزدیک شفق سے مراد سرخی ہے۔ لہٰذا جب سرخی ختم ہو جائے تو مغرب کا وقت ختم ہو گیا، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شفق سے مراد سفیدی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول قیاس کے موافق ہے، کیونکہ فجر کے وقت پہلے سرخی اور پھر سفیدی ہوتی ہے۔ یہ ایک ہی نماز کا وقت ہے اور وہ فجر کی نماز ہے۔ جب دونوں ختم ہو جائیں، تو ختم ہو جاتا ہے، تو قیاس کا تقاضا ہے کہ مغرب کے وقت بھی یہ دونوں (سرخی اور سفیدی) جمع ہوں۔

سوال نمبر5:-(الف) اكتب صفة صلوة الخوف عند الأحناف؟

(ب) اكتب صفة العمرة؟

جوابات: (الف) صلوٰۃ الخوف کا طریقہ:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک سفر وحضر دونوں میں نماز خوف ادا کرنا درست ہے۔ صلوٰۃ الخوف ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب شدید خوف ہو تو امام لوگوں کے دو گروہ بنا دے جن میں سے ایک دشمن کے مقابلہ میں رہے گا اور دوسرا امام کے پیچھے ایک رکعت ادا کرے گا، جس میں دو سجدے کرے گا۔ جب یہ گروہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دوسرے سجدے سے سر اُٹھائے گا، تو دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے گا۔ پہلا گروہ امام کے پیچھے آ کر ایک رکعت اور دو سجدے کرے گا۔ امام تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر دے گا۔ لیکن اس گروہ کے افراد سلام نہیں پھیریں گے بلکہ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں گے۔ پہلا گروہ آ کر اپنی باقی رہ جانے والی ایک رکعت ادا کرے گا اور دو سجدے کرے گا۔ وہ اس کو الگ الگ ادا کریں گے۔ اس میں قرأت نہیں کریں گے، کیونکہ اس کا حکم لاحق سا ہے۔ یہ لوگ تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر کر دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں گے۔ پھر دوسرا گروہ آ کر اسی طرح اپنی باقی ایک رکعت ادا کرے گا، سجدے ادا کرے گا اور اس میں تلاوت کرے گا۔ پھر یہ لوگ تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیں گے۔

(ب) عمرہ ادا کرنے کا طریقہ:

عمرہ کی ادائیگی میں محض چار کام ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے میقات سے احرام باندھنا، اس کے بعد مکہ مکرمہ پہنچ کر سات چکر طواف بیت اللہ کرنا (بعد میں دوگانہ نماز طواف پڑھنا) پھر صفا و مروہ کے سات چکر سعی کرنا اور آخر میں سر کے بال کٹانا۔

سوال نمبر 6:- قال محمد وبهذا نأخذ لاقراءة على الجنازة وهو قول أبى حنيفة رحمه الله تعالىٰ .

(الف) اكتب اختلاف الامام أبى حنيفة والامام الشافعى عليهما الرحمة فى مسئلة القراءة فى صلوٰة الجنازة بالدلائل؟

(ب) اكتب صفة صلوٰة الجنازة عند الأحناف؟

جوابات: (الف) نمازِ جنازہ میں قرأت کرنا:

اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی میں اختلاف پایا جاتا ہے:

امام ابوحنیفہ کا مؤقف: امام ابوحنیفہ اس بات کے قائل ہیں کہ نمازِ جنازہ میں قرأت نہیں کی جائے گی، کیونکہ نمازِ جنازہ ایک دعا ہے۔ آپ حضرت ابن عمر کی بیان کردہ روایت سے استدلال کرتے ہیں:

لا قراءة فى الصلوٰة على الجنائز .

امام شافعی کا مؤقف: امام شافعی اس بات کے قائل ہیں کہ پہلی تکبیر کے بعد (ثناء کی جگہ) سورۃ فاتحہ کی قرأت کی جائے گی اس کے بعد والی تکبیروں میں وہی معمول ہوگا جس کے امام ابوحنیفہ قائل ہیں۔ آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت سے استدلال کرتے ہیں:

فقراء فاتحة الكتاب...... الخ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

متاخرین فقہاء احناف نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت مکروہ ہے لیکن اگر کوئی شخص دعا کی نیت سے پڑھے تو حرج نہیں۔

(ب) صلوٰۃ الجنازۃ ادا کرنے کا طریقہ:

پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی حمد وثناء کی جائے گی، دوسری تکبیر کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے گا، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرا جائے گا۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official